بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرعی ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات
وجدید تحقیق

(نظرِ ثانی شدہ: **اِنٹرنیٹ اشاعت**)

بشمول فتاویٰ اہلِ سنت والجماعت، دیوبندی بریلوی وغیرہ مفتیان کرام

مرتّب:

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناشر: مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

Published by;**Central Moon SightingCommitee**

of Great Britain

نامِ کتاب: شرعی ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات وجدید تحقیق

(نظرِ ثانی شدہ اِنٹرنیٹ اشاعت ذوقعدہ ۱۴۹۲ھ)

مرتِب : مولوی یعقوب احمد مفتاحی

پیپر پراشاعتِ اوّل : رجب المرجب ۱۴۲۹ھ، کل صفحات ۱۶۰

(اشاعتِ اول ملنے کے پتے)

FCENTRAL MOON SIGHTING COMMITTEE

GREAT BRITON

(1) Hizbul Ulama UK

(Molvi Yaaqub Ahmed Miftahi)
74c Upton Lane London E7 9LW
Tel:+447866464040
Email:Info@hizbululama.org.uk

(2) Jamiatul Ulama Briton Bradford

(Haji Qamre Aalam)
36Chippendale Rise Bradford
BD8 ONB UK England
Tel:+447957205726
Email:Qamre@aol.com

(3) Jamiatul - Ulama Briton

(Mufti Mohammad Aslam)
98 Ferham Road Rotherham, S. Yorks
Tel:+447877561009

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

عنوان نمبر	مضامین وعنوانات	صفحہ نمبر
(۱)	مقدمہ	10
(۲)	پہلے سے معیّن اسلامی معیّن تاریخ کی ضرورت اور اس کا طریقہ	13
(۳)	یہود و نصاریٰ اور قمری تاریخیں	16
(۴)	اسلام و پیغمبر ﷺ اور یہود و نصاریٰ کی نقل	17
(۵)	اسلام کی ابتداء وانتہاء دو مساجد کے درمیان	20
(۶)	اسلام اور فلکیات کی تاریخ	21
(۷)	پندرھویں صدی ہجری، جدید تحقیق اور فلکیاتی تھیوری کی تردید	25
(۸)	ماہرِ فلکیات مارٹن الشیئشر اور ڈوَن جوَن لِمٹ کی تردید	28
(۹)	اسلام یا بداہت وسائنس	35
(۱۰)	مسلم ماہرِ فلکیات اور جدید تحقیق	38
(۱۱)	اسلامی اصول وعقائد اور سائنسی توجیہات	39
(۱۲)	مفتی رشید احمد لودھیانویؒ اور فلکیات ورصدگاہی آلات	40
(۱۳)	فلکیاتی نیومون حساب وکتاب، ماہرین وڈاکٹر خالد شوکت کی آراء	43
(۱۴)	ضربِ مؤمن وفتیّنِ فطین فتنہ	45

(۱۵)	مکی شیوخ کی تصدیقات	46
(۱۶)	برطانیہ کا ابر آلود موسم اور مقامی رویتِ ہلال	48
(۱۷)	ثبوتِ ہلال کے لئے ''اسلامی امکانِ رویت ۲۹ ویں تاریخ'' یا غیر اسلامی'' فلکیاتی ۲۹ ویں تاریخ''؟!	57
(۱۸)	نصاً ۲۹ ویں کی شام چاند دیکھنے کی تاکید اور ہمارا فریضہ	59
(۱۹)	منصوص احکامات اور اکثریت واقلیت ! فتویٰ مجددِ زمانہؒ	62
(۲۰)	ماہرِ فلکیات سے سوال اور مارٹن الشیشر کا جواب	64
(۲۱)	شرعی ثبوتِ ہلال اور ایک افسوسناک واقعہ	66
(۲۲)	مولانا سعید صاحب اپنی تحریرات کے آئنہ میں اور حقیقتِ احوال	68
(۲۳)	دیوبندی سنیوں کے سرخیل بزرگؒ کا سعودیہ کے اعلان پر وجوبِ عمل اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضاء کا فتویٰ	92
(۲۴)	سعودیہ میں ثبوتِ ہلال اور مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تصدیق	95
(۲۵)	استفتاء اور فتویٰ کی ایک مثال	97
(۲۶)	مفروضہ نیومون تھیوری ہے، ماہرِ فلکیات ڈی میکنالی کا اعتراف	102
(۲۷)	برطانوی رصدگاہی صد سالہ رکارڈ نقشہ امکانِ رویت کی مفروضہ فلکی قواعد تھیوری کی عدمِ قطعیت کی منہ بولتی تصویر!	105

(۲۸)	حزب العلماء یوکے کا اسلامی عالَمی ثبوتِ ہلال رِکارڈ اور برطانیہ و برِصغیر و سعودیہ میں زائرین و مقیمین کی رویتِ ہلال شہادتیں	106
(۲۹)	ساؤتھ افریقہ سے شیخ الاسلامؒ سے سوال اور سعودیہ کی تصدیق	115
(۳۰)	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی، سعودی فیصلے ور شیخ الحدیثؒ ـ مولانا ندوی اور مولوی ثمیر الدین ـ ڈاکٹر ندوی کا مکتوب بنام مفتاحی	117
(۳۱)	شیخ الحدیثؒ کے نام پر غلط پروپیگنڈہ اور مجازِ شیخ ، مولانا عبدالحفیظ مکی	123
(۳۲)	مفروضہ و تھیوری پر مبنی اِنٹرنیٹ کا چاند یا نصوص والا قطعی چاند؟!	126
(۳۳)	معتزلی خارجی فتنہ، ذی الحجہ کے ۳۱ ایام پروپیگنڈہ (اردو ـ گجراتی)	127
(۳۴)	بریلوی اہلِ سنت والجماعت کے مفتیانِ کرام کے امکانِ رؤیت تھیوری کے فلکیاتی مفروضہ قواعد کے خلاف فتاویٰ	144
(۳۵)	دیوبندی اہلِ سنت والجماعت مفتیانِ کرام کے امکانِ رؤیت تھیوری کے فلکیاتی مفروضہ قواعد کے خلاف فتاویٰ	160
(۳۶)	جمعیتِ اہلِ حدیث اور بن بازؒ کا فتویٰ	176

(۳۷)	حزب العلماء یو کے اور بن بازؒ کا فتویٰ	177
(۳۸)	شیخ سبیّل کا برطانوی مسلمانوں کے نام مکتوب	181
(۳۹)	فلکیات اور مفتی ابوظفر دیوبندی صاحب کا فتویٰ	185
(۴۰)	فلکیات اور مفتی ظفیر الدین صاحب کا فتویٰ	197
(۴۱)	علی گڑھ یونیورسیٹی شعبۂ اسلامیات اور مفتی مصباح الدین قاسمی صاحب و فلکیات	206
(۴۲)	مشہور قدیم مسلم فلکیین اور حقیقت کا اعتراف	212
(۴۳)	ذی الحجہ کے ۳۱ دن اور معتزلی فتنہ (انگلش)	213
(۴۴)	نبوی وحیانہ فارمولہ کے شرعی امکانِ رویت کی ۲۹ ویں تاریخ کی شام یا نیومون مفروضہ اور اس کی امکانِ رویت ۲۹ ویں کی شام؟ (انگلش)	217
(۴۵)	خاتم النبوت امی نبی ﷺ کا تعینِ رمضان کا طریقہ	221
(۴۶)	شاہ اشرف علی تھانویؒ، سائنس اور ہدایت کے موتی	222

ابتدائیہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قول اللہ تعالیٰ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلاتَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ وَلاتَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لایَسْمَعُوْنَ (انفال آیت ۲۱)

ترجمہ : اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس سے روگردانی مت کرو جیسے کہ تم سن لیتے ہو اور تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا حالانکہ وہ سنتے نہیں (یعنی وہ دل سے نہیں سنتے اور سنے ہوئے پر عمل نہیں کرتے) بے شک اللہ کے نزدیک (یہ) بدترین خلائق ہیں وہ بہرے گونگے اور ناسمجھ ہیں۔

قول النبی ﷺ: وعن ابی ہریرۃؓ قال :قال رسو ل اللہ ﷺ: کل امتی یدخلون الجنۃ الامن ابیٰ قیل ومن ابیٰ قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابیٰ (بخاری) ایضاً:عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ: لایئومن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (مشکوٰۃ کتاب الایمان باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مریوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری پوری امت میں سے سب جنت میں جائیں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا! صحابہؓ نے پوچھا ابیٰ کا کیا مطلب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’جسنے میری اطاعت کی وہ جنتی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی وہ میرا منکر ہے (بخاری)

نیز: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی ہرگز مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میرے احکام کے تابع نہ کرے (مشکوٰۃ)

البشارة من الله و الانتساب

قال اللّٰہ تَعَالیٰ :و مَن یُّطِعِ اللّٰہ و الرّسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیّٖن و الصِّدّ قین و الشُّھداء و الصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً ذٰلک الفضل من اللّٰہ (النِّساء٦٩)

اُن مئومنوں کے نام جو اپنی نماز و عبادات کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق منصوص عقائد کی بنیاد پر شریعت کی حدود اور اس کے مقرّر کردہ اوقات میں اداء کرنے کی کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے

صلواعلی النبی الامی (صلی اللہ علیہ وسلم)

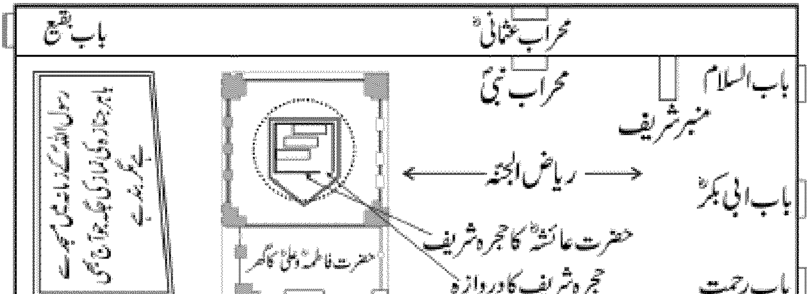

خادموں یا خواجاؤں کا چبوترہ، یہ اصحاب صفہ کا چبوترہ نہیں ہے جو اس وقت ہے، آپ کے بعد یہ چبوترہ اس لئے بنایا گیا تا کہ دور سے معلوم ہو جائے کہ یہاں خادم حرم ہیں ان سے اپنی ضرورت پوری کریں۔

باسمہ تعالیٰ

کتاب کے مضامین

(۱) فلکیات کی تاریخ اور شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کے تناظر میں رویتِ ہلال وثبوتِ ہلال میں اثباتاً ونفیاً فنِ فلکیات کے مفروضات وتھیوری کے اعتبار کی شرعی ممانعت!

(۲) فلکیات کے نیومون مفروضہ سے ۲۹ویں تاریخ کی تعیین شرعاً غیری دینی!

(۳) برطانیہ میں موسم کی خرابی پر شاذ ونادر پہلے چاند کی رویت کے ثبوت!

(۴) فلکیات کی نیومون تھیوری کے قواعد کی تردید خود فلکیین کی طرف سے!

(۵) بشمول برِصغیر دنیا بھر سے خصوصاً برطانیہ اور خاص کر سعودی عربیہ میں باہر سے وارد زائر ومقیمین کی گواہیوں سے بھی سعودیہ کی مجلسِ قضاء اعلیٰ کے حج و رمضان، عیدین کے اعلان کردہ تاریخوں کی تصدیق!

(۶) برطانیہ میں گرمی کے مہینوں میں صاف موسم میں ''مفروضہ نیومون ہوجانے اور مفروض مخصوص گھنٹوں کے گذرنے کے بعد'' کسی شام چاند نہ صرف ایک جگہ بلکہ کئی شہروں میں بلاکلّف دیکھا جائے تو کیا اس کی حیثیت قطعاً اسلامی پہلے چاند کی ہی ہوگی؟۔

(۷) سعودی عربیہ کے علاوہ کوئی ملک رمضان وعیدین کی عباداتی تاریخوں کیلئے فلکیات کے مفروض نیومون سے غیر مشروط ۲۹ویں تاریخ کی ''شرعی شام'' کی تعیین نہیں کرتا ہے

(۸) فلکیاتی مفروضات کی نصاً ممانعت میں قرآنی آیتِ شریفہ یسئلونک عن الاھلّہ (۲۔۱۸۹) اور حدیثِ امّی کی ناقابلِ تردید حیثیت۔

مذکورہ موضوعات کے متعلق بھرپور مواد ونصوص، محدِّثین وفقہاء وراہل سنت والجماعت کے دیوبندی بریلوی حنفی مفتیان ودیگر کے فتاویٰ اور دیوبندی بزرگوں کی تعلیمات سے پُر صفحات کا مطالعہ کیجئے اور دینِ فطرت اور اُمیّ پیغمبر، خاتم النبوت ﷺ کے احکامات کی سچائی سے اپنے ایمان وعمل کو مضبوط بنایئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين ومن تبعه الى يوم الدين .قال الله تعالى :

ما آتاكم الرسول فخذوه ومانهٰكم عنه فانتهوا

(الحشر : ۷)

وقول النبی ﷺ :عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا وعقد الابهام فی الثالثة ،ثم قال الشهر هٰكذا وهٰكذا وهٰكذا يعنی تمام ثلثين (بخاری ج ا ص ۲۵۶۔ مسلم ج ا ص ۳۴۷۔ مشکوٰۃ باب رؤیۃ الہلال ص ۱۷۴)

قال ايضا: **لتتبعن سنن الذين من قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتى لو دخلوا حجر ضب لا تبعتموهم قلنا يارسول الله اليهود والنصارى؟ قال فمن ؟** (رواه مسلم)

قال ايضاً: لاتزال طائفة من امتى ظاهرين حتى يأتى أمر الله وهم ظاهرون. (بخاری،مسلم)

امابعد :

آ جکل مسلمانوں میں فلکیاتی تھیوری کے نیومون حسابات کو شہادتوں کی تصدیق

میں ’’معاونت‘‘ کے سہانے نام سے مشروط کروانے کی بحثیں چھیڑھی گئی ہیں جسے اہل کتاب خصوصاً یہود کی طرف سے ۶۱۲ء میں اسلام کی ابتداء سے دوسوچوّن سال ماقبل سن ۳۵۸ء میں اختیار کرلیا گیا تھا جس کی تردید خاتمۃ النبوتﷺ نے نصِ متلو یسئلونک عن الاھلہ (۲۔۱۸۹) کے ذریعہ اورنصِ غیر متلو انا امۃ امیۃ(بخاری،مسلم،ابو دائود نسائی عن ابن عمر) سے بیان فرمادی تھی حتیٰ کہ نہ صرف آپﷺ بلکہ صحابہ وخلفائے راشدین اور صحابہ کرام تک نے اپنے قول وعمل کو امت کے لئے نمونہ بنایا یہاں تک کہ آپﷺ نے صحابہ کو یہودِ مدینہ سے اسے سیکھنے کے لئے نہ تو کوئی ترغیب دی اور نہ ہی اس کا حکم فرمایا بلکہ اس یہودی طریقہ سے کلیۃً اعراض کرتے ہوئے زندگی بھر چاند کی رویت کے ایک یا دو (اور دور سے وارد انجانے ومستتر تک) اشخاص کی گواہیوں کو قبول کرنے کے ٹیسٹ کے لئے کبھی بھی یہودی فلکی حساب دانوں سے رجوع نہ فرمایا حتیٰ کہ صحابہ وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے فلسفیانہ تحقیقات وعلومِ فلکیات کے مشہورِ زمانہ گہوارے مصروشام وایران پر قابو پالینے کے باوجود فلکی حساب داں اور اس کی کتب کو منہ تک نہ لگایا بلکہ ایسی مخطوطات دریابُرد کروادیا!

تاریخ گواہ ہے کہ دوسری صدی ہجری میں عباسی حکمرانوں نے یونانی کتب ے عربی میں تراجم کروانے کے بعد فلکیات میں منہمک ہونے سے لیکر اب تک یہ بحثیں جاری ہیں،اس درمیان فقہاء کی بھاری اکثریت نے فلکیاتی مفروضہ حساب کے نیومون کو ’’شرعی حد‘‘ تسلیم نہ کرتے ہوئے نصوص والے نبوی طریقہ کو

مضبوطی سے تھامے رکھا مگر ہمارے زمانہ میں انسان کے چاند پر قدم رنجہ ہونے پر جدید تعلیم یافتوں کے اثر و رسوخ سے بعض خواص اب دینِ اسلام کے نبوی طریقہ میں تاویلات کر کے ''فلکیات'' کو دینی اصول میں دخیل بنانے پر مصر ہیں، حالانکہ اس حساب کے خلاف بارہا عوام و خواص تک کی گواہیاں سامنے آتی رہی ہیں بلکہ جن غیر مسلم ماہرینِ فلک کو یہ اپنا مقتدی سمجھتے ہیں وہ بھی اپنے نظریات میں تحقیقِ جدید پر تبدیلی کا اقرار کر رہے ہیں جیسے کہ آئندہ پڑھیں گے!

ذیل کے نکات مدِ نظر رکھے جائیں:

(۱) ثبوتِ ہلال میں فلکیات کی شرعاً نفی

(۲) تجربات و گواہیوں سے بھی اس کا بطلان

(۳) وقتاً فوقتاً تھیوری و مفروضات میں تبدیلی بھی اِس حساب کی عدمِ قطعیت کی مزید دلیل اور چاند کے دورانیہ کی مفروضہ حدِ قطعی (کنجنکشن / اجتماعِ شمش و قمر) کے وقت اب نئے چاند کے ۱۹۲۰ء سے جاری ڈونجون حساب کی امکانی رویت لِمِٹ (حد) کی تردید کرتے ہوئے عین نیومون کے وقت بھی رویتِ ہلال کے ممکن ہونے کی تازہ تحقیق

(۴) رویتِ ہلال کے امکانی فارمولوں میں ماہرین میں عدمِ اتفاق بھی اُن کے غیر قطعی ہونے کا مزید ثبوت ہے

(۵) چونکہ برطانیہ کا موسم ہمیشہ ابر آلود رہتا ہے جس کی وجہ سے مقامی طور پر پہلا اسلامی چاند شاذونادر ہی دکھائی دیتا ہے اور جس کی بناء پر مجبوراً اہلِ برطانیہ اپنی رمضان و عیدین کی تعیین کے لئے ہمیشہ باہر کے ممالک کی خبر پر انحصار کرتا چلا آ رہا ہے نیز اختلافِ مطالع کے غیر معتبر ہونے کی بناء پر ایک جگہ کی خبرِ مستفیض پر دوسری جگہوں کے مسلمانوں کو عمل کرنے کے شرعی جواز کا حقیقت ہونا ایک مسلّمہ مسئلہ بھی ہے بشرطیکہ یہ خبر

(فلکیات کے حساب کے مفروض نیومون سے مشروط ۲۹ تاریخ کی تعیین کردہ شام کے بجائے اس سے غیر مشروط)۲۹ویں کی شام کے چاند کی رویت کے مطابق ہو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ باللہ من شرورِ انفسنا ومن سيّئاتِ اعمالنا من يهد الله فلامضل له ومن يضلله فلاهادی له ونشهدان لااِلٰه الاالله وحده لاشريك له ونشهدانّ سيدنا ونبيامحمداعبده ورسوله صلى الله عليه وعلىٰ آله واصحابه اجمعين ومن تبعه الى يوم الدين .

رمضان وعیدین کے لئے پہلے سے تاریخ کی تعیین ناجائز وحرام ، البتہ دیگر امور کے لئے اسلامی کیلنڈر کی ضرورت اور اس کے طریقے!

اما بعد؛ فقد قال الله تعالى **يسئلونك عن الاهلة قل هی مواقيت للناس والحج**(۲. ۱۸۹)

وقال رسول اللهﷺ **انا امة امية لانكتب ولانحسب** الشهر هٰكذا وهٰكذا وعقد الابها فى الثالثة ،ثم قال الشهر هٰكذا وهٰكذاوهٰكذايعنى تمام ثلٰثين (بخاری ج۱ص۲۵۶۔مسلم ج۱ص۳۴۷۔مشکوٰۃ باب رؤیۃ الہلال ص۱۷۴)۔

یہ بات ہر کوئی تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ سال بھر کا یا کئی برسوں کے لئے ’’پہلے سے معیّن‘‘ اسلامی تاریخوں کا کیلنڈر بنانا یہ ضروریاتِ زندگی میں سے ہو چکا ہے خاص کر مسلمان چونکہ دوسرے مذاہب کے کیلنڈروں کے بجائے اپنی اسلامی تاریخوں پر عمل درآمد کرنا چاہتا ہے خصوصاً جبکہ حکومت بھی مسلمانوں کی ہو! اس

لئے جب وہ سال بھر کا یا کئی برسوں کا اسلامی کیلنڈر بنائیں تو انہیں مہینوں کی تاریخوں کو ۲۹/۳۰ کے درمیان معیّن کر کے تقسیم کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ استعمال کرنا پڑے گا! مثلاً (۱) 'فلکیاتی مفروضہ نیومون اور اس کے قواعد کو بالکل خاطر میں نہ لاکر ایک ماہ کو ۲۹ تو دوسرے کو ۳۰ دنوں کے سادہ حساب سے یا (۲) فلکیاتی مفروضہ نیومون تھیوری کے حساب پر! دونوں صورتوں میں بارہ مہینوں کو ۲۹/۳۰ میں بالترتیب یا بلا ترتیب منحصر کرنا ضروری ہوگا!

پھر یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ پہلے سے معیّن اسلامی تاریخوں کا کیلنڈر صرف تقریبی تاریخ کا حامل ہوتا ہے اس کا عبادات اور رمضان وعیدین کی ''شرعی ضرورت'' سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ ضرورت تو فلکیاتی مفروضہ نیومون کے حساب سے مشروط تاریخوں کے بجائے اس سے غیر مشروط ۲۹ ویں کی شام رویتِ ہلال یا عدمِ رویت پر ۳۰ دن کی تکمیل پر منحصر کر کے ہی پوری ہوسکتی ہے۔

چونکہ پہلے سے سال بھر یا برسوں کی تاریخوں کی تعیین کی ضرورت ایک حقیقتِ مسلمہ ہے اور **کولونئل** (یورپین قابض) طاقتوں کے تہذیبی ورثہ کی جبری تعلیم سے متاثرہ سال بھر کے اسلامی کیلنڈر کی ترتیب مذکورہ نمبر دو کے مطابق بنانے کا طریقہ عامۃً مروج ہوگیا ہے حالانکہ اس قسم کی تقریبی وضروری تقویم کے لئے بھی نمبر ایک والا طریقہ ہی بہترین اور اسلامی نظریہ سے قریب قریب ہے اور ساتھ ہی اس طریقہ کے استعمال سے لوگوں میں ''فلکیاتی نیومون تھیوری کے حساب'' کے شرعاً غیر معتبر ہونے کا اسلامی نظریہ بھی اوجاگر ہوتا ہے!

جیسے کہ یہود ونصاریٰ کا اپنی کتب میں خود اقرار کرنا ہے کہ ان کے مذہبی قمری کیلنڈر کی بنیاد مذکورہ مفروضہ نیومون کا فلکی حساب ہے! ٹھیک ہے یہ ان کی اپنی مرضیات ہے مگران کی طرف سے عالمی طور پر حکومتی منظّم ومفادات سے مربوط سر پرستی کے بل بوطے پر دوسروں کو اس پر عمل کروانے کی اِسے ایک قانونی سی حیثیت دیجا رہی ہے اور فلکیین کی طرف سے اس پر عمل کروانے کو تختِ مشق بنادیا گیا ہے اس لئے نہ صرف غیر مسلم بلکہ مسلمان بھی سال بھر یا برسوں کے لئے اسلامی کیلنڈر بنانے کے لئے مذکور دوسرا یعنی یہود ونصاریٰ کے فلکی حساب والے طریقہ ہی کو اپناتے رہے ہیں!

البتہ دیگر اسلامی ممالک کی بہ نسبت مرکزِ اسلام حرمین شریفین، سعودی عربیہ میں عبادات کے لئے جہاں اسلامی مہینوں کا انحصار یہود ونصاریٰ والے فلکیاتی مفروضہ حسابات کے قمری کیلنڈر کی ۲۹ویں کی شام کے بجائے اسلامی ونبوی سادہ طریقہ والی (فلکیاتی مفروضات سے غیر مشروط) رویتِ ہلال پر مبنی ۲۹ویں کی شام چاند کی رویت پر ورنہ ۳۰ دن کی تکمیل پر ہوتا ہے مگر سال بھر کی قمری معین تاریخوں کے لئے ۱۹۵۲ء تک تو نمبر ایک والا پہلا سادہ طریقہ ہی مستعمل رہا مگر افسوس کہ برسوں کے لئے ام القریٰ کیلنڈر کی ترتیب میں بھی نا معلوم عوامل سے دوسرا یعنی فلکیاتی طریقہ اختیار کرلیا گیا! اس طریقہ پر کیلنڈر بنانے والوں میں ماہر فلکیات پروفیسر محمد الیاس بھی شامل ہیں۔

چونکہ یہ محض تقریبی تاریخوں کے کیلنڈر ہوتے ہیں اس لئے بظاہر اس میں

قباحت معلوم نہیں ہوتی مگر ہم اپنی تاریخی اسلامی تہذیب کے ورثہ کے ترک کرنے کے احوال کو مدِ نظر رکھیں تو اس طرح کی تقویمات سے ''عبادات کی تاریخوں میں فلکیاتی ذہن سازی'' کا ایک حتمی وبیّن خطرہ یقیناً موجود ہے جو کسی مزعومہ کے مستقبل میں قطعی نتیجہ کے حصول کا ضامن ہوتا ہے جواب ہمارے سامنے ہے !

مثلاً ہمارے اسلاف خصوصاً شاہ ولی اللہ محدِّث دہلویؒ کا آج سے ڈھائی سو سال پہلے استعماری یورپین طاقتوں کی طرف سے عامۃً اپنے مقبوضات پر خاص کر برِ صغیر میں غیر اسلامی تہذیب کے مسلّط ہونے کے خطرہ کی پیش گوئی کرنا تھا اور اس سے بچ کر دینِ اسلام کے نصوص، خاص کر ثبوتِ ہلال میں فلکیات کے مفروضات کے بجائے نبوی وحیانہ فارمولہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تاکید کرنا تھا!

تاریخ نے اس پیش گوئی کو حرف بہ حرف ثابت کر دیا کہ یورپین استعماری طاقتوں (پورٹوگیزیوں، فرانسیسیوں اور بالآخر انگریز) نے برِّ صغیر ہند و پاک بنگلہ دیش اور اطراف واکناف کے عرب، مصر و دیگر مقبوضات پر مسلّط ہو کر خود کی تہذیب کو پروان چڑھا دیا۔

یہ بات بھی تاریخ ہی سے ثابت ہے کہ انہوں نے تعلیمی جبر، مال وعزت کی سیاسی رشوت، المناک کے حساب پر تقویمات کی ترتیب کی حوصلہ افزائی اور غیر عیسائیوں خصوصاً مسلمانوں میں اپنے مذہبی جذبات وعقائد میں حوصلہ شکنی، نفرت وبے روخی کو ہواء دینے میں کسر نہ چھوڑی گئی جس کا نتیجہ ہے کہ خود مسلمانوں ہی کی طرف سے اسلامی کیلنڈر کو فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے مفروض امکانی

رویت کے حساب پر مبنی کر کے ترتیب دینے کی طرح عامۃً مروّج کردی گئی اور صدیوں پہلے جس خاموش مگر منظّم طریقہ سے مستقبل میں ''قطعی نتیجہ'' کے حصول کی جو ابتداء کی گئی تھی آج نہ صرف جدید عصری تعلیم یافتہ حضرات بلکہ افسوس صد افسوس دینی علوم کی سند کے حاملین میں بھی خاص کر ثبوتِ ہلال میں اس سے متاثر ہو کر ان کا دینِ اسلام و نبوی طریقہ کے خلاف قلم و زبان بننا ہے!

یہود و نصاری اور قمری تاریخیں!

یہ بات یورپی غیر مسلم و مذہبی عیسائیوں کی تحریرات سے ثابت ہے کہ نصارٰی کے یہاں بھی ان کا جو مذہبی ''قمری کیلنڈر'' ہے وہ وہی ہے جس پر یہود عمل پیراں ہیں جسے ۳۵۸ء میں فلسطین کے سب سے بڑے یہودی ربی ''حالیل ثانی'' کی جانب سے فلسفیوں کے فلکیانہ نظریہ ''نیومون'' کی بنیاد پر قطعی قرار دیکر اپنالیا گیا تھا اور ہر ماہ بیت المقدس سے چاند کے اعلان کے لئے جاری انبیائی طریقہ کے مطابق پہلے چاند کی رویت سے مہینہ شروع کرنے کے اہتمام کا ختم کر دیا جانا ہے۔

عامۃً یہ بات مشہور ہے کہ نصاریٰ کے ہاں یونانی ''شمشی کیلنڈر'' ان کی مذہبی تقویم ہے جسے رومنوں نے ماقبل مسیح یونان پر قابض ہونے پر اختیار کر کے اس میں چند مہینوں کے اسماء کو یکے بعد دیگرے اپنے ناموں سے موسوم کیا وہیں اس کی ترتیب اور ایام کی کمی بیشی میں بھی کچھ تبدیلیاں کرتے رہے یہاں تک کہ مابعد مسیح علیہ السلام جب رومن حکمرانوں نے نصرانیت کو تسلیم کر لیا تب سے لیکر اور خاص کر

پوپ گیریگورین کی طرف سے اس میں مزید ردو بدل کر کے اسے مکمل نصرانی مذہبی کیلنڈر مان لیا گیا تھا مگر صحیح یہی ہے کہ عیسائیوں کے ہاں حقیقی مذہبی کیلنڈر ''قمری کیلنڈر'' ہی ہے جو بعینہ یہودی مذہبی قمری کیلنڈر رہے۔

اسلام ،پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودونصاریٰ !

جب خاتم النبوت وشارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ رحمت سن ۶۱۲ء میں شروع ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ : میں پچھلی جاہلیتوں کو ختم کرنے آیا ہوں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی آسمانی کتب کے اکثر احکامات تک کو اللہ کی مرضی سے دینِ اسلام میں ختم فرما دیا مگر ایک حدیث میں یہاں تک فرمادیا:عن ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وسلم) لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع ،حتی لو دخلوا حجر ضب لاتبعتموھم ،قیل ، یارسول اللہ الیھود والنصاری؟ قال: فمن؟(رواہ البخاری ومسلم)۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے امتی پچھلی قوموں کی پیروی کریں گے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بِل میں داخل ہوں گے تو ضرور اس کی بھی اتباع کریں گے تو صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ کی مراد یہود ونصاری کی اتباع سے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اور کون ؟اھ۔یعنی مسلمان یہودونصاریٰ کی نقل کریں گے اور اسلامی احکامات کوتوڑیں گے! اسی

خدشہ کے مدِ نظر اور دینِ اسلام جو دیگر ادیان کے برخلاف تا قیامِ قیامت باقی رہنے کے لئے آیا ہے آپ ﷺ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: **لاتزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق لايضرهم من خالفهم ولا من خذلهم حتى تقوم الساعة(بخاری ومسلم)** اس حدیث کی رو سے بعضوں کا نصوص وعملِ صحابہ کے برخلاف منفیانہ رویہ اختیار کرنا کیا نبی کریم ﷺ کی مذکورہ احادیث کے مصداق نہیں؟ کہ میری امت ضرور یہود ونصاریٰ کی اتباع کرے گی! مثلاً رویتِ ہلال کی شہادتوں کو جس ماقبل اسلام کے یونانی ویہود کے فلکی فارمولہ کے نیومون مفروضہ سے مشروط کرنے کا جو لوگ کہہ رہے ہیں وہ تو یہود ونصاریٰ میں اسلام سے پہلے ہی معمول بہا رہا ہے اور جس کا آپ ﷺ نے رد بھی فرما دیا۔

علمائے دین سے یہ بات مخفی نہیں کہ اسلام میں اہلِ کتاب کے صرف وہ طریقے ہی معتبر ہیں جنہیں اسلام نے باقی رکھا ہے اور جن باتوں کا رد فرما دیا وہ اسلام میں مردود ہیں جس میں فلکیاتی مفروضہ حساب کتاب بھی ہے۔

افسوس کہ اسی فلکی مفروضہ کی بنیاد پر دنیا بھر میں رویتِ ہلال کی شہادت دینے اور ان کی تصدیق وتائید کرنے والوں کے خلاف اور ملکی وحکومتی سطح پر نبوی موقف پر عمل کرنے والوں کو خصوصاً سعودیہ کے شرعی ونبوی فارمولہ کے رویتِ ہلال کے طریقہ کو بعض مسلمان نعوذ باللہ یہودی طریقہ بتلا کر اُلٹی گنگا بہائے ”چور کوتوال کو ڈانٹے“ کی کہاوت کے مصداق بنے جا رہے ہیں! حالانکہ اسلام کی ابتداء سے لیکر اب تک اسلامی دنیا میں خصوصاً برِ صغیر کے دیوبندی بریلوی حضرات

کا یہی معمول رہااوراسی پرفتویٰ جاری کرتے رہے کہ مفروضہ نیومون اوراس کے امکانِ رویت حساب سے ثبوتِ ہلال کواور نہ ہی رویت کی گواہیوں کومشروط کیا جاسکتاہےاورآج بھی نناوے فیصداب بھی نصی ونبوی موقف پرمضبوطی سے ثابت قدم ہیں اوراسی نبوی موقف کومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ،حزب العلماءیوکے،جمعیۃ العلماء برطانیہ وغیرہ اسی کومضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ عرب مما لک خصوصاً سعودی عربیہ کی مجلسِ قضاء اعلی (سپریم کورٹ) اور وہاں کے کبار علماء ودارالافتاء ریاض بھی فلکیاتی مفروضہ نیومون تھیوری کے حساب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیا بھر کے فلکیوں کی کڑوی کسیلی الزام تراشیوں اور بہتان تراشیوں کو برداشت کرکے نبوی طریقہ کودانتوں سے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور شرعاً ''ثبوتِ ہلال اور رویت کی شہادت وگواہیوں'' کوفلکی نیومون حساب وقواعد سے مشروط کرنے کاسختی سے انکارکررہے ہیں،''کیونکہ اس سے نصوص کو غیرشرعی ومفروض فلکیاتی حساب سے مشروط کرنا لازم آرہاہے جس کے متعلق نصوص میں منع کیا گیا''۔الحمدللہ برِصغیر کےعلمائے حقّہ کی اکثریت بھی اسی نبوی راہ کومضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اللہ سب پراپنی خصوصی رحمتیں برساکران کےایمان کومزیدقوی بنا کر ہدایت کاذریعہ بنا۔آمین

ابتدائے اسلام اوراس کی انتہاء کی نبوی پیشگوئی !

آپ ﷺ فرماتے ہیں:عن ابن عمروقال قال رسول الله ﷺ:ان الاسلام بدء غريباوسيعود كمابدء ويارزبين المسجدين كماتئرزالحية في جحرها (مجموع الاحروف : بخاری، مسلم،اور معمولی لفظی فرق سے کنز العمال،فیض القدیرشرح جامع الصغیر،ترمذی،ابن ماجہ)

ترجمہ:اسلام کی ابتداء اجنبیت میں ہوئی اوراجنبی بنکریہ لوٹ کردومسجدوں (حرمین الشریفین) کے درمیان پناہ لے لیگا جیسے سانپ اپنے بل میں پناہ لیتا ہے۔

اسلام و مسلم حکومتی سطح پر عالمی مسلم حکومتوں کے بالمقابل حرمین شریفین میں حکمراں طبقہ آلِ سعودو آلِ شیخ علماء کا نصوص وسنت پر عمل پیراں رہنے کا عزم خاص کرثبوتِ ہلال کے مسئلہ میں ان کا رویتِ ہلال کی گواہیوں کو''مفروضہ نیومون کی تھیوری اوراس کے حسابی قواعد سے مشروط نہ کرنا''مذکورہ حدیث کے مطابق مشروط کرنے والی آوازوں'' کی بیّن مخالفت کی نبوی تصدیق کے مصداق ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

مذکورہ نبوی فرمان خاص کرثبوتِ ہلال کے مسئلہ میں آپ ﷺ کا پچھلے یونانی ویہودونصاری کے مذکورہ طریقہ کواختیار کرنے کے بجائے گذشتہ انبیاء کے

فطری وخدائی طریقہ ''رویتِ ہلال'' کو فلکیاتی مفروضوں سے مشروط کیئے بغیر مطلق اختیار کرنے میں جو حکمت رہی ہے وہ پچھلی چودہ سو صدیوں میں خاص کر آج کے حیرت انگیز ترقی کے زمانہ میں بھی گردشِ ایام کے مالکِ کائنات کے حساب کے کلی ادراک سے انسان کا ناکام و مجبور ہونا ثابت ہو چکا اور پچھلی صدیوں اور ہزاریوں کی طرح ان ''تھیوریوں و مفروضوں کے اپنے اپنے وقت میں قطعی ہونے کی صداء کے عام ہونے اور ان میں بار بار تبدیلیوں کی طرح موجودہ دَور میں بھی ان کی ''قطعیت'' کا بار ہار دھو چکا!

اسلام اور فلکیات کی تاریخ!

دینِ متین کے ''ثبوت و رویتِ ہلال'' اور شہادت کے باب کے اصول کو مدنظر رکھ کر فلکیاتی مفروضوں کی تاریخ کا موازنہ کیا جائے تو دین کی سادگی کی حکمت سمجھنے میں ہر کسی کو ذرہ بھر مشکل پیش نہیں آ سکتی: مثلاً مشرِک اور غیر اہل کتاب کی طرف سے میتون Meton نامی فلسفی (۴۳۰ھ ء ما قبل مسیح ؑ) کے مفروضہ فلکی قواعد کے نیومون کو مابعد مسیح علیہ السلام اور ما قبل اسلام، یہودیوں کے چیف ربائی حالیل ثانی کی طرف سے بھی یہودی شریعت میں ۳۵۸ھ ء کو چاند کے نئے دورانیہ کی بنیاد و حد تسلیم کر لیا گیا اور نصاریٰ نے بھی اسے مذہباً حد مان لیا جیسے کہ پیچھے بیان ہوا جبکہ مسلم اہلِ فلک کا اسے ''شریعتِ اسلامیہ'' کے طور پر حدِ قطعی بنا لینے کی سعی کرتے رہنے کی پچھلی تاریخ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

جس کی ایک مثال مصر کے شیعہ حکمرانوں کی ہے، جب روافض نے اوّلاً اسلام میں ثبوتِ ہلال میں فلکیاتی حساب کو نص کے مقابلہ میں داخل کیا اور آہستہ آہستہ آہستہ جب وہ فاطمی لقب اختیار کرتے ہوئے شمالی افریقہ پر حاوی ہوتے ہوئے مصر کے پایہ تخت قاہرہ پر قابض ہو کر مضبوط شیعی حکومت کی بنیاد رکھ دی تو طاقت کے نشہ میں انہوں نے اہلِ سنت والجماعت پر اپنے من مانی قوانین مسلّط کرنے شروع کر دئے۔ سجدہ جو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہی خاص ہے اور جس کا رواج مشرکین کے علاوہ دینِ موسوی وعیسوی پر عمل کرنے کے دعویداروں میں بھی جاری ہو چکا تھا جس پر پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنے مرض الموت میں سخت نکیر فرما کر یہود و نصاری پر لعنت کرتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اپنے امتیوں کو نصیحت و وصیت فرمائی کہ تم ایسا نہ کرنا! اس رسم کو اسلام کے حوالہ سے سلامی و تعظیم کے نام پر شیعی حکمرانوں نے خود کو سجدہ کرنا قانوناً ضروری قرار دیکر یہ مشرکانہ رسم جاری کر دی! افسوس آج بعض سنیوں میں سلامی ہی کے حوالہ سے اپنے بزرگوں کی تعظیم میں فاطمی شیعوں کی سجدہ کی رسم جاری ہے جو ان کے نامی مرشدین کے فاطمی شیعہ ہونے کی غمّاز ہے!

بہت سے اور غیر اسلامی قوانین کے مانند فاطمیوں کے حکمراں، حاکم بامر اللہ نے ۳۹۴ھ میں سنیوں کو چاند دیکھ کر رمضان شروع و ختم کرنے سے قانوناً منع کر کے محض یہودی فلکیاتی مفروضہ حسابات سے معیّن مہینہ کی پہلی تاریخ پر عمل کرنے پر مجبور کر دیا ساتھ ہی تراویح پڑھنے پر بھی پابندی لگا دی! اہلِ سنت

والجماعت حسبِ منشاء کسی قیمت پرنبوی وحیانہ قوانین سے برگشتہ ہونے کو تیار نہ تھے پانچسال تک اپنی مالی وجانی اورعزتوں کی قربانیاں دیتے ہوئے مزاحمت کرتے رہے جب جا کرے ۳۹۹ھ میں حاکم نے مجبوراًتراویح اور چاند دیکھ کرمہینہ شروع وختم کرنے پر سے پابندی ختم کردی مگر افسوس کہ جس زہریلے بیج کواوّلاً شیعوں کی طرف سے بویا گیا تھااس نے سنیوں کوبھی متاثر کر کے ہی چھوڑا!

پیچھے ہم نے فاطمیوں کے شمالی افریقہ میں اثرات کے احوال پڑھے،جب ہم ان کی تاریخ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اسپین (اندولس) کے علامہ موسوم با بن رشد کا نام بھی ہمارے سامنے آتا ہے جوشمالی افریقہ(حالیہ مراکش،تونُس ،الجیریا،لیبیا) کے علاقوں میں عرصہ تک مقیم رہے،یہی وجہ ہے کہ موصوف فاطمیوں کے فلکیاتی حساب وکتاب سے متاثر معلوم ہوتے ہیں اور رویت وثبوتِ ہلال میں ان سے کندھے سے کندھا ملائے کھڑے دِکھائی دیتے ہیں!

مگر صدیوں پہلے کے اہلِ سنت والجماعت کے ہمارے اسلاف جب بھی ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے فلکیات کے حساب کی نصاً تردید کرتے ہوئے اپنی اپنی کتب میں دکھائی دیتے ہیں تو وہیں وہ اسلام میں اُسے اولاً داخل کرنے والوں میں شیعہ روافض کا حوالہ ضرور دیتے ہیں جن میں دوسروں کے علاوہ شیخ ابنِ تیمیہؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارحِ بخاری کے نام بھی شامل ہیں۔

مفروضہ نیومون تھیوری کے مذکورہ تاریخی حوالہ کے مدِ نظر اب اس ماقبل مسیح وماقبل اسلام گذرے فلاسفرز اور فلکی مَیتون کے قواعد کی بنیاد پر یہود ونصاریٰ

کا مذہباً اس پر اتفاق کر لینا اور اب عالمی سطح پر ان کی اَیجنسیوں کے اشاروں پر مسلم نامی فلکیین کے نام پر انبیائی فطرتی و پیغمبرِ اسلام خاتم النبوت ﷺ کے ''نصی و سنتی عمل'' کو بھی اسی مفروضہ فلکی قواعد سے مشروط کرنے کی مہم جو جارہی ہے وہ جہاں ایک طرف افسوسناک ہے تو دوسری جانب **امر بالمعروف والنھی عن المنکر** کی ذمہ دار ہماری عالمی تنظیمات واداروں کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے جبکہ حرمین شریفین ،سعودی عربیہ اور اس کے جید علماء کو چھوڑ کر ہمارے دیگر ذمہ داروں کی طرف سے اس پر بلند آواز کا نہ اُٹھنا یہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے جبکہ ''تھیوری کی عدمِ قطعیت'' پر ہمارے لئے فرمان خدا و فرمانِ رسول ہی کافی ہے چاہے ظاہراً واقعی اگر کوئی برہان بھی کیوں نہ ہو!

جو لوگ فلکیات پر ہی اپنے ایمان کا زورِ قوت استعمال کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج بھی اس کے قطعی نہ ہونے میں دلائل و براہان کی کمی نہیں ،کیونکہ الیکٹرونک میڈیا کی ترقی کی وجہ سے تجربات ،شواہدات اور بحثوں کے عام ہونے کی وجہ سے فلکی نیومون اور اس کے مفروضہ حساب کی تھیوری پر مبنی چاند کے ہونے نہ ہونے کے حساب کے مدِ نظر جو ''مثبت تصویر'' شرعاً سب کے سامنے آرہی ہے وہ نہ صرف غیر مسلم ماہرین بلکہ ان کے بہ نسبت خود مسلم فلکیوں کے لئے بھی مزید رہنما و ہدایت کا سبب بن رہی ہے جنہیں آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

پندرھویں صدی ہجری ،ڈان جوَن لِمیٹ
قمری تاریخیں اور جدید تحقیق!

پروفیسر محمد الیاس سلمہ (جنھوں نے فلکیاتی تھیوری کے مطابق ہی اسلامی کیلنڈر ترتیب دیا ہے اس کے باوجود وہ) لکھتے ہیں کہ ’’بیرونی نے جو تحقیق پیش کی تھی ایک ہزار سال گزرنے کے باوجود آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں بھی ’رویتِ ہلال‘ کے مسئلہ میں اس کی تحقیق سے آگے کچھ بھی ترقی نہیں ہوئی ہے‘‘ اور انسان کے چاند پر پہونچنے سے لوگوں نے ’’کسی چیز کو زمین سے دیکھنے اور اس چیز تک پہونچنے کے حساب کو ویتِ ہلال کے لئے بھی کارگر سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں! یہ موصوف کی ذات ہے جو ان تمام کے باوجود ثبوتِ ہلال میں فلکیات کے عدمِ اعتبار کو تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ موصوف نے ڈیوزبری یو کے میں ۱۹۸۷ء کے عالمی تبلیغی اجتماع کے موقعہ پر مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب اور ڈیوزبری و بریڈفورڈ کے دیگر علماء کے روبرو باٹلی کے چار اور بلیکبرن کے تیرہ مرد بشمول دو عورتوں (کل سترہ افراد) کی طرف سے عید الفطر ۱۴۰۷ھ کا چاند ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کی شام مفروضہ نیومون کے چار گھنٹے کے بعد دیکھنے کے دعوے کو تسلیم کیا!

بہرحال چونکہ تھیوریاں بدلتی رہی ہیں اور پچھلے زمانوں اور ماضی قریب تک جس تھیوری (مفروضہ) کو یقینی سمجھا و بتلایا جارہا تھا آج ان میں کئی تبدیلیاں ہو چکی ہیں اور اس کی کوئی گارنٹی بھی نہیں کہ اِس وقت جس مفروضہ کو حتمی سمجھا جارہا ہے مستقبل

میں وہ نہ بدلے! مثلاً آنڈرے ڈان جون نے (جس کا حوالہ پروفیسر الیاس نے بیرونی کے نظریہ کے ماتحت اپنی کتاب میں بھی دیا ہے) ۱۹۲۰ء سے چاند کے ماہانہ دورانیہ پر مفروضہ اجتماعِ شمس وقمر (کنجنکشن) یعنی جب چاند سورج بالکل ایک ہی سیدھی لائن میں ایک دوسرے کے عین سامنے ہونے کے بجائے کچھ ہٹ کر دونوں کے درمیان جو گیپ باقی رہتی ہے اس) کے نقطہ کو ''نیومون کا مرکزی پوئنٹ'' وحد تسلیم کرتے ہوئے اس گیپ کے بعد دونوں کی ایک دوسرے سے ''سات ڈگری'' دوری پر ''امکانِ رویت حساب'' کو مفروض کر دیا تھا اور تب سے اسی مفروضہ کی بنیاد پر پچھلی چار دہائیوں سے اب تک فلکیین وگرینوِچ کی طرف سے ''رویتِ ہلال کی شہادتوں کی تردید یا تصدیق'' کی جاتی رہی ہے! مگر اب جبکہ رسل ورسائل کے ذرائع پچھلے زمانہ کی بہ نسبت بہت زیادہ عام ہو چکے اور'' مسلمانوں کی طرف سے عامۃً پیغمبرِ اسلام ﷺ کے قول وعمل کے مطابق غیر مشروط ۲۹ ویں کی شام چاند دیکھنے کی کوشش کے چودہ سو سالہ عملِ سنت سے کنجنکشن واجتماعِ شمش وقمر سے پہلے یا اُسی وقت اور اس کے بعد مفروض کردہ گھنٹوں کے گذرنے سے پہلے ہی متعدد بار چاند کی رویت کے وہ تجربات سامنے آئے جن پر اگرچہ فلکیین کی طرف سے بھاری تنقید جاری رہی مگر ساتھ ہی ذرائعِ رسل ورسائل ہی سے ''فلکی نئے حقائق'' بھی سامنے آنا شروع ہو گئے جو کسی سے مخفی نہیں۔

دیکھیں یہ حوالہ جات: مثلاً: (۱) آنڈرے ڈان جون

(۱۹۲۰ء) کے بنائے ہوئے مفروضہ قاعدہ کا بیان اوپر گذرا جس پر گرینوچ آبزرویٹری تب سے عمل کرتی رہی ہے اس کے خلاف ''جیم اسٹام'' کا 7 ڈگری زاویہ Elongation کے بجائے ساڑھے 6 ڈگری زاویہ پر رویتِ ہلال کے اپنے تجربہ کی بنیاد پر اسے 6 اور ساڑھے 5 ڈگری زاویہ کے درمیان مان کر رویتِ ہلال کا ممکن ہونا بتلانا! (۲) جیم اسٹام کا مورخہ گیارہ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو امریکہ میں چاند کا دیکھنا! (۳) جرمنی کے ڈاکٹر جوشیم Joachim کا اپنی ٹیم کے ساتھ ۲۳ ستمبر ۲۰۰۶ء کو دن کے ایک بجے (اگرچہ ٹیلیسکوف سے) چاند کا دیکھنا جبکہ ہر طرح اس فلکی نئے چاند کو دیکھنے کا انکار! (۴) مسلم ماہر فن پروفیسر سلطان (یمن) نے صاف کہدیا کہ ''عین فلکی مفروضہ نیومون کے وقت'' بھی چاند کی رویت ہوسکتی ہے! (دیکھوص ۳۶ پر آگے آنیوالی ایک انگلیش تحریر)۔ (۵) غیر مسلم ماہرِ فلکیات مارٹِن اَلشیسر Martin Elsasser کے خود اپنے تجربہ نے تو فلکیاتی مفروضوں پر ایمان لانے والوں میں کھلبلی مچادی کہ چاند کی رویت زیرو پوئنٹ ڈگری پر بھی ممکن ہے۔اھ (درج ذیل انگلیش تحریر ملاحظہ فرمائیں)

ماہرِ فلکیات مارِٹن الشَیشَر اور ڈوَن جون لِمٹ!

گرین وِچ والوں اور دیگر کے نزدیک

معتمداور (۱۹۲۰ء سے جاری غیرمسلم ماہرِ فلکیات ”ڈان جَوَن“ کے فلکی حساب کی تردید میں غیرمسلم ماہرِ فلکیات مارِٹن الشیشرکی طرف سے دوسرے غیر مسلم ماہر جیم اسٹام کی تائید)

I agree with Mr. Stamm, that the term "Danjon limit" is being used improperly. The work of Danjon focussed on the apparent shortening of the crescent at small elongations. .... The moon has been recently imaged at an elongation of 4.7°. Older, space-based imaging has even gone as low as 2°. This clearly shows, that the theory behind the supposed "Danjon-limit" is incorrect. As the "Danjon limit" has been "broken" repeatedly by different means and as the theory behind it is incorrect we should probably stop using the term altogether. ....A recent work by professor A. H. Sultan investigates the moonsighting issue in terms of contrast in detail.

He predicts, that under near-perfect conditions with optimized equipment, the crescent could actually be seen at some conjunctions,..... There is no hard limit of crescent visiblity at 7° or 6.5°. It is all a matter

of contrast. With increasing effort (climbing higher mountains with bigger optics, better training and preparation) ever smaller crescents might be possible. .... There is no hard limit, and definitely not the "Danjon limit".

Best regards,

Martin E lsässer

جیسے کہ اہلِ فلک کیمعیّن کردہ حسابی ''مفروضہ نیومون'' کی بنیاد ہی اس کا تھیوری ہونا ہے جو عقلی طور پر عندیہ دیتی ہے کہ جب مفروضہ اجتماعِ شمس وقمر کے وقت چاند اور سورج ایک سیدھی لائن میں ہونے کے بجائے ایک دوسرے کے عین محاذ سے کچھ ہٹ کر ہوں گے (جسے اجتماعِ شمش وقمر کہدیں یا نیومون یا کنجنکشن) تو اس وقت چاند صفر ڈگری (یعنی عین سورج کے سامنے) نہیں ہوتا (کیونکہ انہی کے بقول ایسا تو چاند گہن کے وقت ہوتا ہے) اس لئے بقول ماہرین اور خود ماہرِ فلکیات مارٹن الشیسر کے، چاند، سورج کے سامنے بجائے صفر ڈگری کے اس سے کچھ ہٹکر پانچ ڈگری تک کے زاویہ کے درمیان ہر نیومون کے وقت دونوں مختلف خلاء لئے ہوتے ہیں۔

پھر اس خلاء کے باعث فلکی مفروضہ تھیوری کے مدِ نظر ''سورج کی روشنی یقیناً چاند کے اتنے فیصد حصہ پر پڑے گی'' جس کا چاندرات کی شکل لئے ہوئے ہونا عقلی وفلکیاتی طور پر یقینی ہے، نیز اس کا زمین والوں کو مشینی ذرائع سے دکھائی

دینا بھی ممکن ہے جیسے مارٹن و دیگر کا تجربہ ہے (بلکہ مسلمانوں کے تجربات تو بغیر مشین کے بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں اور آئے دن اس کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے اگرچہ انہیں رد کرنے کی کوششیں نہ صرف غیر مسلم ماہرین بلکہ خود مسلمان نامیوں کی طرف سے بھی ہوتی چلی آئی ہے) ہاں اُس وقت چاند سورج کے قریب ہونے کے باعث اس کی تیز روشنی میں زمین والوں کی آنکھوں کے لئے کبھی مشکلی بھی پیدا ہو یہ الگ بات ہے !

ماھرین کا آپسی اختلاف وخلاصہ :نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ماضی قریب اور پچھلی چند دہائیوں سے ماہرینِ فن کہلانے والے فودھرنگم ،موٴندر، پروفیسر برنارڈ یلوپ ، پروفیسر الیاس، اور میکنالی نے بالترتیب ۱۲، ۱۱، ۱۰ تا ۱۰٫۵، ۹، ۷٫۵، ۷، ۶٫۴اور ۵ ڈگری کو فلکیاتی امکانِ رویت کے مفروضہ حساب پر مبنی مختلف فارمولے جو ترتیب دئے اِس سے یہ اختلاف جہاں اس حساب کے غیر قطعی ہونے پر ظاہر و باہر دلیل ہے وہیں مذکورہ ۲ تا ۵ ریفرینس بھی اس حساب کی غیر قطعیت پر شاہد ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کے تجربات ،عام شواہد ورویتِ ہلال کے دعووں اور اِکاّ دُکاّ ماہرین کے تجربات کے بالمقابل ''نیومون تھیوری کے قواعد کی نامی قطعیت کا اِن حقائق کے خلاف ثابت کرنا جہاں عبث ہے وہیں رویتِ ہلال کی حد بندی میں ان کا آپسی اختلاف بھی اِن قوانین کی حقیقت سمجھنے میں متلاشئ حق کے لئے رہبر ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ بیسویں صدی میلادی کے دوسرے دہے کے ختم سے

رائج ڈان جون کے قمری مفروض نیومون حساب کی معین کردہ ''ڈوَن جوَن (۱۹۲۰ء) حد'' کے علاوہ دیگر فلکیین کے حسابات میں جو اختلاف ہے وہ ان کے تمام ''مفروضہ قواعد'' کی عدمِ قطعیت کا کھلا ثبوت ہے اور جن کا سرا بقول پروفیسر الیاس ہزار سال پہلے گذرے بیرونی کی تحقیقات سے ملتا ہے اور جن میں اس سائنسی حیرت انگیز ترقی کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ مزید براں بیرونی کی خود کی بیان کردہ تحقیق کہ ''فلکی حالات ایسے ہیں کہ ان میں جو کوئی ذرا بھی غور کرے گا تو وہ چاند کے ہونے نہ ہونے کے کسی حتمی ویقینی نتیجہ پر نہیں پہونچ پائے گا'' کی صداقت کی تائید میں روشن منار ہے۔

البیرونی کی تحقیق سے منسوب بیسویں صدی عیسوی کے آندرے ڈوَن جوَن کے ۱۹۲۰ء کے ''مفروضہ حسابی حدِ نیومون'' کی فرض کردہ معین گھڑی کے گزرنے کے بعد امکانِ رویت کے لئے شمش وقمر کے درمیان سات ڈگری مفروضہ فاصلہ کومردود قرار دینا (جیسے کہ پیچھے بیان گذرا) اور سات کے بجائے پانچ بلکہ دو ڈگری حتیٰ کہ صفر ڈگڑی یعنی معین کردہ مفروض اجتماعِ شمش وقمر/نیومون کے عین وقت اور اس سے قبل بھی قمر چاندرات کی شکل میں موجود ہوتا ہے، جسے بہتر حالات میں تیز نظر والوں کا اسے دیکھ سکنے کا اب خود یہی فلکیاتی ماہرین کہہ رہے ہیں

کالی ٹکیہ ! یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ بہت سے نیم حکیم لکھاری بارہا لکھتے رہے کہ: مفروضہ کنجنکشن (اجتماع شمس وقمر) کے وقت چاند اگرچہ افق پر موجود ہوتا ہے مگر زمین کی طرف کے چاند کے حصّہ پر سورج کی روشنی

نہیں پڑتی ہے اس لئے وہ دکھائی نہیں دے گا اور اگر اسے انفرا ریڈ کیمرہ سے دیکھا جائے تو وہ ایک کالی ٹکیہ دکھائی دے گا!

الف: حالانکہ اس کے برعکس ایسے کیمرہ سے لی گئی اس کی تصویر میں بھی وہ مکمل کالا ہونے کے بجائے اس کا کچھ روشن سفید حصہ بھی دکھائی دیتا ہے، پھر یہ بھی کہا گیا کہ چاند گہن کے وقت یہی کنجنکشن ہوتا ہے جس کی بناء پر چاند کا نہ صرف خاکہ وشکل بلکہ ناظر کی نظروں سے اس کا وجود بھی معدوم ہوجاتا ہے جو غلط ہے! ایک طرف یہ کالی ٹکیہ والی کہانی ہے مگر ہم پیچھے پڑھ چکے کہ مسلم غیر مسلم ماہرین تو کہتے ہیں کہ ''نیومون کنجنکشن کے وقت قمر، چاندرات کی شکل میں ہوتا ہے کیونکہ اس وقت چاند سورج ایک سیدھی لائن میں ہونے کے بجائے دونوں ایکدوسرے سے کچھ ہٹ کر ہوتے ہیں جس سے سورج کی روشنی اس کے کم سے کم فیصد حصہ پر پڑتی ہے جو اسے چاندرات بناتی ہے!

ب: (یہ مثال اگرچہ ''نیومون'' کے وقت کے بجائے ''چاند گہن'' کے وقت کی ہے مگر یہاں بھی وہ کالی ٹکیہ نہیں تھا) پچھلی مرتبہ مکمل چاند گہن کے وقت دنیا بھر میں اور برطانیہ والوں سمیت ہم سب گھنٹہ بھر سے زیادہ دیر تک چاند کو نہ صرف کھلی آنکھوں سے دیکھتے رہے بلکہ وہ'' کالی ٹِکیہ کے بجائے ہلکی سورخی مائل شکل'' میں صاف دکھائی دیتا رہا!، یہی نہیں بلکہ فلکیات والوں کے تجربات و مشاہدے بار بار صدیوں سے بدلتے رہے ہیں اور آج بھی نہ صرف کائنات اور ہمارے شمسی نظام میں بلکہ خود چاند کے بارے میں کئی تھیوریاں بدل چکیں اور اب

بھی تجربات کی بنیاد پر فلسفی واہل فن انہیں بدلنے پر مجبور ہیں جس کا نظارہ آئے دن الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں ان کے بیانات وتجربات کی شکل میں آتا رہتا ہے اور بالآخر عقلاء وفلسفی ہاتھ جوڑے بیٹھ کر دوبارہ سہ بارہ بار بار اپنے نظریات وعقلیات کو بدلتے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ سائنسی تحقیق کا عروج مفروضات وتھیوریوں کی اسی تبدیلی پر منحصر ہے جس کا تاریخی تسلسل پانچ ہزار برسوں پر محیط چلا آرہا ہے۔

دراصل حقیقی اہل فن کی بات تو اور ہے مگر نیم حکیم خطرۂ جان کے مشابہ ''شیر آیا شیر آیا'' کے مثل سازشیوں کے ہتّھے چڑھے شور برپا کئے ہوئے ہیں کہ ''فلکیات والوں کے مفروضہ قواعد اٹل اور قطعی ہے اور اب کچھ بھی ہوجائے ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں''! مگر جو حضرات ''حقیقی محقق'' ہیں وہ تو بکواس سے دور بھاگتے ہیں اور جو بات ونظریہ پیش کرتے ہیں اسے قطعی ویقینی کے بجائے ایک ''حالیہ تحقیق وریسرچ'' سے موسوم کرتے ہوئے آئندہ کی اس میں کسی تبدیلی کے نہ ہونے کی قطعیت کی مہر لگانے سے دور رہتے ہیں۔

یہ وہی فلسفیانہ موشگافیاں ہیں جو (بشمول ثبوتِ ہلال) ماقبل اسلام انبیاءؑ کے لائے ہوئے خدائی طریقوں کو بدل کر نہ صرف ادیانِ الٰہیہ بلکہ خود آسمانی کتب تک کو ان کی نذر کردیا گیا تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی آمد اِنہی باتوں کی تردید کرتے ہوئے ہوئی مگر جیسے کہ پیچھے حدیث گذری! آپ ﷺ وصحابہؓ کے بعد دوسری صدی ہجری میں اِنہی یونانی فلسفیانہ کتب کی عربی میں نقل کرتے ہوئے بنوعباس نے

حکومتی سطح پر بزورقوت یہود ونصاریٰ کی نقل شروع کردی جو آج کی عالمی تحریک کے طور پر اژدہے کی شکل میں بہت بڑا فتنہ بنے ہمارے سامنے ہے!۔

اگر کسی وقت ان مفروضات کا قطعی وواقعی ہونا مان بھی لیا جائے تب بھی ایمان باللہ ورسول ﷺ کا تقاضہ یہی ہے کہ امتِ مسلمہ کا خاتم النبوت ﷺ کے فرامین ونصوص کے حوالہ سے اپنی ایمانی قوت سے اُسی خدائی نبوی موقف پر عمل پیراں رہنا ضروری اور ایمان باللہ ورسول ﷺ کا تقاضہ ہے جس کی کئی مثالیں خود آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں کثرت سے موجود ہیں کہ ایک طرف اسلام اور اس کے احکامات ہیں اور دوسری طرف وقتی ضرورت وحکمت کا تقاضہ !اس طرح اسلامی احکام میں کمی کر کے غیر اسلامی تہذیب میں رنگے ہوئے سخت گیر عربوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا تھا جس کے اہم ہونے میں شک وشبہ نہیں، مگر آپ ﷺ نے ان سخت گیر عربوں و بدوؤں کے اسلام میں داخل ہونے کو دینی احکام میں کمی کے عوض قبول نہ فرمایا جیسے کہ انہوں نے شراب کی اجازت اور پانچ وقت کی فرض نمازوں میں کمی کرنیکے عوض اسلام لانے کی پیش کش کی جس کا آپ ﷺ نے صاف انکار فرمادیا تھا، اس کے علاوہ یہ حدیث بھی بہت بڑی حجت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے ۔تفصیل آگے آرہی ہے

اسلام یابداھت ؟!

یہ نعرہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں بدیہیات کا خلاف نہیں ! یہ دراصل مستشرقین اور اسلام مخالف قوتوں کا وہ حربہ ہے جو دینِ اسلام کو سائنس کے نام پر اس سے جوڑ کر بالآخر اسلامی معتقدات کو مقابلۃً لا کر ان کا رد کر کے دین کے اراکین و بنیاد کو ہلا کر رکھ دیں اور اسلام کی ہر بات و معتقدات کو سائنسی بنیاد پر تول کر دین میں تحریفی ذہن سازی بھی ہو!

آج یہی سب کچھ ہمارے سامنے ہر طرف دکھائی دے رہا ہے اور خود کو اسلامی اسکالر اور متبحر فی العلم علامہ ظاہر کرنے والے، مستشرقین کی زبان بن کر کہتے لکھتے دکھائی دے رہے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات بدیہیات کے خلاف نہیں ! حالانکہ جس سائنس کے نام پر وہ یہ کہتے ہیں وہ جان بُجھ کر یا انجانے میں اس کے اولین نعرہ سے پہلو تہی کرتے ہیں ! مثلاً اہلِ سائنس کہتے ہیں کہ:

تمام موجودات کسی نہ کسی مادہ سے بنے ہیں اگر کائنات کا کوئی مالک ہے تو وہ بھی مادہ سے بنا ہوگا لہٰذا مذاہب میں خصوصاً اسلام میں خدائی کا جو تصور وعقیدہ ہے اس کے مدِ نظر نہ تو اہل سائنس کے نظریہ سے وہ ہم آہنگ ہے اور نہ ہی سائنسی نظریہ اسلام ومذاہب کی بنیادی تعلیمات وعقیدہ

سے ہم آہنگ !کیونکہ اللہ کی ذات مادہ سے پاک وصاف ہے اور اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر کوئی بھی ایسی شخصیت جو مادہ سے بنی ہے وہ خدائی کے نہ تو قابل اور نہ ہی یہ اسلام کا تصورِ خدا ہے بلکہ یہ تو شرک کے قبیل سے ہے !

اب بتلایئے کہ اہلِ سائنس کے جو نظریات ہیں جنہیں بدیہیات کے نام پر اسلام کی تعلیمات سے ہم آہنگ کرتے ہوئے مفروضہ نیومون کو بھی اس پر منطبق کر کے کہا جاتا ہے کہ: سورج کا طلوع وغروب ایک لگا بندھا سلسلہ ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اسی طرح چاند کا بھی دورانیہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہ بدیہیات میں سے ہے! لیکن چاند کے دورانیہ کے پیچیدہ حساب کا علم دینی ضرورت تو ہرگز نہیں ! یہ مسئلہ تو اہلِ سائنس کا اپنا ہے دین کا اس سے تعلق نہیں اور انھوں نے جو مفروضہ نیومون کے نام سے اپنے حساب کے مطابق چاند کے دورانیہ کی ابتداء وانتہاء کی حد مقرر کرلیا ہے اس کی حقیقت ہم سب کے سامنے صدیوں سے جو چلی آئی ہے آج بھی جدید ترقیاتی زمانہ میں بھی اس میں فرق نہیں آیا ہے اور خود انہی میں کے لوگوں نے پچھلے مفروضات کا انکار کر کے اس کی قطعیت کی تردید کردی جس کی تفصیل پیچھے گزری تو بھلا ان وجوہ سے کیسے مان لیا جائے کہ اہلِ سائنس کائنات کی پیچیدگیوں کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں

خصوصاً فلکیات کے حوالہ سے وہ سب کچھ من وعن تسلیم کرلیا جائے؟!

سائنس وبداہت کے نام پر اگر دین کو سائنسی بنیاد پر تولنا اور اس کے احکامات کا اس کے مطابق ہونا ضروری قرار دیا جائے مثلاً چاند کی رویت کے لئے سائنسی مفروضہ نیومون اور اس کی امکانی رویت وقت کو ضروری قرار دیا جائے تو پھر تو نہ صرف ایمان کی سیڑھی کے پہلے زینے ایمان باللہ بلکہ ایمان بالرسل وانبیاء، آسمانی کتب، ملائکہ، جنات، یومِ آخرت، اور خیر وشر پر اللہ کی تقدیر وغیرہ ایمانیات جو کسی کے مسلمان ہونے نہ ہونے کے لئے بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں ان میں سے کسی کو بھی سائنس ماننے کو تیار نہیں! تو کیا ہم اِن ایمانیات کے ساتھ فلکیات کو ثبوتِ ہلال میں دخیل مان کر نص سے ثابت ثبوتِ ہلال کی ایمانی حیثیت کا بھی انکار کر دیں؟ ہرگز نہیں اور سب سے بڑھ کر تو یہ کہ عقائد میں سائنس کی دخل سے خدا کی خدائی ہی میں رخنا پڑتا ہے، وحدانیت کے بجائے اس کی ذات میں شرکت ثابت ہو رہی ہو اس علم کی بنیاد پر (جو نتیجۃً غلط بھی ثابت ہوتا رہا ہو) کس طرح اسے بداہت کے نام پر اسلامی اصول وعقائد ونصوص پر حاوی کیا جا سکتا ہے۔

ان تمام کے باوجود اگر ''مفروضہ نیومون'' کو قطعی وبدیہی تسلیم بھی کرلیا جائے تو پھر اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے اور نامی ترقی ہوتی جائے اور اسلام نے جو اصول ونصوص مقرر فرمادئے ہیں ان کے برعکس سائنسی تحقیقات آتی جائیں تو انہیں اسلامی اصول وعقائد کی صحت وعدمِ صحت کا مدار تسلیم کرلیا جائے جیسے مفروضہ فلکیاتی حساب کو ثبوتِ ہلال میں دخیل منوانے کی

کوششیں ہوری ہیں تب تو بالآ خر اَور ادیان خصوصاً دینِ موسوی وعیسوی کی طرح
اسلام کے ارا کین وعقائد کا بھی اللہ ہی حافظ و نا صر!

مسلم ماہر فلکیات اے ایچ سلطان کی تحقیق!

The Observatory, 127, No 1, 53-59
February 2007

FIRST VISIBILITY OF THE LUNAR CRESCENT: BEYOND DANJON'S LIMIT - By A. H. Sultan Physics Department, Sana'a University, Yemen

"Many methods for predicting lunar first visibility have been proposed throught history and new models are still being developed. All these models have to be compared with the published observations to test their validity.

In this paper, we use our photometric model to predict the naked-eye first visibility of the lunar crescent. We find that an elongation of about 7.5° is the lowest naked eye visibility limit.

We also find that lunar crescent may be seen with a suitable telescopic magnification and ideal local conditions when the Moon is about 5° from the Sun. Consequently, the thin lunar crescent may be seen in a telescope even at new Moon when the Moon is at its greatest inclination."

اسلامی اصول وعقائد اور سائنسی توجیہات !

مثلاً اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ''بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر وہ جنا گیا''۔اب ایک عورت ہے جس نے بچہ جنا مگر عورت کے شوہر کے علاوہ کوئی اوَر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بچہ میرے نطفہ سے میرا ہے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بچہ اس عورت کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا اور یہ زانی جو اس کا باپ ہونے کا دعویدار ہے اسے سنگسار کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا! یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ بچہ زانی کا کیوں نہیں! جبکہ وہ خود بھی اس کا اقرار کر رہا ہے حتیٰ کہ ہمارے زمانہ میں تو سائنسدانوں کا دعویٰ ہے کہ بچہ اور دعویدار باپ یا زانی کے خون کا ڈی این اے ٹیسٹ کر کے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ بچہ کس کا ہے؟

اس معاملہ میں زانی کے دعوے کے حقیقت ہونے کے باوجود وہ بچہ ''اسلامی قانون واصولِ اسلام'' سے اس شوہر کا ہے جس کی یہ بیوی ہے اگرچہ اس بچہ کا حقیقی باپ ''یہ زانی'' ہے! معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ''ظاہری حقیقت'' پر خدائی وفطری حِکمتوں کے سبب (جن تمام کو نہ تو ہر کوئی جانتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کے مکلّف ہیں!) اصولِ دین کو کلیۃً ترجیح دی اسی طرح اسلامی کیلنڈر میں بھی ''منصوص ثبوتِ ہلال کی حیثیت نیومون مفروضہ سے غیر مشروط اور اسلامی قانون ونصوص کی ۲۹ ویں دن کی شام کو رویتِ ہلال کا ہونا ورنہ تیس دن پورے کرنا ہے، جہاں تک فلکیاتی نیومون اور اس کے مفروضہ کے بجائے حقیقت مان لینے کا تعلق

ہے! بالفرض وہ قطعی ویقینی ہی کیوں نہ ہوجائے اس کے باوجود اُس کی قطعیت کو شرع میں حکماً غیر مئوثر ہی مانا جائیگا اوراس کی حیثیت مذکورہ بچہ وزانی والی مثال کی طرح کی سی ہوگی کہ ’’بچہ کے زانی کے نطفہ سے ہونے کے قطعی ویقینی ہونے کے باوجود شرعی قانون واصول سے وہ ’’حکماً‘ غیر معتبر ہی سمجھا جائے گا!

فتویٰ(1) مفتی رشید احمد لودھیانویؒ وفلکیات!

آپؒ نے فرمایا: شبہات فلسفیہ وریاضیہ میں پڑنا شرعاً مذموم وموجبِ تشویش ہے۔ بسا اوقات ان تدقیقات میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حضورﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالی اور عامۃ المسلمین پر بدگمانی ہو جاتی ہے (احسن الفتاوی جلد۲ ص ۳۲۷) اھ۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے فلکیاتی مفروضات وآلاتِ رصدیہ کی’’ غیر قطعیت‘‘ کے بالمقابل اسلامی قوانین وفرموداتِ رسولﷺ کی ’’قطعیت‘‘ کے ثبوت میں اور سعودیہ میں ثبوتِ ہلال ورویت کے حوالہ سے اپنے دلائل وتصدیق اوررجوع کو’’احسن الفتاویٰ‘‘ میں ذکر کیا ہے ان میں کے کچھ میں نے اپنے ضمیمہ مسمیٰ ’’ثبوتِ ہلال، نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ‘‘ میں ص ۱۰ سے جمع کردیا ہے جنہیں وہاں دیکھ لیا جائے۔

بہرحال نبوی موقف کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے برِ صغیر کے دیوبندی بریلوی وغیرہ دارالافتاء، مفتیانِ کرام وعلماء اوران سے منسلک برطانیہ کے علماء

وتنظیمیں خصوصا مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ،حزب العلماء یوکے وجمعیۃ العلماء برطانیہ وغیرہ جمعیتِ اہلِ حدیث کے علاوہ سعودی عربیہ کی مجلسِ قضاء اعلی ودارالافتاء ریاض کے مفتیانِ کرام جومفروضہ فلکیاتی نیومون تھیوری اوراس کے حساب کوثبوتِ ہلال کے لئے نصوص کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کرتے ان کے خلاف آج کل کے نام نہاد فلکیین خصوصاً وہ جن کے ناموں کے ساتھ دینی علم کی سند کا لاحقہ بھی لگا ہوا ہے مذکورہ حضرات وتنظیموں کے خلاف خاص کرمجلس قضاء اعلیٰ سعودیہ کے خلاف ''نیومون مفروضہ کے مفروض فلکی حساب'' ہی کی بنیاد پر (جس کی حقیقت جدید تحقیق کے حوالہ سے گذری) نام نہاد ''بداہت'' کے دلائل کھڑے کر کے نبوی موقف ونصوص کے مقابل اور تجربات اور مسلمین کی گواہیوں کے خلاف جو خطرناک بہتان والزامات لگا رہے ہیں یہ ایک بدیہی امر ہے کہ یہ اِستغاثہ بلاواسطہ نعوذ باللہ خود خاتم النبوت شارع علیہ السلام کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرامؓ کے خلاف ہی لگایا جارہا ہے!

حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ نے پیچھے یہ جوفرمایا کہ ''اس سے آپ ﷺ اور صحابہؓ کے متعلق بدگمانی ہوجاتی ہے'' اِس سے آپ کا اشارہ اِسی نکتہ کی طرف ہے کہ آلاتِ رصدیہ ورویتِ ہلال کے فلکیاتی حساب کوقطعیت کا درجہ دینے سے قبلہ،اوقاتِ نماز اور ثبوتِ ہلال میں بعینہ نصوص وسنتِ نبویہ پر عمل کرنے سے رصدگاہی آلات وفلکیاتی حساب سائنس کی مخالفت کی بناء پر شکوک وشبہات جنم لیں گے کہ آپ ﷺ نے اور بعد میں صحابہؓ نے بھینہ تو فلکی حساب اور آلاتِ رصدیہ کے علم کی تعیینِ قبلہ واوقاتِ نماز اور ثبوتِ ہلال میں اتنی بڑی اہمیت

ہونے کے باوجود کوئی اہمیت نہ دی! حتیٰ کہ اس پر واضح طور پر عمل سے بھی ہمیں روک دیا اور پڑوس ہی میں رہنے والے اِس علم کے جاننے اور اس پر عمل کرنے والے یہودی علماء سے نہ تو خود آپ ﷺ نے فائدہ اٹھایا اور نہ ہی صحابہؓ کو اُن سے اِسے سیکھنے کی تلقین فرمائی اور نہ ہی مستقبل کی امتِ مسلمہ کو اس طرف راغب کیا!!!

سوچ کا فرق واختلاف اپنی جگہ مگران نامی فلکیین ملزمین کی طرف سے بالخصوص پاکستان میں اور وہاں سے دنیا بھر میں ''بہتان تراشیوں وجھوٹ'' کو حقیقت ویقینی بتلا کر اسلامی قوانین کے قبلہ کو فلسفیانہ مفروضات کے تابع بتلا کر اسلام اور اس کے مراکز حرمین شریفین کے روحانی وفطری تقدس کو پامال کر کے صیہونی ایجنسیوں کی خطرناک سازشوں کو تقویت پہونچائی جارہی ہے حتیٰ کہ ایسی جن ایجنسیوں کے خلاف ضربِ مؤمن اپنے بیش بہاء قیمتی مضامین شائع کر کے مسلمانوں کو ان سے احتراز کا قیمتی سبق دئے چلا آرہا ہے بظاہر وہ خود بھی اِن خطرناک سازشوں سے غافل معلوم ہوتا ہے!

فلکیاتی حساب وکتاب اور ماہرین کی آراء!

چھٹا حوالہ : پیچھے **صفحہ نمبر** 26 **پر** پانچ فلکی تازہ حوالجات گزرے اب یہ چھٹا حوالہ بھی دیکھ لیجئے (اگرچہ اس قسم کے اور بھی بہت سارے مفروض نیومون سے پہلے کے، عین نیومون وقت کے اور فوری بعد کے واقعات ہیں جنہیں آگے پڑھلیں گے!

میں نے پیچھے ایک حوالہ میں اپنے ضمیمہ کا ذکر کیا ہے اس کے صفحہ ۱۴ کے اخیر میں میں نے مدینہ منورہ میں سوا گیارہ گھنٹے کے چاند کو دیکھنے کے تجربہ کا حال لکھ کر برنارڈ یلوپ صاحب سے اپنی فون گفتگو کا مختصر ذکر بھی کیا ہے، اِسی حوالہ کو ایک صاحب نے امریکہ میں مقیم فلکی حساب کے ماہر ڈاکٹر خالد شوکت صاحب کو لکھ کر ان کی رائے معلوم کی۔ ابھی دو ماہ کے قریب اِن پوچھنے والوں نے مجھے موصوف کا جوابی ای میل بھیجا جس میں آپ نے اس واقعہ کی تصدیق بڑے وزن دار الفاظ میں کی ہے!

مجھے تعجب نہ ہوتا اگر اس کی وجہ یہ ہوتی کہ چلو سعودیہ سے باہر کے مجھ جیسے کسی نے وہاں چاند دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے یا یہ کہ میرے جیسا باہر کا کوئی برطانوی آپ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ میں گنبدِ خضریٰ کے سایہ تلے رہ کر چاند دیکھنے کا جھوٹا دعویٰ تو نہیں کر سکتا! نہیں! موصوف کی طرف سے اس کی تصدیق ان وجوہ سے نہیں کی! بلکہ اس کے برعکس میں اس ای میل کو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ جس حساب کی بنیاد پر ''برنارڈ یلوپ'' جیسے فلکی حساب دانی کے دعویدار نے اس واقعہ کی ''مہذبانہ'' جو تردید کی تھی اور اس چاند کو گردن کی آنکھیں تو ایک طرف ٹیلسکوپ سے بھی اِسے دیکھے جانے کے امکان کا انکار کر دیا تھا (حالانکہ میرے اور تین معروف حضرات کے علاوہ پانچسو کے قریب افراد نے تھوڑی بہت دقت سے اِنہی گردن کی آنکھوں سے بِلا دوربین وٹیلسکوپ اسے دیکھا اور ایک مرتبہ دیکھنے کے بعد نظریں ہٹا کر دوبارہ سہ بارہ بِلا دقت میں نے خود دیکھا) یلوپ صاحب کے برخلاف موصوف شوکت صاحب اسی ''فلکی حساب'' کی بنیاد پر اس کے ''امکانِ رویت

ورویت اوراس کے گواہوں'' کی تصدیق فرمارہے ہیں!

نتیجہ: دیکھوایک ہی حساب ہے مگر یہ مسلم ماہرِ حساب خالدشوکت صاحب، اپنی فلکی ''مثبت رائے'' دیرہے ہیں جوشرعی دلیل کوتقویت پہونچارہی ہے اور یلوپ صاحب (جن کاتعلق خیر سے مشہور ربی ''حالیل ثانی ۳۵۸ھ ء'' کی ذاتی ونظریاتی نسل سے ہے) اورساتھ ساتھ ان کی تقلید کرنے ولے نامی مسلم حضرات اپنے طور فلکی ''منفی رائے'' دیرہے ہیں جوشرعی دلیل کارد کررہی ہے!

افسوس یہ وہی نامی ''قطعی فلکی حساب'' ہے جسکے متعلق بعض حضرات ضربِ مئومن کو(جوکہ حضرت مفتی رشید احمد لُدھیانویؒ کالگایاہواایک خوشبودار پوداہے) آپؒ ہی کی دینی زبان میں ردکردہ ''فلکیاتی حسابات'' کوبنیاد بناکرنصی قطعی حقیقت اورسعودیہ کے فیصلوں کی آپؒ کی طرف سے تصدیق کے باوجودغلط وبدبودارکیااورحد سے تجاوزکرکے خاتم النبوت ﷺ کی وحِ متلوغیرمتلو کے بالمقابل اِن فلکیاتی مفروضہ حسابات کونعوذ باللہ ''جدیدوحی'' کادرجہ دے رہے ہیں!!!

ضربِ مؤمن اور فتینِ فطین فتنہ!

پچھلے دنوں آپؒ کے لگائے ہوئے خوشبودار پودے ''ضربِ مؤمن'' کی طرف سے پہلی مرتبہ حدودِشرعیہ کوایک فتینِ فطین نے خطرناک حدتک پامال کرنے کے بدبوداراحوال سب کےسامنے آچکے ہیں اس معنی کرایک فتینِ فطین سے واسطہ آپؒ کواپنی حیات ہی میں خود پاکستان سے واسطہ پڑاتھا اوراس کے بہ نسبت

وفات کے بعد کسی برطانوی فتینِ فطین کی طرف سے وہ واسطہ پڑا جو دین میں کتر بیونت اور اللہ ورسول ﷺ اور اصحابِ رسول وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم وفرشتوں کی ناراضگی کا سب ہوا!

افسوس کل کا یہ خوشبودار پودہ اس کے بانی ہی کے فتاوی ونظریات کا خلاف کر کے اللہ ورسول اللہ ﷺ کے سامنے عالمِ برزخ میں آپؒ کی روح کو سخت اذیت پہونچانے کا سبب ہوا! برسوں پہلے حکومتِ پاکستان سعودی عرب کے ثبوتِ ہلال فیصلوں پر عمل درآمد کرانا چاہ رہی تھی اس تناظر میں پاکستان کے مفتیانِ کرام کے سامنے اجتماعی طور پر جب یہ بات آئی تو آپؒ نے سعودیہ کے رویت وثبوتِ ہلال فیصلوں پر تنقید فرمائی تھی مگر ساتھ ہی آپؒ نے تحقیق کے لئے سعودیہ کے ذمہ داروں سے رابطہ فرمایا تھا مگر جوابدہی میں دیری ہوجانے اور بعد میں پر شیخ بن بازؒ کی طرف سے تفصیلی جواب آپؒ کو جب موصول ہوا تو آپؒ نے اپنے پہلے والے تنقیدی بیان کو رد کرتے ہوئے واضح الفاظ میں سعودیہ میں ۲۹ کی شام رویتِ ہلال کی تصدیق فرما کر حجاز کے علماء پر اعتماد کو واضح الفاظ میں بیان فرمادیا تھا!

مگر افسوس کہ ''آپؒ کے خوشبودار پودے کو برطانیہ کے اس فتینِ فطین نے بدبودار کیا جس نے روزہ رکھ کر لوگوں کو عید کی نماز محض اس لئے پڑھائی تا کہ کمیٹی والے اس کے لئے ''دائمی رہائشی پرمٹ'' کے خلاف حکومت کو کہیں لکھ نہ دیں، ایمان جائے تو جائے مگر کہیں وہ روزی روٹی سے محروم نہ ہوجائے!

ایسے بدایمان کو خوش کر کے ماہرِ فلکیات (!) بتا کر اس کی غیر ذمہ دارانہ

کہانی کولکھا گیااور جہاں اس خوشبودار پودہ کواس نے بدبودار کیا وہیں حضرتؒ کے تصدیقی (ناسخ) فتویٰ کے بجائے تنقیدی (ومنسوخ) فتویٰ کوشائع کر کے امانت ودیانتداری کا بدترین نمونہ پیش کیا گیا !!! (منسوخ کے لئے دیکھو احسن الفتاوی ج۴ص ۴۲۶ اور ناسخ کے لئے اسی جلد کے ص ۴۹۱ تا ۴۹۴ میں سوال نمبر ۶ کے ضمن میں)۔

شیخ سعید احمد عنایت اللّٰہ حفظہ اللّٰہ :الحمدللہ ضربِ مؤمن کے ذمہ داروں نے مکہ مکرمہ میں تیس برسوں سے زیادہ عرصہ سے مقیم ،مدرسہ صولتیہ کے مشہور مدرس اور عالمی ختم نبوت مؤمینٹ کے جید عالمِ دین حضرت مولانا ڈاکٹر شیخ سعید احمد عنایت اللہ مکی صاحب حفظہ اللہ کا ایک تفصیلی بیان شائع فرماتے ہوئے خود حضرتؒ کے ناسخ فتوے کوبھی اس میں جگہ دیکر اپنی مانتداری کا ثبوت دیدیا،اس حوالہ سے ہم حضرت مولانا ڈاکٹر شیخ سعید احمد عنایت اللہ صاحب کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے اس اہم مسئلہ پر اپنی تحریر سے ''ضربِ مؤمن'' کے قارئین کی صحیح اوبروقت وہ رہنمائی فرمائی جوعین ضربِ مؤمن کے بانی مبانی حضرت مفتی رشید احمد لُدھیانویؒ کا منشا تھی۔

شیخ محمّد مکّی حفظہ اللّٰہ :چونکہ حرمِ مکی کے باسی کے حوالہ سے یہاں ذکر آ گیا تو ہم ساتھ ہی وہاں کے اردو تعلیمات کے ذمہ دار شیخ الحرم حضرت مولانا شیخ محمّد مکّی حجازی حفظہ اللہ کا ذکر بھی کر دیتے ہیں ہم موصوف کے بھی شکر گذار ہیں کہ آپ نے ضربِ مؤمن ہی کے سلسلہ وار مضمون کی کم از کم دوقسطوں

میں سعودی عرب کی حکومت کے ذمہ داروں کے خادمانہ احوال، منیٰ میں خود بادشاہ کا چوراہے پر کھڑے ہوکر حاجیوں کی ٹرافِک کوکنٹرول کرنا، وہاں پر اسلامی قانون کی بالادستی میں قاضی کے فیصلہ کے خلاف بادشاہ کی اپنی طرف سے سفارش کا انکار، امانتداری وسچائی کا بول بالا وغیرہ کے بیان کوشامل کر کے ان لوگوں کو جو عامۃً سعودیہ اوراس کے ذمہ داروں پر بلاوجہ غیر اسلامی تنقید بلکہ تنقیص کا فریضہ انجام دیکر مستشرقینِ یہود ونصاریٰ کے فتنوں کا تعاون کرتے ہیں خصوصاً بعض نامی مولوی حضرات کوذمہ دارانہ سوچ کا فریضہ انجام دینے کا سبق دیکر وہاں کے جید وسنن کے پابند علماء وآلِ شیخ جو اسلام کی اصل نبوی تعلیم وقوانین پر عمل کرنے کرانے کو اپنی دوجہاں کی کامیابی سمجھتے ہیں (اور جن کی مشکور کوششیں حکومتی سطح پر قانوناً عملدرآمد کی سند کا درجہ رکھتی ہیں) ان کے ہاتھ توڑنے کے بجائے علمائے دین کے ہاتھ مضبوط کرنے کی راہ دکھائی فالشکر والحمدللہ۔

شیخ عبد الحفیظ مکّیحفظہ اللّٰہ :اسی طرح عالمی ختمِ نبوت مئومینٹ کے امیر حضرت مولانا شیخ عبدالحفیظ مکی حفظہ اللہ (مجاز خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ زکریا نوراللہ مرقدہ) کی ذات گرامی مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کی تحریرات کو پڑھنے والوں سے انجان نہیں جنہوں نے سعودیہ میں رویتِ ہلال اورثبوتِ ہلال کے فیصلوں کے حوالہ سے ہمارے سوالات کے جواب میں ایک مفصل جواب سے قارئین کوخصوصا یورپ وبرطانیہ کے مسلمانوں کو واقعی احوال سے باخبر کیا تھا اورحضرت شیخ الحدیثؒ کے نام سے غلط پروپیگنڈہ کی قلعی

کھول کر سب کو صحیح صورتِ حال سے واقف فرمادیا تھا جیسے کہ ہمارے برطانوی وعالمی قارئین اس تحریر سے بخوبی واقف ہیں (اسے آگے ملاحظہ فرمائیں گے)۔

بہرحال دنیا بھر خصوصاً برطانیہ کے مسلمان ان حضرات کے مشکور ہیں ۔یاد رہے کہ کئی دہائیوں سے حرمِ مکی میں مقیم عالمی ختمِ نبوت مئومینٹ کے یہ ذمہ دار ''مکی شیوخ'' کہ جن کی تبلیغی تعلیمات سے انڈونیشیا کے مسلمانوں نے قادیانی ازم کے خلاف وہاں کی حکومت کو قانون سازی کے لئے مجبور کیا ان کی تحریرات جو شاملِ کتاب ہو چکی ہے انشاء اللہ ہماری آئندہ کی تصنیفی اشاعت میں قارئین کے سامنے آجائے گی۔

برطانیہ کا ابر آلود موسم ومقامی رویتِ ھلال!

برطانیہ میں موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے اکثر چاند نظر نہیں آتا جس کی بناء پر تعین رمضان وعیدین کے سلسلہ میں بہت ساری دشواریوں کے پیش نظر یہ بات مخفی نہیں کہ دیوبندی بزرگوں کے فتاویٰ رِکارڈ کے مطابق کم سے کم آج سے تقریباً ستّر (۷۰) سال پہلے سے مجدِ دِ زمانہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ خصوصاً حضرت مولانا مفتی رشید احمد لُدھیانویؒ وغیرہ نے برطانوی مسلمانوں کو باہر کی خبرِ مستفیض پر عمل کا بتلایا اور موسم ہی کی خرابی کی بناء پر مقامی رویتِ ہلال کے ناممکن ہونے پر پینتیس سے زیادہ برسوں پہلے مجلسِ علماء یوکے (جسے بعد میں بزرگوں کے

مشورہ پر جمعیۃ العلماء برطانیہ کے نام سے موسوم کردیا گیا) کے ذمہ دار حضرات نے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کو ایک تفصیلی استفتاء روانہ کیا تھا جس کے جوابی فتویٰ میں کہا گیا تھا کہ برطانیہ سے نزدیک مسلم ملک مراکش کی رویت کی اتباع کی جائے اور سعودی عربیہ کے مطابق عمل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے وہاں اعلانِ رویت صحیح طریقہ پر ہوتا ہے وغیرہ۔

الف: چنانچہ جہاں تک موسم کا حال ہے تو برطانیہ میں آج بھی رویتِ ہلال کے امکان کے حوالہ سے کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اکثر پہلا چاند آج بھی برطانیہ میں شاذونادر ہی دکھائی دیتا ہے البتہ جب چاند کی رویتِ ہلال کوشش کی ۲۹ تاریخ اور اس کی شام کا مشروط تعین کیا جائے (جیسے کہ فلکیات اور گرینوِچ والوں کا نیومون ہوجائے، اس کے بعد مخصوص گھنٹے بھی گذر جائے تو ایسی مشروط ۲۹ تاریخ کی تعیین کے مطابق اس کی شام کو مقامی رویت کی کوشش کا نام دیکر خاص کر گرمی کے دنوں میں چاند دیکھنے کا اعلان کیا جائے تو دیکھا گیا ہے کہ ایسی شام کو ہر جگہ عامۃً چاند دکھائی دیتا ہے جیسے کہ پچھلے دنوں لندن کے جنگ اخبار نے ایسے دکھائی دینے والے چاند کو جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ کے پہلے چاند کی گواہیوں کے طور پر شائع کیا تھا اور جواس سے قبل بھی کئی ایسے بیان دیتا چلا آرہا ہے۔

دراصل یہ ایک منظّم سازش ہے جو چاند کے مسئلہ میں مسلمانوں کے ذہنوں کو خالص اسلامی طریقہ کے خلاف فلکیات کے غیر اسلامی طریقہ سے مانوس کرکے ''وحیانہ نبوی موقف کو فلکیات کی تھیوریوں سے مشروط کرواکے عالمی

ایجنڈے کی تکمیل کا ذریعہ ہے !'' جس کا ڈانڈا یہود اور نصاریٰ کے مذہبی قمری کیلنڈر سے ملتا ہے (جس کی تفصیل آگے آئے گی)، کیونکہ لوگوں کو اس کے نقصانات کی گہرائی کا اندازہ نہیں اور چونکہ مسلمانوں کی پڑھی لکھی اکثریت جیسے دیگر دینی مسائل میں اولجھادی گئی ہے چاند کے مسئلہ میں بھی جدید تعلیمات ،انٹرنیٹ وِمڈ یا کیمپین سے انہوں نے یہی سمجھ لیا ہے کہ گرین وِچ والے یا فلکیات والے چاند کا جو مسئلہ بتلائیں گے ہم اسے مانیں گے نہ کہ اسلامی وفلکیات سے غیر مشروط مسئلہ کو! الا ماشاء اللہ بہت سے نوجوان ایسے بھی ہیں جو اسلامی احکام ومسائل کی ہر جزئی میں ''عقلی دلیل'' بمقابلہ ''نقلی دلیل'' (قرآن وسنت اور بس) کے جویاں نہیں اور اللہ ورسول ﷺ کے محض فرمان پر عمل کرنے کو اپنے ایمان کی ابتداء وانتہاء مانتے ہیں الحمدللہ۔

بہرحال مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ نے پچھلے ۲۳ برسوں سے جو غیر مشروط عمل سعودیہ کی سپریم کورٹ کے جج کے رمضان وعیدین کے اعلانات کے مطابق '' فلکیات سے غیر مشروط اسلامی ۲۹ تاریخ'' پر کرتے ہوئے اس کا جو تعین ہوتا چلا آرہا ہے اس شام بعض مرتبہ خود برطانیہ میں بھی چاند دکھائی دئے (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) اور اسی بنیاد پر آج بھی مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ عمل پیراں ہے مگر شرعی حکم کے برخلاف ''چاند کی رویت کو فلکیات کے حساب سے مشروط کرنے والے'' تب سے اب تک اس طرح غیر مشروط چاند دیکھنے کی کوششوں کے خلاف ''پہلا چاند دکھائی دیا، برطانیہ میں بھی چاند دکھائی دیتا ہے

’’کی صدائیں وگواہیوں کے اشتہارات دیتے رہے ہیں مگر اس طرح کے چاند کو’’ ۲۹ویں کی شام کا پہلا چاند شمار کرنا‘‘ مشہور ومعروف برطانوی موسم کی خرابی کو جہاں جھٹلانا ہے وہیں دین کے واضح حکم سے پہلوتہی بھی کرنا ہے! (تفصیل اس کی جگہ آرہی ہے کہ پہلا چاند تو اکثر بہت کم لوگوں کو بلکہ کبھی تو صرف ایک دوہی کو دکھائی دیتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ کے زمانہ کے اور خود ہمارے زمانہ کے واقعات وشہادتیں اس پر بیّن دلیل ہیں)

ب(۱) : فتاویٰ کے مطابق ایسی موسم والے ملکِ برطانیہ میں مراکش پر تقریباً بیس سال تک عمل ہوتا رہا اس درمیان بعض مرتبہ یہ بھی خبریں آتی رہیں کہ مراکشی وزارۃ الاوقاف کے اعلان کے برعکس وہاں مقامی رویتِ ہلال ہونے سے ایک دن پہلے رمضان وعیدین اداء کی گئیں جس کی وجہ یہ سامنے آئی کہ وزارۃ الاوقاف مراکش محکمۂ موسمیات وگرینوِچ کی نیومون کی پیش گوئیوں کو خاطر میں لاکر نیومون مفروضہ کے مطابق ’’فلکی امکانِ رویت‘‘ سے منطبق مشروط ۲۹ تاریخ کی شام چاند دیکھنے کی کوشش کا اعلان کرتی ہے جبکہ لوگ اس سے پہلے ہی چاند دیکھ لیتے ہیں (آج بھی یہی حال ہے)۔

(۲) جب خود مراکش میں بھی دودو رمضان اور دودو عیدیں ہونے کا عقدہ سامنے آیا اور چند مساجد ہی مراکش پر عمل پیراں باقی رہیں تو حزب العلماء یوکے کے ذمہ داروں نے برِصغیر کے مفتیانِ کرام خصوصاً دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۸۶ء کو رجوع کیا اور ایک تفصیلی سوال نامہ روانہ کیا جس کے جواب

میں دارالعلوم دیوبند سمیت سب نے سعودی عربیہ کی رویت پر عمل کرنے کے جواز کے فتاویٰ کے ساتھ ساتھ بعض نے ہمیشہ کے لئے مستقلاً سعودی عربیہ پر عمل کا مشورہ دیا۔ (یاد رہے کہ برِ صغیر کے دارالافتاء اوران کے تمام مفتیانِ کرام حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جوان لوگوں کے لئے مثالی رہبری ہے جو ائمۂ اربعہ کے مسالک کوبطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ سعودیہ والے تو حنفی المسلک نہیں !اگر سعودیہ پر عمل ان کے حنفی نہ ہونے کی بناپر ناجائز ہوتایاان کے ثبوت ورویتِ ہلال کا فیصلہ فلکیات سے منطبق ہونا شرعاً فرض ہوتاتو یہ سارے مفتیان کرام مع دارالعلوم دیوبندومظاہر العلوم سہارنپور اورخود حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ (جو ہندوستان والوں کوسعودیہ کے مطابق عمل کرنے کافتوی دیرہے ہیں جسے خود شیخ الحدیثؒ نے کوکب الدوری میں نقل کیاہےاورآگےآرہا ہے!) ان سب نے حنفی ہونے کے باوجودسعودیہ پر عمل سے کیوں منع نہیں کیا؟ دیکھئے:''برطانیہ میں رویتِ ہلال کا پس منظر''ازمولانا موسیٰ کرماڈی)

(۳)ساتھ ہی ہم نے سعودی عربیہ کی وزارۃ الاوقاف اور دارالافتاء سے بھی رجوع کیا کہ ان کے یہاں ثبوتِ ہلال کا کیاطریقہ ہے،جس کا ذمہ دارانہ طورپر تفصیلی جواب آیاجس پر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں جمعیۃ العلماء برطانیہ اورحزب العلماء یوکے دونوں جماعتوں کی عاملہ کے اجلاس اور عام اجلاس کے انعقاد واجتماعی مشوروں کے بعد دونوں جماعتوں کی عاملہ نے مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۶ء اتوار کو دارالعلوم بری میں مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب اور

مولانا یوسف متالا صاحب کی مشترکہ امارت میں منعقدہ اجلاس میں ''سعودی عربیہ کے ثبوتِ ہلال کی اتباع پر منحصر'' اتفاقی فیصلہ کیا اور دنیا بھر کے کسی بھی ملک سے آنیوالی پہلی خبرِ مستفیض پر عمل کرنے کے عموم کو اختیار نہ کیا۔

چونکہ مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں فنِ فلکیات اور اس کے مفروضہ حسابات کی بنیاد پر ''عبادۃً'' نہ تو اسلامی پہلی تاریخ کا تعین کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اَیسے ممالک کی خبرِ مستفیض پر عمل کیا جا سکتا ہے جن کے ہاں ''عبادتی'' ۲۹ ویں اسلامی تاریخ کی تعیین فلکیات کی نیومون تھیوری کے مفروضہ کے حساب پر مبنی اور اس کے امکانِ رویت سے مشروط ہو کر طے ہوتی ہے!

مثلاً اہل فلکیات کے ہاں ۲۹ ویں تاریخ وہ سمجھی جائے گی جب اس دن کے غروب آفتاب سے پہلے'' فلکیاتی تھیوریکل نیومون یعنی اجتماعِ شمش وقمر ''ہو چکا ہو ساتھ ہی اس کے بعد کم از کم پندرہ سے سترہ گھنٹے بھی گذر چکے ہوں حالانکہ دین میں شارع علیہ السلام نے رویتِ ہلال کے لئے ایسی ۲۹ تاریخ کی شام کی شرط نہیں لگائی ہے۔ یاد رہے کہ اہلِ فلک پہلے تو نیومون کی شرط کے ساتھ اسکے بعد ۲۰ سے زیادہ گھنٹے گذرنے کی شرط بتاتے تھے مگر بعد میں اس میں کم کرتے کرتے اب ۱۷ اور بعض پندرہ گھنٹوں پر آ گئے ہیں!!!)۔

عموماً بہت سے ممالک میں خاص کر مراکش وساؤتھ افریقہ میں فلکی تھیوری (مفروضہ) کا ''نیومون'' ہو کر اس سے کئی گھنٹے گزرنے کے بعد کی شام ہی کو رویتِ ہلال کی کوشش کی جاتی ہے اور مراکش اور ساؤتھ افریقہ میں چاند کا

اعلان کرنے والے باقاعدہ اس ''فلکی مفروضہ نیومون'' کے وقت کا اعلان بھی کر تے ہیں جس سے کئی گھنٹوں کے گذرنے پر مبنی ''فلکی ۲۹ ویں کی پہلے سے تعیین کردہ شام'' ہی کو چاند دیکھنے اور اپنے فیصلوں کا اشتہار ذمہ دارانہ طور پر پیپر و الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ وہ مشتہر بھی کرتے رہتے ہیں، ساؤتھ افریقہ کی چاند کمیٹی والے مسلکاً اگرچہ دیوبندی ہیں مگر وہ ہر ماہ باقاعدہ اپنی ویب سائٹ پر مع رمضان وعیدین اسی طرح بیان دیتے رہتے ہیں کہ فلاں تاریخ کو فاں وقت نیومون ہے اس کے بعد (مخصوص و معین گھنٹوں کے گذرنے کے بعد) چاند کی رویت کا امکان ہے! اور اسی قسم کا حال مراکش کا ہے۔

بہرحال برطانیہ میں مذکورہ دونوں جماعتوں کے اس فیصلہ سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور یہاں کے مسلمانوں کی اکثریت نے نہ صرف اطمینان کا سانس لیا بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع کردیا، یہ سلسلہ آج بھی بائیس سالوں سے جاری ہے اور تب سے اب تک ماہانہ اسلامی کیلنڈر بھی مساجد کو روانہ کیا جاتا رہا ہے، افسوس بعض کو علماء و مسلمانوں کا یہ شرعی اتحاد پسند نہ آیا اور اس اتحاد کو توڑنے کے لئے وہ فلکیات ہی کی بنیاد پر میدان میں آئے اور سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کے فیصلہ کے متعلق جھوٹی خبریں پھیلانی شروع کردیں حتی کہ ہندوپاک کے دارالافتاء و مفتیا کرام کو بھی غلط سلط باتیں پہونچانی و لکھنی شروع کردیں جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دارالافتاء اور مفتی حضرات سے جب جس کسی کی طرف

سے بھی ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے پوچھا جائے خصوصاً برطانیہ کے لئے تو اس کا جواب دینے سے پہلے چاہیئے کہ حقیقت کی معلومات کر لی جائے اور برطانیہ کے ذمہ دار علمائے کرام کی جماعتوں خصوصاً مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے کارکنان سے رابطہ کر لیا جائے خصوصاً دارالافتاء ریاض یا وہاں کی وزارۃ الاوقاف ہی سے پوچھ لیا جائے اس کے بعد ہی ایسی کسی تحریر کا جواب دیا جائے۔

دراصل یہ بات اہلِ افتاء جانتے ہی ہیں کہ بعض سائلین ہمیشہ سے ہی مفتی حضرات کو انجانے میں دھوکہ دیکر ان سے اَیسے غیر ضرری الفاظ تک کو فتوے کا حصہ بنوا کر فردِ واحد کے بجائے ایک نہیں کئی متحدہ تنظیموں (بشمول دارالافتاء) کے خلاف عدمِ اعتماد پیدا کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں جس سے سائل کے بجائے خود جواب دینے والوں کی خواہ مخواہ بدنامی کا وہ ذریعہ بنتا ہے ساتھ ہی مسلمانوں میں انتشار الگ سے پیدا ہوتا ہے (ایسے استفتاء اور حاصل کردہ فتوے کی مثال آگے آرہی ہے) خاص کر جبکہ نصوص سے ثابت ہے کہ ثبوت ورویتِ ہلال کو شرعاً ''فلکیاتی (تھیوریکل) رصدگاہی حسابات'' سے مشروط نہیں کیا جاسکتا اور مفتیانِ کرام بھی یہی کہتے ہیں چاہے وہ دیوبندی ہوں یا بریلوی یا دیگر۔

بات جب یہی ہے تو پھر مذکورہ حالات میں جو انتشار پیدا ہوگا اس سے سب سے بڑا نقصان خود نصوص وسنت اور ان کی علوویّت کی جہد کرنے والے مبلّغین کا اور ان کی مخالفت وتردید ہی کا ہوگا (جن میں خود مفتیانِ کرام اور ان کے فتاویٰ کی خلاف ورزی بھی شامل ہیں)! پھر اس نقصان کو زائل کرنے کے لئے بار

بار کافی ساری اضافی محنت اور وسائل صرف کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کی طرف سے نہ صرف علماء وچاند کمیٹی والوں بلکہ خود مفتیان کرام کو بھی موردِ طعن کیا جاتا ہے کہ یہ مولوی اور مفتی حضرات ہی مسلمانوں کو بار بار آپس میں میں لڑاتے ہیں ! اس کے علاوہ ہم سب کا تجربہ ہے کہ اس طرح سے'' شرعی'' اجتماعیت پر پراختلافات کی تہیں کم ہونے کے بجائے ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں پھر سو فیصد عوام کو تو کوئی بھی مطمئین نہیں کر سکتے اور'' خاص کر نصوص کے خلاف تو اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا'' کہ چلو اجتہاد کو بنیاد بنائیں اور سب متحد ہو جائیں جبکہ سارا کچھ ہونے کے بعد بھی اختلاف کسی نہ کسی صورت باقی رہ ہی جاتے ہیں جو مخفی نہیں۔

ان وجوہ کے مدِ نظر دارالافتاء والوں کو احتیاط برت کر پچھلے دنوں میں ایک ہی قسم کے سوالات کے جوابات کی فائلز کو چیک کر کے ہی تازہ استفتاء کا جواب دینے کی طرح ڈالنی چاہیئے تاکہ مختلف مواقع پر جاری کردہ فتاویٰ میں تضاد پیدا نہ ہو ! زمانہ فتنوں کا ہے لوگ اپنی مرضی کی باتیں ایک دوسرے کے خلاف پھیلاتے ہیں اور اپنے خیالات کے خلاف فتووں کو مخفی رکھتے ہیں۔

ثبوتِ ہلال کی اسلامی امکانِ رویت تاریخ یا غیر اسلامی'' فلکی امکانِ رویت''تاریخ ؟!

بالفاظِ دیگر فلکیات کے مفروض نیومون سے غیر مشروط پیغمبری 29 ویں کی شام کی رویتِ ہلال یا اہلِ فلک کی مشروط 29 ویں شام؟!

یہ پروپیگنڈہ بڑے زور وشور سے کیا جاتا ہے کہ'' چاند کی رویت کی وہی

شہادت قابل قبول ہے جسے ’’عامۃ الناس‘‘ دیکھے، کسی اکے دوکے کی شہادت کو جھوٹ وہم قرار دیکر تسلیم نہ کیا جائے‘‘! یہ دین کے ساتھ کھلا مذاق اور نہ صرف صحابہ کرام بلکہ خود آپ ﷺ کی توہین اور تحریفِ دین کے زمرے میں آتا ہے۔

یہ دراصل دین کے بجائے فلکیات کے اصول، اس کے حسابات کو وحی کا سا درجہ دیکر نصوص کو پامال کرنے کی جسارت کا ایک حربہ ہے۔

اس کے لئے احادیث میں ۲۹ ویں تاریخ کی شام چاند دیکھنے کا جو ذکر ہے اسے استعمال تو کیا جاتا ہے مگر ان کے ہاں اپنی ’’مخصوص اس ۲۹ ویں‘‘ کو جسے فلکیات سے مشروط کر کے طے کرتے ہیں اس کا وہاں پر ذکر نہیں کیا جاتا! کہ (۱) فلکی مفروضہ قواعد کا نیومون ہوگیا ہو اس کے بعد (۲) اس کے مفروض امکانی رویت کے مخصوص گھنٹے گذر چکے ہیں وغیرہ، تاکہ قرآن میں اور احادیث میں فرمانِ رسول ﷺ سے دین میں فلکیاتی مفروضہ حساب وکتاب کا جو انکار اور عدمِ اعتبار کیا گیا ہے اس کا اظہار نہ ہو!

ہمارے لئے نمونہ صرف اور صرف قرآن، آپ ﷺ وصحابہ کرامؓ ہیں۔ جب ہم آپ ﷺ وصحابہ کے حالات میں دیکھتے ہیں تو ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کہ آپ ﷺ وصحابہ نے اسلامی رویتِ ہلال کے لئے ۲۹ تاریخ کو فلکیات کے مفروضات سے مشروط کیا ہو اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے خود کے زمانہ کے رویتِ ہلال کے واقعات میں نہ تو ’’رویتِ عامہ‘‘ ہوکر ہی اس پر ثبوتِ ہلال کا فیصلہ آپ ﷺ نے کیا اور نہ ہی احادیث میں آپ نے اس کا کہیں ذکر فرمایا بلکہ اس

کے برخلاف آپ ﷺ نے فیصلے فرمائے جو ذیل میں آ رہے ہیں۔

بہرحال جب یہودِ مدینہ کے طریقے جو ربی حالیل سے چلے آ رہے تھے اور اب بھی نہ صرف ان کا بلکہ نصاریٰ کا بھی اس پر عمل ہے جیسے تفصیل گذری تو ''ایسی مشروط اور نیومون مفروضہ سے مقید کرتے ہوئے شمار کی گئی ۲۹ ویں تاریخ '' جو اصلاً اسلامی تاریخ سے ایک دو دن پیچھے رہتی ہے بھلا ایسی تاریخ پر چاند کی عمومی رویت کوئی تعجب کی بات تو نہیں ہاں تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر اسلام میں اسے ہی پہلا چاند شمار کیا جائے تو پھر تو نعوذ باللہ خود شارع علیہ السلام نے بھی اس طرح غلطی کی جیسے کہ احادیث میں ہے کہ اسطرح کی چاند کی عام رویت نہیں ہوئی بلکہ محض ایک یا دو کی رویت پر ہی آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا!!!

اس قسم کی رویت کا ''فلکیات کا ایک مبلِّغ'' لکھتا ہے کہ ''جب گواہی لینے کے انتظار میں بیٹھیں گے تو گواہی دینے والے بھی آ ہی جائیں گے''! کیا رسول اللہ ﷺ چاند کی گواہی کیلئے انتظار نہ فرماتے تھے؟ یقیناً کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا تو کیا نعوذ باللہ موصوف کے ان الفاظ سے آپ ﷺ وصحابہؓ کی توہین نہیں کی جارہی ہے؟ جبکہ دین کے سارے احکام کا مرجع آپ ﷺ ہی ہیں کہ آپ ہی کے واسطہ سے قرآن وسنت کی صورت میں دین ہم تک پہونچا اور قیامت تک یہ سلسلہ چلے گا تو کیا ایسے شخص کو دوبارہ کلمہ نہیں پڑھنا چاہیئے فیصلہ خود کریں!

کیا کتاب الفقہ علی مذاھب الاربعہ از عبد الرحمان جزری ج ا ،مغنی مع شرح کبیر ازابن قدامیٰ اور شمس الدین ابن

قدامیٰ المقدسی،عمدة القاری العینی شرح بخاری ،فتح الباری ،تفسیر احکام القرآن،التعلیق الصبیح،معارف السنن،ردالمحتار ، درمختار اوران کے علاوہ متعدد معلوماتی کتب کا مطالعہ اور بہت سارا مواد خود اس کتاب میں بھی ہم نے جمع کردیا ہے،اس شخص کے لئے جونصوص پر ''مجتہد'' بننے کی کوشش کررہا ہو کیا ضروری نہیں کہ پہلے اس میں نظر کرے؟ نہ یہ کہ اہلِ فلک کی نقل کرکے خود کے اور دوسروں کے دین کو برباد کرے۔

نصاً 29 ویں کی شام پہلا چاند دیکھنے کی تاکیداور ہمارافریضہ!

احادیث میں پہلی کے چاندکودیکھنے کی سعی کرنے کی تاکید ہے اور مسلمانوں کا تجربہ بھی یہی ہے کہ وہ اس کے لئے سعی وکوشش کرتے ہیں گھروں اور باہر کی کھلی جگہوں سے اسے دیکھنے میں لگتے ہیں اور آسمان کی طرف اپنی آنکھیں ٹک ٹکی جمائے اس کی تلاش میں گھماتے ہیں، چاندکمیٹیاں بشمول مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ تو نہ صرف رمضان وعیدین بلکہ سال کے بارہ مہینہ کے لئے ہر ماہ کے لئے عوام کو اس کی بنیاد سے تاکید کرتی چلی آرہی ہے مگر دین کے مآخذ کے بجائے فلسفہ وفلکیات والوں کی باتوں کو وحی کا درجہ دینے والے بعض لوگوں میں اسے ''عامۃ الناس'' کے دیکھنے کو شرعی وپیغمبری موقف بتلا کر عوام کے دل ودماغوں میں یہ لوگ ٹھنساتے ہیں کہ سب لوگ آرام سے بغیر کوشش ومحنت کے صرف آسمان میں ایک ہی نظر میں بلکہ بلا ارادہ اسے دیکھ لیں تب ہی یہ صحیح شہادت ہے!

نبی کریم ﷺ جو کہ صاحب شریعت ہیں مع اہل مدینہ یعنی عامۃ الناس پہلا چاند دیکھنے کی کوشش میں لگتے تھے ایک مرتبہ کسی ایک کو بھی وہ چاند نہ دکھائی دیا مگر اس ''نامی رویت عامہ'' کے برخلاف خود آپ ﷺ جو کہ صاحب شریعت ہیں آپ ہی نے عامۃ الناس کے بجائے رمضان کے لئے ایک یا عید کے لئے دو کی گواہی (اور وہ بھی غیر معروف اور دور دراز کے سفر سے مدینہ پہونچنے والے قافلہ کے مستور الحال کہ وہ مسلمان بھی ہیں یا نہیں!) ان کی بھی ایسی رویئت قبول فرماتے رہے، تو کیا نعوذ باللہ یہ دین کے بجائے فلکیات کے مبلّغ نعوذ باللہ دینِ اسلام کے شارع ہیں جو نصوص اور آپ ﷺ کے عمل و سنت کے انکار کی تبلیغ کر رہے ہیں؟!

اسی طرح دیگر احادیث میں اور حضرت ابوالبختری ؒ کی روایت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ کوشش کے بغیر ویسے ہی چاند جب عامۃ النّاس کی نظروں کے سامنے بلا تکلیف آجائے اور سب ہی بلا تکلیف اسے دیکھ لیں تو ہی وہ ثابت اور پہلا ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، کیونکہ پہلا چاند تو اس کے باریک ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ایک یا چند اشخاص ہی کو نظر آتا ہے، اسی لئے تو فقہاء نے نصِ قرآن و حدیث سے اس کے مسائل لکھے ہیں۔

ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، اور مسند احمد، کی ان روایتوں کا کیا مطلب ہے؟ جن میں ہے کہ آپؐ اور صحابہء کبارؓ کی جماعت و مدینہ کے شہریوں کو ایک مرتبہ رمضان کا چاند نظر نہیں آیا اور ایک مستور الحال بدو (دیہاتی) نے آکر آپؐ کے سامنے گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھ لیا ہے تو

آپؐ نے اُس کی گواہی پر رمضان کا اعلان فرمادیا۔اسی طرح کی دوسری روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ نے آپؐ سے فرمایا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھ لیا ہے تو آپؐ نے رمضان کا اعلان فرمادیا۔

نیز عیدالفطر کے متعلق یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مدینہ منورہ کے شہریوں میں سے کسی کو عیدالفطر کا چاند نظر نہ آیا تو نبیءکریمؐ اور صحابہ کبارؓ واہل مدینہ نے دوسرے روز تیسواں روزہ رکھا جب کافی دن گزر گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب پہونچا تو مدینہ منورہ کے قریب سے گذرنے والے ایک قافلہ کے دو مستورالحال بدو(دیہاتی) مدینہ منورہ میں آئے اور اُنہوں نے آپ ﷺ کے سامنے بیان دیا کہ ہم دونوں نے گذشتہ رات چاند دیکھا ہے تو آپؐ نے خود روزہ توڑا اور صحابہؓ کو بھی روزہ توڑنے کا حکم دیا اور ایک روایت کے مطابق دوسرے روز عید کی نماز پڑھنے کو فرمایا۔

حدیث کے الفاظ بالترتیب اسطرح ہیں:(۱) **عن ابن عبّاسؓ قال جاء اعرابیٌّ الی النبیّ ﷺ فقا انّی رأیت الھلال یعنی ھلال رمضان .فقال اتشھد ان لاالٰہ الاّاللہ؟ قال نعم .قال اتشھد ان محمّداًرسول اللہ؟ قال نعم .قال فقال یا بلال اذّن فی النّاس ان یّصوموا غداً.**

(۲) عن ابن عمرؓ قال ترائی النّاس الھلال فاخبرت رسول اللہ ﷺ انّی راءیتہ فصام و امر النّاس بصیامہ.

(۳) عن رجل من اصحاب النّبی ﷺ قال اختلف النّاس فی

اٰخر یوم من شھر رمضان فقدم اعرابیّانِ فشھدا عند النّبیﷺ باللہ لاھلّاالھلال امسِ عشیّۃً. فامر رسول اللہﷺ للنّاس ان یّفطروا .
وزاد فی روایۃ.وان یغدوا الیٰ مصلّیھُم.

بعض حضرات نے ان یغدوا کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ آپﷺ وصحابہؓ (روزہ توڑ کر) عید نماز کیلئے عید گاہ کی طرف چل پڑے، لیکن اصلاتو آپﷺ نے ان الفاظ سے صحابہؓ کو آئندہ کل عید کی نماز کیلئے عید گاہ آنے کا ہی حکم فرمایا۔

(ابوداوٗد، ابن ماجہ، نسائی، احمد)

اکثریت،اقلیت اوراسلامی احکامات !

وہ دینی احکامات جو منصوص ہیں مثلاً رمضان وعیدین کی تعیین (فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت قواعد سے مشروط کئے بغیر محض) شرعی ۲۹ ویں کی شام رویتِ ہلال سے اور نہ دِکھائی دینے پر ۳۰ دن پورے کرنے پر موقوف ہے!

اگر یہ کہا جائے کہ اکثر لوگ رویت وثبوتِ ہلال کے ''دینی قانون'' کو میتونی سائکل تھیوری کے مفروضہ نیومون کے قاعدہ سے مشروط کرنا چاہتے ہیں (جیسے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے مذہبی قمری کیلنڈر کی تعیین میں اِسے شرط قرار دیا ہے) **تو چاہے دنیا کے**

سارے لوگ بھی اِس پر اتفاق کرلیں تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن اورقول وعمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نصاً جواحکامات معیّن کردئے ہیں اُن احکامات کو اکثریت کے نام پراور اکثریتی ووٹوں سے تبدیل نہیں کیاجاسکتاہے ! اس حوالہ سے فقہ اسلامی میں کوئی ابہام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ کسی اسلامی ملک کی پارلیمینٹ یا مجلسِ شوریٰ کسی تنظیم یا تنظیموں کے امبریلا گروپ ،گروپس کو کو ہرگز یہ اختیار نہیں کہ ایسے نصی مسائل میں اجتہاد کرے اور اکثریتی ووٹنگ کے ذیعہ اِسے کسی مفہوم میں تبدیل کرے! اِسی حوالہ سے حضرت تھانویؒ کو ذیل میں ملاحظہ فرمائیں؛

فتویٰ(2) مجدّدِ زمانہ حضرت تھانوی رحؒ :

آپؒ اکثریت کے ''شرعاً غلط پر اتفاق'' کرنے کی شرعی حیثیت کے متعلق فرماتے ہیں: (۱) قومِ ہودؑ نے حضرت ہودؑ کو بت پرستی کرنے کو کہا مگر آپؑ نے انکارفرمادیا(۲)جنگِ احد کے موقعہ پر پہاڑی پر موجود پچاس میں سے چالیس کی اکثریت نے ٹیلے سے نیچے اُتر جانے کو کہا مگر دس نے انکار کردیا اور وہ اپنی جگہ جمے رہے اور ان دس کی رائے ہی حق ثابت ہوئی (۳) حضرت ابوبکر صدیقؓ مانعین

زکوٰۃ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے (جبکہ آپ ﷺ کی وفات کے خلاء سے نازک حالات کی بنا پر) صحابہ کی جمعیت نے اتفاق نہ کیا مگر آپؓ نے کسی کی نہ سنی اور آخر کار حق آپؓ کے فیصلہ کے مطابق ظاہر ہوا (ضم النسیان۔فضائل العلم والخشی)۔

ماہرِ فلکیات مارٹِن اَلشیشر سے ایک سائل کا سوال!

Hi Martin,

I am very interested in the whole theory of conjunction and how it manifests itself into the religious dimension. I would however steer clear of a group discussion on this as far as i can and to be able to gain some private insight from you on the issue. I am interested in clarity on your view given below about conjunction not being a "magical moment" as you put it.

Am I right to think that the strongly held view that the crescent cannot be seen immediately before conjunction or shortly after it in good conditions by a trained observor with perhaps a simple telescope, is not as definite as people make out ?

There have been many instances when perfectly honest people have claimed to have seen the crescent with the naked eye either just before or just after conjunction.

I mean if someone climbs a mountain uses a good telescope and the air is unpolluted, would that allow early sighting ? Your advice would be appreciated. What about sighting claims from Saudi Arabia which are often from semi desert areas with hardly any light pollution and clean air ? Are these claims trustworthy ?

ذیل میں مارٹِن کی طرف سے جواب بھی ملاحظہ فرمائیں!

My imaging experiments demonstrate that there can indeed be a crescent durin g conjunction (depending on the elongation), ...I intend to do intensive visual observation during the next conjunctions and am trying to train for these occasions, too.

I also have some ideas on how to improve the telescopes used. Possibly, the limit of what can be seen can be expanded somewhat, compared to current known results, but i dont see reason to hope for a serious breakthrough, such as required for naked eye sighting during conjunction.Still, you never know for sure till you try.

Best regards,
Martin

ثبوتِ ہلال اورایک افسوسناک واقعہ!

ہم اس واقعہ کا ذکر کرنا اس لئے ضروری سمجھتے ہیں پیچھے ذکر کردہ حالات کے مطابق لوگ اپنے طور پر مخالفانہ باتوں کو نہ صرف دیگر بلکہ علماء ودارالافتاء کی طرف لکھ کر یا زبانی سنا کر حقیقت کے برعکس کسی واقعہ کو پھیلاتے ہیں جس سے غلط ذہن سازی ہوتی ہے،لوگوں کے اس انداز کو مدِ نظر رکھ کر بضرورت تنبیہاً یہ واقعہ بجبوری نقل کررہے ہیں۔

آج کئی سالوں سے مولانا سعید احمد پالنپوری صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند برطانیہ کی کسی ایک مسجد میں رمضان گذاری کے لئے تشریف لاتے رہے ہیں ان کے سامنے جب کبھی ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے سوالات ہوتے تو دیگر سنجیدہ علماء کی طرح موصوف بھی جواب دیتے رہے کہ برطانیہ کے مسائل کو سمجھنے کے لئے سال بھر یہاں رہنا ضروری ہے جبکہ ہم تو چار پانچ ہفتوں کے لئے ہی آتے ہیں اس لئے اس پر رائے زنی دشوار ہے!

مگر برسوں بعد اس مرتبہ رمضان ۱۴۲۸ھ کے موقعہ پر برطانیہ کے مسلمانوں کے شرعی اتحاد کو توڑنے کی بے جا وافسوسناک کوشش کی گئی اور رمضان میں آپ کی کتاب ''تحفۃ الالمعی'' کے مخصوص صفحات عامۃً تقسیم کئے گئے جو یقیناً ایک طرف کتاب کی تشہیر کا ذریعہ و اشتہار بنا تو دوسری جانب نہ صرف مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ،حزب العلماء یوکے،جمعیۃ العلماء برطانیہ اور برطانیہ کی دیگر تنظیمات بلکہ خود دارالافتاء دارالعلوم دیوبند،مظاہر العلوم سہارنپور اور برِصغیر

کے دیگر دارالافتاء کے علاوہ دارالافتاء ریاض وغیرہ کے علماء ومفتیانِ کرام، وزارۃ الاوقاف سعودیہ اور وہاں کی مجلس قضاء اعلیٰ (سپرِم کورٹ) کے جید علمائے کرام کے خلاف کھلم کھلا ایک ''استغاثہ'' وبہتانِ عظیم تھا۔

برطانوی مسلمان اس بات کو بھولے نہیں ہیں کہ اس اتحادِ شرعی پر دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء اور اس کے مفتی صاحبان نے مبارکباد بھی دی تھی اور اطمینان کا سانس لیا تھا مگر موصوف نے جس مسجد میں رمضان گذاری تھی اخیری عشرہ میں کافی انتشار رہا جس کا اثر دیگر مساجد میں بھی پھیلنا ایک حقیقت ہے خاصکر جب مسجد والوں نے موصوف کی بات کو تسلیم نہ کیا تو وہ عید کی رات سحری سے پہلے تین بجے بغیر اطلاع دئے چپکے سے نکل کر دور کی دوسری مسجد میں چلے گئے جہاں ساؤتھ افریقہ کے اعلان پر صبح (عید کے بجائے) روزہ تھا۔ یہ مسجد ساؤتھ افریقہ سے درآمد کردہ چاند کے مطابق عمل کی تحریک کا اولین مرکز بنا ہوا ہے اور یہاں کے امام مفتیانِ کرام پر قسم قسم کے مخصوص وناپے تُلے الفاظ میں سوالات کر کے اپنے من مانے موقف کی تائید کسی نہ کسی شکل میں پانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں

بہرحال موصوف نے دن بھر اور دوسرے روز وہاں کے اجتماع میں ''میری وصیت یا نصیحت'' کے عنوان سے سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کے اعلان پر رابطہ عالمِ اسلامی کے سن ۰۷ تا ۱۹۷۸ء کے حوالہ سے خوب زہر اُگلا جو آناً فاناً برطانیہ بھر میں پھیل گیا اور ہماری معلومات کے مطابق سب ہی نے اسے بہت برا سمجھا !

کیونکہ اان کی نسبت دارالعلوم کے استاذِ حدیث ہونے کی ہے جس کی بناء

پر خود دارالعلوم کے متعلق خواہ مخواہ چہ می گوئیاں ہوئیں وہیں دوسری طرف ان کی ذات کے خلاف بھی منفی اثر ہوا کہ برسوں تک تو وہ رمضان وعید سعودیہ پر کرتے رہے اوراب ایسی کونسی ضرورت پیش آ گئی کہ بالآخر اپنے دل کی بھڑ انس نکالنی پڑی! (مولانا کے مذکورہ دعوی کی حقیقت تو تب ہی پایۂ ثبوت کو پہونچ سکتی تھی جب ان کی طرف سے اپنے دعوے کے ثبوت میں رابطہ والوں کے خود کا بیان یا تحریر واسطہ بلاواسطہ اسی کتاب میں ساتھ ہی چسپاں کر دیتے کیونکہ اس وقت سے لیکراب تک کے چونتیس برسوں میں نہ صرف سعودی حکومت بلکہ خود رابطہ نے بھی کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ سعودیہ وعالم میں رمضان وعیدین کا تعین فلکیاتی حساب سے معین کر دیا جائے ہاں ان جو بات ہمارے سامنے آئی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ''رابطہ کے عالمی مندوبین کی طرف سے اپنے اپنے مقامی علاقوں وممالک کے ذمہ داروں نے مرکز میں یہ بات رکھی کہ ''اسلامی تاریخوں کا جو سال بھر یا کئی برسوں پر مشتمل کیلنڈر جو اسلامی ممالک میں تیار کئے جاتے ہیں ان میں کیوں نہ اتحاد پیدا کرلیا جائے!

جس کی شکل یہ ہو کہ مفروضہ نیومون کے جو حسابات ہیں ان کو مدِ نظر رکھ کر مکہ شریف کے طولِ بلد پر قمری دورہ کی حد کو معین کر کے پوری دنیا کے لئے اسلامی کیلنڈر ترتیب دئے جائیں! دراصل بات سال بھر یا چند برسوں کے معین کیلنڈر کی ترتیب کی تھی نہ یہ کہ عباداتی مہینوں کی تعیین کے کیلنڈر کی! یہی وجہ ہے کہ سعودی حکومت نے سال بھر اور برسوں پر محیط تاریخوں پر منحصر ام القریٰ کیلنڈر کو تو جاری کیا مگر

رمضان وعیدین کی تعیین میں جو اختلاف آج سے چونتیس برسوں پہلے موجود تھا وہ آج بھی جوں کا توں موجود ہے اور رابطہ کے مولانا کی طرح کے جدید سوچ کے حامل عالمی مندوبین آج بھی رابطہ کے اجلاسوں میں سعودی علماء کے سامنے بے بس رہتے ہیں۔

مولانا سعید احمد پالنپوری صاحب اپنی تحریرات کے آئنہ میں!

آپ چاند کی گواہی کے حوالہ سے ''رحمۃ اللہ الواسعہ'' میں لکھتے ہوئے نقل فرماتے ہیں: نحن امة امية لانكتب ولانحسب الحديث: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ہم ناخواندہ امت ہیں۔ نہ لکھتے ہیں نہ گنتے ہیں۔ مہینہ کبھی ۲۹ کا اور کبھی ۳۰ کا ہوتا ہے (مشکوۃ حدیث ۱۹۷۱)۔ اس کے بعد نقل کرتے ہیں: احکام الصوم (۱) قال النبی ﷺ: ''لاتصوموا حتی تروا الهلال ،ولاتفطروا حتی تروه فان غم عليكم فاقدروا له'' وفی رواية :''فاكملوا العدة ثلاثين''.

اقول: لما كان وقت الصوم مضبوطا بالشهر القمری ،باعتبار روئوية الهلال ،وهو تارة ثلاثون يوما ،وتارة تسعة وعشرون: وجب فی صورة الاشتباه ان يرجع الى هذا الاصل .وايضا: مبنى الشرائع على الامور الظاهرة عند الامّيين ،دون

التعمق والمحاسبات النجومية ،بل الشريعة واردة باخمال ذِكرها وهو قوله ﷺ :"نحن امة امية ،لانكتب ولانحسب".

ترجمہ : روزوں کے احکام:(ا) نبی ﷺ نے فرمایا :۔۔۔۔۔۔میں کہتا ہوں: جب روزوں کا وقت منضبط کیا ہوا تھا چاند کے مہینہ سے رویتِ ہلال کے اعتبار سے۔اور چاند کا مہینہ کبھی تیس دن کا اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے تو اشتباہ کی صورت میں ضروری ہوا کہ اصل (رویت) کی طرف رجوع کیا جائے۔اورنیز : **قوانین کا مدار امّیوں کے نزدیک واضح چیزوں پر ہے۔باریک بینی اور علمِ نجوم کے حساابات پر نہیں ہے۔بلکہ شریعت وارد ہوئی ہے ان حسابات کو گمنام اور بے قدر کرنے کے ساتھ۔اور وہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :"ہم ناخواندہ امت ہیں :نہ لکھتے ہیں اور نہ گنتے ہیں"** ۔۔۔۔(معلوم ہوا کہ جس چیز کو (فلکیاتی حساب کتاب) رویتِ عامہ کے لئے مدار بنایا جارہا ہے اس کے متعلق شارع علیہ السلام کا موقف تو یہ ہے کہ ان کا دین میں کوئی دخل نہیں بلکہ شریعت تو انہیں مٹانے آئی ہے تو پھر جو لوگ ایسی غیر دینی چیز کو دین میں داخل کرتے ہیں وہ دین میں تحریف ہی کا کردار اداء کررہے ہیں! ی م)

۔۔۔۔۔(مولانا نے اس کے بعد فلکیاتی حساب کتاب کے حوالہ سے شاہ صاحبؒ کا قائم کردہ یہ عنوان نقل فرمایا کہ)''عید کے دو مہینے گھٹتے نہیں''''**شھر اعیدٍ لاینقصان.** (مشکوٰۃ حدیث ۱۹۷۲)''۔اوراس عنوان) کے ماتحت مولانا صاحب نے اس کی تشریح میں معارف السنن ج ۶ ص ۲۵ کے حوالہ میں اس کے دس مطالب ہونے کا ذکر فرما کر شاہ صاحبؒ کے بیان کردہ خاص کر دو مطالب بیان فرمائے (اور پہلا مطلب :امام احمدؒ کا قول کہ رمضان اور ذوالحجہ دونوں ہی ۲۹ دن کے نہیں ہوں گے بلکہ ایک ۲۹ کا تو دوسرا ۳۰ کا ہوگا،اور دوسرا مطلب امام اسحاقؒ کا قول کہ :مہینہ کے ۳۰ دن ہوں یا ۲۹ دن ہوں ،اجروثواب میں دونوں ایک دوسرے سے کم زیادہ نہیں بلکہ برابر ہیں اوراس لحاظ سے ایک ہی سال میں یہ دونوں مہینے انتیس انتیس دنوں کے بھی ہوسکتے ہیں)اوران مطالب کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحبؒ نے دوسرے قول کو پہلے قول پر جو راجح قرار دیا اسے بتلا کر آگے وجہ ترجیح نقل فرمائی کہ''پہلا قول **فلکیات اور حساب سے تعلق رکھتا ھے** ۔اور **اس کو بیان کرنا نبوت کا کام نھیں ھے** ۔ جبکہ دوسرا قول **تعلیمِ دین سے تعلق رکھتاھے** اور **یھی بات منصب نبوت کے شایانِ شان** ہے۔''(رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۴ ص ۱۳۰)۔۔۔۔۔۔آگے اسی حوالہ سے یہ وضاحت بھی دیکھیں:

(۵) ثم الهلال يثبت بشهادة مسلم عدل ،او مستور :انه رآه ،وقد سن رسول اللّٰہ فی کلتا الصورتین : جاء اعرابی الحدیث

،ترجمہ:(۵) پھر چاند ثابت ہوتا ہے ایک عادل یا مستور الحال مسلمان کی شہادت سے (خبر مراد ہے) کہ اس نے چاند دیکھا ہے ۔اس حدیث کے حوالہ سے مفتی صاحب ذیل کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں؛ **مستور مسلمان کی خبر**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے ۔یعنی رمضان کا چاند۔آپ ﷺ نے دریافت کیا :کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ؟ اس نے جواب دیا ہاں ! آپ ﷺ نے دریافت کیا : کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد واللہ کے رسول ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: بلال اعلان کردو کہ لوگ کل روزہ رکھیں (مشکوٰۃ حدیث ۱۹۷۸)۔

تشریح :دیانات میں ایک دیندار یا مستور مسلمان کی خبر معتبر ھے، ”عدد، عدالت اور شھادت “ضروری نھیں“ ۔ یہ امور روایتِ حدیث کی طرح ھیں ۔

جیسے پانی کی پاکی ناپاکی یا کسی چیز کی حلت وحرمت کی کوئی شخص خبر دے اور وہ مسلمان ہو اور بظاہر فاسق نہ ہو تو یہ خبر معتبر ہے،البتہ شوال کے چاند میں چونکہ الزام

ہے(لازم کرنا)،اس لئے دو دیندار مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے اور تحقیقی طریق رائج کیا رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہی صورتوں میں (یعنی دونوں باتیں سنتِ نبوی سے ثابت ہیں۔مگر روایات میں لفّ ونشر غیر مرتب ہے)،آیا ایک بدوی الخ،اور

یہی حکم ہے ہر اس معاملہ میں جوملی امور میں سے ہے یعنی ’’بابِ دیانت‘‘ سے ہے۔

پس بے شک وہ خبر روایتِ حدیث کے مانند ہے (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۴ص۱۳۵)اھ۔

مولانا موصوف کی دوسری تحریر اور تفصیل!

(نوٹ؛ یادرہے کہ ذیل میں مولانا سعید صاحب کی عبارت میں ایک سے لیکر چوبیس تک کے جونمبرات آتے رہیں گے یہ اور ساتھ ہی عبارت کو بریکیٹ کرتے ہوئے یہ’’ ‘‘ نشان جو ہیں وہ اور ایک جگہ یہ(!) نشان، یہ سب بضرورت ہماری طرف سے ہیں)

موصوف نے سننِ ترمذی کی شرح’’تحفۃ الالمعی‘‘کے نام سے رمضان ۱۴۲۸ھ سے دو ماہ قبل رجب میں چھپوائی ہے جس کی’’ جلد۳ کے صفحہ ۵۷ پر کتاب الصوم‘‘میں سعودیہ میں ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے سن ۷۰تا ۱۹۷۴ء کے درمیان (جبکہ آپ راندیر کے دارالعلوم اشرفیہ میں مدرس ہوا کرتے تھے اس وقت) کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اور اسے بیان کرنے سے پہلے صفحہ ۵۶ کے شروع میں ثبوتِ ہلال

میں ’’حساب کے بجائے چاند کی رویت‘‘ کی حکمت کے متعلق پیچھے سے جاری اپنے بیان کوسمیٹ کر لکھا ہے کہ: (۱) ’’نبی ﷺ کی امت بہت بڑی امت ہے اور ان میں بیشتر امی (ان پڑھ) اور حساب سے نابلد ہیں پس اگر حساب پر مدار رکھا جائے گا تو عمل میں دشواری ہوگی، اور جب رویت پر مدار رکھا گیا تو ہر شخص خواہ وہ خواندہ ہو نا خوانداہ، شہری ہو یا دیہاتی، آسانی سے دین پر عمل سکے گا‘‘۔ (اس کے بعد فائدہ کے عنوان سے رابطہ عالمِ اسلامی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:)۔

فائدہ ۔آج سے تقریبا چالیس سال پہلے سعودیہ کی تنظیم رابطہ عالمِ اسلامی نے ’’ توحیدِ اہلہ ‘‘ مسئلہ پر اجلاس بلایا تھا جس میں دنیا بھر کے اکابر علماء کو مدعو کیا تھا اور یہ مسئلہ ان کے سامنے رکھا تھا کہ (۲) ’’جب ساری دنیا کے مسلمان ایک ساتھ حج کرتے ہیں تو عیدین اور رمضان بھی ایک ساتھ کریں، اور اس کی صورت یہ ہو کہ رمضان کے آغاز واختتام کا مدار بجائے رؤیت کے القمر الجدید (نیومون) پر رکھا جائے‘‘ ۔۔۔(پھر موصوف القمر الجدید کی تعریف کرتے ہوئے چاند کی مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کی طرف دونوں چالوں کا ذکر کر کے اس کے ’’سورج کے بالکل مقابل‘‘(!) ہو کر سورج سے پیچھے ہٹنے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ) (۳) ’’رابطہ والوں کا پلان یہ تھا کہ نیومون پر مدار رکھا جائے ،تاکہ پوری دنیا میں ایک ساتھ رمضان اور عیدین ہوں‘‘، (۴) ’’مگر تمام علماء نے اس پلان کو رد کر دیا‘‘، (اس کے بعد موصوف نے ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی دن حج کیوں کرتے ہیں اس کی دلیل بیان کرنے

اوررآیتِ شریفہ یسئلو نک عن الاھلہ کودلیل بتلا کر مضان وعیدین کے لئے اتحادِ عالم کوناممکن ثابت کرتے ہوئے آگے لکھا:)(۵)''مگر اس کے بعد سے سعودیہ نیومون سے چاند کا اعلان کرتا ہے۔''(۶)اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہرسال رمضان وعیدین میں دوگواہ قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں،اور ان کی گواہی پر اعلان کیا جاتا ہے،جبکہ پوری دنیا میں کہیں چاند نظر نہیں آتا۔(پھر موصوف دارالافتاء ریاض اور مجلسِ قضاء اعلیٰ پر بہتانِ عظیم باندھ کر لکھتے ہیں:(۷)بات دراصل یہ ہے کہ سعویہ میں چاند کا نظام جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ نہیں چاہتے کہ حج صحیح وقت پر ہو،چنانچہ انہوں نے چاند کا سارا نظام ہی بدل دیا ہے اور پوری دنیا میں ایک فتنہ برپا کردیا ہے(۸)ہر ملک میں کچھ لوگ بے عقلی کے ساتھ سعودیہ کے اعلان پر عمل کرتے ہیں اور مسلمانو کی صفوں میں انتشار ہوجاتا ہے۔(اس کے بعد موصوف حضرت مولان منظور نعمانی صاحبؒ کے راندیر تشریف لانیاور رابطہ عالمِ اسلامی کے اجلاس کی کاروائی کے بیان کے حوالہ سے لکھتے ہیں:(۹)آپ نے فرمایا یہ خطرناک اسکیم ہے،اس پر مضمون لکھنا چاہیئے !چنانچہ۔۔(۱۰)میں نے دوقسطوں میں مضمون لکھا جو الفرقان لکھنو میں شائع ہوا ،اس میں میں نے قرآن وحدیث کی متعدّ ددلیلوں سے یہ بات ثابت کی کہ توحیدِ اہلّہ ''یعنی ساری دنیا کا ایک چاند ناممکن ہے'' (۱۱)اور القمر الجدید کو بنیاد بنا کر رمضان وغیرہ کو ایک ساتھ کرنا مذکورہ آیت کی رو سے غلط ہے(۱۲)ہاں توحیدِ اہلہ

۔۔اگر یہ تعبیر مناسب ہو۔۔حج میں ممکن ہے، کیونکہ حج کا وقت ہلال خود معیّن کرتا ہے، مکہ مکرمہ کی رویت سے جو ۹ ذی الحجہ ہوگی اس میں ساری دنیا کے لوگوں کو حج کرنا ہوگا اور اپنی مقامی قمری تاریخوں کو چھوڑ دینا ہوگا (۱۳) مگر سعودیہ نے جو چاہا شروع کردیا (۱۴) اور اب تک اعتراف نہیں کرتا کہ ہم قمرِ جدید پر چل رہے ہیں (۱۵) اور دنیا کے وہ مسلمان جو سہولت پسند ہیں سعودیہ کا اتباع کرتے ہیں کیونکہ پہلے سے ان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں دن رمضان یا عید ہے (۱۶) مگر افریقہ اور امریکہ میں جہاں غروب آفتاب سعودیہ سے گھنٹوں بعد ہوتا ہے عام طور پر سعودیہ کا چاند نظر نہیں آتا، دوسرے دن نظر آتا ہے (۱۷) پس ایسی صورت میں لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے روزوں کو خراب نہ کریں (۱۸) جو لوگ مملکتِ سعودیہ کی حدود میں رہتے ہیں ان کے لئے تو مجبوری ہے ۔یہی حال حج کی تاریخوں کا ہے (۱۹) مگر جو لوگ سعودیہ کی حدود سے باہر رہتے ہیں ان کے لئے کوئی مجبوری نہیں (۲۰) پس ان کو اندھی تقلید نہیں کرنی چاہیئے (۲۱) یہاں ایک اور بات پر تنبیہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ چاند کے معاملہ میں حساب کا اعتبار نہیں (۲۲) مگر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کچھ بے دین مسلمان سعویہ کی رویت کو منوانے کے لئے رویت کی جھوٹی گواہی دیتے ہیں (۲۳) بلکہ کچھ لوگ چاند پر سٹّہ لگاتے ہیں (۲۴) پس ایسی صورت میں اگر حساب کو اس حد تک مان لیا جائے کہ ”اگر امکانِ رویت نہ ہو تو گواہی قبول نہ کی جائے“، میری ناقص رائے میں اس میں کوئی

حرج نہیں واللہ اعلم بالصواب اھ

مذکورہ تحریر کے ضمن میں حقیقتِ حال ! (الف)

موصوف نے اپنی تازہ کتاب (۱۴۲۹ھ۔ ۲۰۰۷ء) میں سعودیہ کے خلاف آنکھ بندھ کر کے ''اپنا استغاثہ'' تو دائر کر دیا مگر سن ۱۹۷۰ تا ۱۹۷۴ء کے درمیان گوش گزار کئے ہوئے رابطہ کے احوال کے مدِ نظر تب سے لیکر رمضان ۱۴۲۹ھ۔ ۲۰۰۷ء تک چونتیس برسوں سے زیادہ کے عرصہ میں رابطہ کی اس وقت کی کوششوں کے نتیجہ میں سعودیہ اور اس کے دو مقتدر اداروں دارالافتاء ریاض اور مجلسِ قضاء اعلیٰ (سپریم کورٹ) کے جید اور پابندِ شریعت علمائے کرام پر لگائے جانے والے الزامات و بہتان تراشیوں کی صفائی میں بار ہا نہ صرف سعودیہ کے حکمرانوں بلکہ خود دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں کے دیگر اکابرین ومفتیانِ کرام تک نے سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کے فیصلوں کی تصدیق وتصویب جو فرمائی ہے کیا یہ سب موصوف کے زعم میں ''بے عقل'' ہیں؟

مثلاً احسن الفتاوی[1] (ج ۴ ص ۴۲۶ والامنسوخ فتویٰ اور ناسخ فتوی ص ۴۹۱ تا ۴۹۴ بحقِ سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کی تصدیق)، فتاوی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، فتاوی رحیمیہ، فتاوی رشیدیہ، فتاوی شیخ الاسلام فتاوی دارالافتاء ریاض، مجلسِ قضاء اعلی ریاض، شیخ الحرمین محمد بن عبداللہ السبیل، وزارۃ الاوقاف ریاض، وزارۃ العدل ریاض، یورپ وامریکہ کے قریباً ۴۰ علماء کے سامنے (بشمول مولوی یعقوب

قاسمی ،مولوی یعقوب مفتاحی ،مولانا خلیل احمد لاجپوری کنیڈا، امریکہ سے ڈاکٹر اسماعیل میمن ،خلیفہ حضرت شیخ الحدیث ؒ وغیرہ سے) مدینہ منورہ کے گورنر مرحوم عبد المجید بن عبد العزیز کا خطاب جس میں اس مسئلہ کی تنقیح وغیرہ تفصیلات کے علاوہ دنیا بھر میں بشمول سعودیہ، ہند، برطانیہ،امریکہ وغیرہ میں فلکیاتی مفروض نیومون اور اس کے امکانِ رویت قوانین کے برخلاف دیکھے جانے والے نئے شرعی چاندگواہیوں کے چارٹ اوران واقعات میں بعض تو خودسعودیہ سے بھی ایک روز پہلے رمضان وعید کے اعلانات ہیں:

مثلاً نائجیریا اور نائجر میں جوکٹر اسلامی قوانین کی پاسداری کرنے والے افریقی ممالک میں شمار ہوتے ہیں اور لیبیا اور یمن کے علاوہ الجیریا وغیرہ کئی ممالک نے سعودیہ سے بھی ایک دن پہلے چاند کے اعلانات کئے ہیں جبکہ اُن کے دعوے کی بنیاد ’’شرعی ۲۹ کی شام‘‘ کی رویتِ ہلال تھی ، پھر خود فلکیاتی تھیوری کے نیومون کی ’’موجودہ زمانہ کی مائی باپ انگریز کے ملک برطانیہ کی گرینویچ آبزرویٹری‘‘ کے پچھلے سوسالہ چاندرات رکارڈ کا چارٹ وغیرہ سب کی ان کے ہاں کوئی وقعت نہیں؟

اس کے علاوہ ’’الفرقان لکھنو‘‘ جس کا حوالہ موصوف نے اپنے دومضامین شائع ہونے کے ضمن میں دیا ہے ان مضامین کے شائع ہونے کے بعد کیا اس کی تردید میں ان کی نظر سے الفرقان کا کوئی ایک شمارہ بھی نہیں گذرا؟! جبکہ مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی جوکئی برسوں تک سعودیہ مکہ مکرمہ میں رہے ان کا مشہور لمبا مضمون اس حوالہ سے خود اسی الفرقان میں اگست ۱۹۸۳ء میں چھپا۔ کیا الفرقان

تک بھی موصوف کی رسائی نہ ہوئی ؟! بلکہ حجۃ اللہ البالغہ(از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جس) کی شرح موصوف نے ''رحمۃ اللہ الواسعہ '' کے نام سے کی ہے اور جس میں شاہ صاحبؒ نے وہی بات کی ہے جسے ہر ایک بشمول موصوف خود بھی نقل کرنے پر مجبور ہیں (جو ص ٦٧ تا ٧٠ پر گذری) مگر آخر موصوف نے جب نبوی موقف کے خلاف اپنے پچھلے تاثرات محض فلکیات ہی کی بنیاد پر ظاہر کئے تو اِسی فلکیاتی حساب کے خلاف شاہ صاحب کی تقریر کے ضمن میں اس حساب کی مخالفت تو درکنار شاہ صاحبؒ کی تحریر کی تائید ہی کو عافیت سمجھا گیا تو یہاں تحفۃ الالمعی اور اپنے بیانات میں موصوف کی نظر خود اُس جگہ اپنے الفاظ کی طرف کیوں نہ گئی ؟

خیر یہ تو اجمالاً حوالہ جات لکھ دئے ہیں ان کی تفصیل اپنی اپنی جگہ دیکھی جاسکتی ہے ساتھ ہی ''برطانیہ میں رویتِ ہلال کا تاریخی پس منظر'' از موسیٰ کرماڈی اور ''ثبوتِ ہلال ، نیومون تھیوری اور دار العلوم کراچی کا فتویٰ'' از مولوی یعقوب احمد مفتاحی)اور ہماری دیگر تحریرات خصوصاً اس کتاب کے شروع مضمون کو جو جدید تحقیق کا حامل ہے ضرور بغور اس کا مطالعہ کرلیا جائے۔ مذکورہ تفصیل موصوف کے مذکورہ بیان کے ضمن میں ہے البتہ تحفۃ الالمعی کے پیچھے گذرے موصوف کے کتابی مضمون میں ہماری طرف سے رکھے گئے نمبرات کے ماتحت ہر ایک کا الگ الگ خلاصہ بھی مزید تفصیل کے عنوان سے اختصاراً ذکر کردیا جاتا ہے:

مزید تفصیل!

(نوٹ؛ ذیل میں صرف پچھلے نمبرات کے جواب ہی ہیں اگر جواب کے ضمن

میں نفسِ تحریر دیکھنی ہو تو ذیل کے نمبرات کی مناسبت سے پیچھے مذکورہ نمبرات تحریر دیکھ لی جائے)

(ا) آیتِ شریفہ یسئلونک عن الاھلہ کا شانِ نزول ''فلکی حسابات پر عمل'' کے حوالہ سے یہودیوں کے طریقے وتحریک کے خلاف میں ہے نہ کہ سادہ حساب کے بارے میں! سادہ حساب تو خود قرآن اور آپ ﷺ نے بار بار ذکر کئے ہیں بلکہ خود حدیثِ امی میں جو حسابِ فلکی کے رد کی قبیل سے مشہور نصِ حدیث ہے اس میں بھی ۲۹ اور ۳۰ کا عدد انگلیوں کے اشاروں کے ذریعہ آپ ﷺ نے واضح فرمایا ہے۔

آپ ﷺ امتِ مسلمہ پر مسائل میں تنگیاں نہ آجائے اس وجہ سے صحابہ کرام کو بار بار سوالات کرنے سے منع فرماتے تھے اور اس وجہ سے صحابہ آپ ﷺ کو سوالات کرنے سے خود کو روکے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے یہودیوں نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سبکی کے لئے بار بار سوالات کئے کہ یہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟ بالآخر مجبوراً اُن سے تنگ آکر انصاری صحابی حضرت معاذؓ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کرلیا (مظہری وابنِ کثیر پ۲) جس کے جواب میں وحی کا نزول اس آیتِ شریفہ **یسئلونک عن الاھلّہ قل ھی مواقیت للناس والحج** (البقرہ ۱۸۹) سے ہوا جس میں یہودیوں کی طرف سے صحابہ سے اصل سوال تو ''چاند کا جانبِ مغرب سے ہلال کی شکل میں نمودار ہو کر عروج کی مختلف اشکال

سے گذرتے ہوئے نقطۂ کمال پر پہونچکر مکمّل چاند بننے اور دوبارہ واپسی سفر کرتے ہوئے مُختلف زوالی شکلوں سے مشرق کی طرف لوَٹ کر زوالی ہلال کے نقطۂ انتہاء پر پہونچ کر بظاہر اسکے ختم ہوجانے کے اسباب سے متعلق تھا، صحابہؓ نے جب آپ ﷺ سے اسے جاننے کے متعلق سوال کیا تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے محض چاند کی اِن اشکال کے فوائد کا ذکر کیا کہ چاند کی اس حالت سے لوگوں کیلئے حج اور دوسرے اوقات کی نشاندہی مقصود ہے اور اِسکی شکلوں کی سائنسی توجیہ کو بیان نہیں کیا کیونکہ اس علم کے حصول سے عاقبت کی کامیابی مقصود بالذّات نہیں اور نہ ہی اُسپر کامیابی کا دارومدار ہے (تفاسیرِ قرآن) (۲) ہمارے سامنے موصوف کے اس دعوے کے حوالہ سے کوئی ریکارڈ نہیں کاش موصوف رابطہ کی یا خود مولانا نعمانیؒ کی اس حوالہ کی کوئی تحریر یا کم از کم راندیری تقریر ہی کے خاص اقتباسات کو ثبوتاً لکھتے! (۳) کاش موصوف حوالہ تحریر و تقریر بھی پیش کردیتے !

رابطہ عالمِ اسلامی کا سعودی عربیہ کی داخلی سیاست سے نہ ہونے کے برابر تعلق ہے کیونکہ یہ سعودیہ کے بجائے ایک عالمی تنظیم ہے جو عالمِ اسلام کو ایک دوسرے سے مربوط رکھتی ہے، پھر سعودیہ عالم بھر کے مسلم ممالک کی طرح اس تنظیم کا ایک ممبر ہے کل نہیں! اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے ممبران اپنے طور پر اس کے اجلاسوں میں مقامی و عالمی مشکلات و مسائل کے حل کرنے کی تجاویز رکھتے ہیں خصوصاً ''ثبوتِ ہلال'' کے مسئلہ میں عرصہ سے جدید سوچ کے حامل بعض حضرات ''عبادتی عمل'' کے لئے نیومون تھیوری کے مفروضہ فلکیاتی قوانین سے

اسے مشروط کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

اُس وقت رابطہ میں دفتری ضروریات کے لئے برسوں کی اسلامی تقویم بنانے کے حوالہ سے مشورہ ہوا ہوتا کہ تمام عالمی طور پر اسلامی غیر اسلامی ممالک میں ''یہی ایک متفقہ تقویم معمول بہا ہو جائے''! البتہ موصوف کو 'عبادتی تاریخوں' کے لئے اس قسم کی تعیین کا تسامح ہوگیا ہو جو عین ممکن ہے، اور اس کے واضح قرائن ہے کہ اولاً تو اگرچہ رابطہ کا ہیڈ آفس مکۃ المکرّمہ میں ہے مگر اس تنظیم میں شہادت کو مشروط کرنے کی جو تجاویز بعض ممبروں نے وہاں رکھی تو اسے رد کرنے میں ممبر ملک سعودی عربیہ کے علماء ہی دیگر ممبران پر بھاری رہے اور انہوں نے شہادت کو مفروضہ نیومون سے مشروط کرنے کی درآمدہ تجویز کو کبھی تسلیم نہ کیا! (اور یہ بات شعبان ۱۴۲۹ھ کے آخری دنوں میں ہونے والے سعودیہ کے ذمہ دار علماء کے اجلاس میں بڑے واضح الفاظ میں موصوف جیسوں کے اشکالات اور نیومون کے نئے چاند اور اس کے حسابات سے عبادتی ایام کے اہلّہ کو مشروط کرنے کی پچھلے کئی سالوں کے مانند ایک بار پھر تردید کردی ہے!

(دیکھو اس کتاب کی فہرست کے نمبر ۲۴، ۳۶، ۳۷ اور ۳۸ کے عنوانات، نیز الگ سے Ramdhan1429MSNL مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کا ویب سائٹ کا پرچہ)

(۴) یہ بات واقعی شریعت کی روح کے مطابق ہے اس لئے نہ صرف اُس وقت بلکہ اب اور آئندہ بھی یہ یا اس قسم کی کوئی بھی خلافِ شرع و نصوص تحریک شرعاً قابلِ

قبول ہرگز نہیں ہو سکتی۔ (۵) شاید موصوف کو ام القریٰ کیلنڈر کی فلکیاتی حساب پر ترتیب ہونے اور سعودیہ میں دفتری ضروریات میں اس کے استعمال پر اس بات کا تسامح ہو گیا ہے۔

(۶) اس سے بڑھ کر بہتانِ عظیم اور وہ بھی محض فلکیات کے حسابات کی بنیاد اور دنیا میں کہیں بھی چاند کے نہ دکھائی دینے کے جھوٹ کی بنیاد پر! لاحول ولاقوۃ الا باللہ! لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے سالہا سال سے دو گواہوں کو کیا ضرورت پیش آ گئی ہے جو وہ قاضی کے سامنے پیش ہو کر اپنی آخرت اور لاکھوں کڑوڑوں کی رمضان وحج کو برباد کر کے سب کے گناہ اپنے سر پر لیں! کیا موصوف نے سعودیہ والوں کے سواء کسی جانب سے اس کے ثبوتِ ہلال کے مثل دوسری جگہوں میں اسی روز یا اس سے ایک دن پہلے وغیرہ کے واقعات کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے؟ اگر کوشش کی ہے اور معلوم بھی ہوا ہے تو کیا موصوف نے ان کی تصدیق کی یا تردید؟

ہمارا اندازہ تو یہی ہے کہ موصوف نے نہ تو ذمہدار اداروں، ان کی تصدیقات اور دنیا بھر کی گواہیوں اور شرعی حساب سو غیرہ ہر ایک سے آنکھ بندھ کر کے فلکیات کی تھیوری کے نیومون اور اس کے حساب ہی کو بنیاد بنالیا ہے اسی لئے انہوں نے مذکورہ تمام احوال سے اعراض کا رویہ اپنایا ہوا ہے! (۷) کیا ضرورت ہے سعودیہ میں چاند کا نظام جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے انہیں حج صحیح وقت پر ادا ءنہ کروانے کی؟! کیا چاند کا سارا نظام بدل دینے کی تسبیح پڑھ کر مذکورہ حقائق کو "شرعاً واخلاقاً رد

کیا جا سکتا ہے؟

اگر سعودیہ والوں کا دینِ حق پر مضبوطی سے چلنے خصوصاً ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے دنیا میں کسی بھی مسلم ملک میں اس طرح کے مضبوط شرعی نظام کے ساتھ عمل پیرائی نہیں اور جو مسلم مما لک کے لئے رہبری کا نمونہ ہے، اگر ان پر ''پوری دنیا میں عظیم فتنہ برپا کردینے'' کا ٹھپّہ موصوف لگادیں تو یہ کوئی نئ بات تو نہیں! یہود ونصاریٰ اور ان کے علاوہ مشرکینِ عرب جو خود کو عقل مند تصور کرکے خاتمِ نبوت اور ان کی باتوں (قرآن وسنت) کو سن کر محمدِ عربی ﷺ کو عظیم فتنہ کہتے تھے تو یہ سنتِ انبیاء وسنتِ پیغمبرِ اسلام ہی ہوئی اللھم اہد۔

(۸) صحابہؓ کو نبی کریم ﷺ کی باتوں پر عمل کی وجہ سے نامی عقلمندوں نے ان کی نبوی چال کو بے عقلی ہی گردانہ تھا یہی تو راہِ نبی پر آنکھ بندھ کرکے چلنا ہے، ہمیں پرواہ نہیں اگر کوئی بے عقل تصور کرے، امتِ مسلمہ، محمد عربی ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین کی غلام ہے اور غلام اپنے مالک کا اندھا بن کر ہی غلام ہوتا ہے، اگر ان کے ہاں نص وسنتِ رسول ﷺ پر عمل سے اننتشار ہوجانے کا شکوہ ہے تو یہ ''دین اور آخرت ہے کیا؟ ذرا سوچ لیں!

(۹) اوپر والے نمبر ۲ اور ۳ کی طرح کاش حوالہ پیش کرتے! (۱۰) موصوف کے یہ مضامین ہمارے سامنے نہیں کاش کہ انہیں بھی وہ یہاں جگہ دیتے!

(۱۱) یا تو موصوف کو ام القریٰ کیلنڈر کی فلکیاتی حساب پر ترتیب ہونے اور سعودیہ میں دفتری ضروریات میں اس کے استعمال سے تسامح ہوگیا ہے جبکہ سعودی عربیہ

میں یقیناً آیتِ شریفہ **یسئلونک عن الاھلہ** کے شانِ نزول کے حوالہ کے مطابق یہودیوں کے فلکی حسابات کے طریقے کے بجائے رویتِ ہلال ہی پر عمل ہوتا ہے دیکھو سعودی فتاویٰ و دیگر حوالجات (۱۲) توحید اہلہ اور حج کے حوالہ سے واقعی یہی بات شرعاً معمول بہا و متفق علیہ ہے، البتہ اس کی تعبیر میں الفاظ کا ردوبدل الگ بات ہے مثلاً حدیث شریف کے الفاظ ''**صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ**'' میں عموم ہونے کی بناء پر فقہاء احناف کی اکثریت ''اختلافِ مطالع کے غیر معتبر ہونے'' کو مانتی ہے اور مشرق کی خبر مغرب کے لئے اور اس کے برعکس مع شمال وجنوب کی ایک دوسرے تک کی مستفاض خبر کی بنیاد پر! اور اس صورت میں توحیدِ اہلہ یقیناً ممکن ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب سوائے سعودیہ کے، کسی اور جگہ سے چاند کا ثبوت نہ ہو اور سعودیہ میں ذوالحجہ کے چاند کے ہونے کی خبر دوسری جگہوں کو پہونچ جائے (چاہے وہ اس سے کتنی ہی دور کیوں ہوں) تو اختلافِ مطالع کے غیر معتبر ہونے کی بنیاد پر سعودیہ کی خبر پر وہاں عمل کرنے سے حج کے موقعہ پر بھی سعودیہ کے ساتھ توحیدِ اہلّہ میں وہ شریک ہوں گے بلکہ وہ حضرات جو اختلافِ مطالع کو معتبر جان کر صرف مقامی یا قریب کے علاقوں کا اعتبار کرتے ہیں (یا بعض مخصوص جگہ سے ۵۰۰ میل کے احاطہ) میں ''اعتبارِ مطالع'' کا کہتے ہیں اُس اعتبار سے حج کے موقعہ پر سعودیہ کے ساتھ توحیدِ اہلّہ ممکن ہے اور اختلافِ مطالع کے عدمِ اعتبار پر سعودیہ میں ثبوتِ ہلال سے اس سے قریبی جگہوں میں اور بعض احناف کے نزدیک بھی اختلافِ مطالع کا اعتبار جو کیا جاتا ہے اس

پرخودسعودیہ میں ذوالحجہ کے چاندکی رویت سے پڑوس وقریب کے علاقوں میں اور ہرایک سے متصل مقامی جگہوں میں بھی حج کی تاریخ میں توحیدِ اہلہ ممکن ہے(۱۳) یہ بہتانِ عظیم ہے۔(۱۴)''کیا کسی کو زبردستی گنہگار بنا کر اقرار کروانا چاہتے ہیں؟ اگر بات وہی ہوتی جسے موصوف کہہ رہے ہیں تو سعودیہ والے اس بات کے اقررا کرنے سے کیوں رُکے ہوئے ہیں(۱۵) موصوف کا یہ کہنا سراسر جھوٹ کی بنیاد پر ہے، حالانکہ پہلے سے شعبان ورمضان اور حج کی تاریخوں کا پتہ کسی کو بھی نہ ہوا جس پر نہ صرف سعودیہ کے ملکی غیر ملکی باشندے بلکہ خود یورپ خاص کر برطانیہ کے مسلمان جو پچھلے ۲۳ برسوں سے مسلسل سعودیہ کی بنیاد پر اپنی رمضان وعیدین کرتے چلے آئے ہیں بلکہ موصوف خود بھی تو یہاں رمضان وعید الفطر گذارتے رہے ہیں خود ودیگر علماء وسفراء حتیٰ کہ حضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب صدر مفتی دارالعلوم دیوبند بھی شاہد ہیں کہ آپ دس برسوں کے فاصلہ سے دومرتبہ برطانیہ میں رمضان وعید گذار چکے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ سعودیہ میں غروب آفتاب برطانیہ کی بہ نسبت عالمی وقت کے دو/تین گھنٹوں اور یہاں وہاں کے غروب آفتاب کے فرق کو ملا کر انتظار کے بعد ہی ۲۹ یا ۳۰ کی خبر پر اعلان ہوا اور کبھی اَیسا نہیں ہوا کہ پہلے ہی حتمی تاریخ معلوم ہوگئی ہو جسے موصوف ایک عامیانہ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں!

ہاں جب سعودیہ میں وہاں کے غروب آفتاب کے بعد ۲۹ کے چاند کے ہونے کا اعلان ہوا تو کبھی کبھی یہاں برطانیہ کے غروب آفتاب سے پہلے سعودیہ

کے اعلان کی وہ خبر پہونچ گئی، کیوں کہ وہاں غروب آفتاب کا وقت جلدی ہوتا ہے، جو ایک فطری بات ہے۔ آخر موصوف کس دنیا میں رہتے ہیں کیا صرف زبان سے بے ڈھرک جو نکلے اُسے ہی حرفِ آخر سمجھتے ہیں؟ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی خصوصاً موصوف کی سی شخصیت کی زبان سے اَیسے کلمات کا صادر ہونا نہ صرف حیرت وتعجب کی بات ہے بلکہ موصوف کے مثل ذمہ دار کا تو تقاضہ ہے کہ ہر بات قرآن وحدیث کے ترازو پر تول کر بولے!

(۱۶) یہ کیوں ہو رہا ہے اِس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ انگریز اور پورٹو گیزیوں، فرانسیسیوں کی برصغیر میں آمد، اورنگزیب عالمگیرؒ کی وفات سے تین سال پہلے شاہ صاحب کی ولادت اور ۵۲ سالہ عمر کے بعد وفات پر ہند پر بیرونی تہذیب کے خطرات، شاہ ولی اللہؒ کے چاند کی نسبت فلکیات کی تردید میں حجۃ اللہ البالغہ میں بیانات، بالآخر انگریزوں کا اپنی تہذیب و دین کو جبری تعلیمی پالیسی کے تحت کرنا اور چاند وسورج کے حوالہ سے ''گرینوِچ رصدگاہ کی فلکیاتی ڈائری اَلمناک'' کی عالمی تبلیغ خصوصاً برِ صغیر میں اپنے قبضے وطاقت کے بل بوطے پر تعلیمی وغیر اسلامی تہذیب وتمدن کا عروج اور ماہرینِ فن کے نام پر نامی مسلم تقویمات کے اِجراء سے مسلمانوں میں نئی طرزِ فکر کی داستان یہ کس بات کی غمّاز ہے؟ (۱۷) ہلِ اسلام کو قرآن و پیغمبرِ اسلام ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ''اندھی تقلید'' ہی کرنی پڑے گی تب ہی ان کی عبادات اور روزے صحیح ہوں گے ورنہ جنہوں نے ''عقل کے گھوڑے'' دوڑائے وہ جہنم کی کھائی میں جا گرے!

کیا نصِ قرآنی اور آپ ﷺ کے قولی و عملی فرامین پر عمل کرنے والوں کو اندھا اور اسکے مطابق چلنے والوں کو اندھی تقلید کرنے والے کہنا بہتانِ عظیم نہیں؟ کیا سعودیہ والے موصوف کی طرح (مفروضہ نیومون کے مفروضہ امکانی قواعدِ رویت کے حساب کو شرع میں دخیل مان کر) عقلی گھوڑے دوڑانے کے بجائے اِس کا کھل کر واضح انکار نہیں کرتے؟ اگر موصوف کے نزدیک عقل کا ترازو ''نبوی فرمودات '' کے بجائے مذکورہ ''مفروضہ فلکیاتی نیومون حساب'' ہی ہے تو آپ ہزار بار کہیں امتِ مسلمہ ہزار بار اِس کے بجائے نصوص پر عمل کر کے ''اندھی تقلید'' کرنے کا اقرار کرے گی اور اِس پر امتیوں اور ہم کو فخر ہے،

(۱۸۔۱۹۔۲۰) مجبوری اسی صورت تسلیم کی جاسکتی ہے جب وہاں واقعۃً ایسا ہو رہا ہو حالانکہ بات وہ نہیں جس کا موصوف کو تسامح ہوا ہے اس لئے سعودیہ کی حدود سے باہر رہنے والے خصوصاً اہلِ یورپ خاص کر برطانیہ کے مسلمانوں کی مجبوری ہے کہ یہاں شاذ و نادر ہی پہلا چاند دکھائی دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ کم از کم پچھلے ستّر اَسّی سالہ خود دیوبندیوں کا فتاویٰ کی شکل میں رکارڈ گواہ ہے جو اِسی مجبوری کے تحت اُس وقت یہاں مقیم برصغیر کے مسلم نوجوانوں کے اِس قسم کے سوالات کے جوابات کی شکل میں ہیں۔

مزید براں ''سعودیہ میں ثبوتِ ہلال اعلانات کو ایک طرف رکھئے'' خود ہماری طرف سے جمع کردہ ہمارا اپنا رکارڈ بھی ہے جس میں برطانیہ ،یورپ،سعودی عرب کہ جس میں برطانیہ و ہندوغیرہ بیرونی ممالک سے حرمین

شریفین سعودی عربیہ میں وارد حضرات کی مقامی ۲۹ ویں کی شام کی رویتِ ہلال کے واقعات شامل ہیں، اس کے علاوہ مزید براں ہندو پاک مصر امریکہ، وغیرہ میں بھی فلکیاتی مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت قواعد کے خلاف رویتِ ہلال کے واقعات بھی لوگوں کے پاس رِکارڈ میں موجود ہیں۔

ہاں وہ لوگ جن سے موصوف کا رابطہ ہے جو ایک عرصہ تک مراکش کی تسبیح پھراتے تھے اور پچھلے برسوں میں ساؤتھ افریقہ کی تسبیح گھماتے رہے اور بالآ خراب ''مقامی'' رویتِ ہلال کے نام پر تسبیح گھمارہے ہیں وہ برطانیہ میں گرمی کے موسم کے تین چار مہینوں کے روشن آفتاب والے ایام کو ڈھال بنا کر پورے سال کو رویتِ ہلال کے لئے موزوں جتا کر کہتے ہیں کہ ''کون کہتا ہے کہ یہاں برطانیہ میں مقامی طور پر چاند دکھائی نہیں دیتا ہے! حالانکہ مذکور مہینوں میں بھی سورج روشن ہونے کے باوجود غروب آفتاب کے وقت کے موسمی حالات اَیسے نہیں ہوتے جیسے سمجھا یا گیا بلکہ اِن ایام میں سورج کی روشنی کے باوجود افق گدلا پن لئے ہوئے بادلوں سے گِھرا رہتا ہے اور دیگر مہینوں کی طرح اِن مہینوں میں بھی ''شرعی پہلے چاند کی رویت'' دوسرے ایام کی طرح شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہوتی ہے۔

پھر گرمی کے ایام کے حوالہ سے اُن کے نزدیک ہر وہ چاند جن کا ذکر ذیل میں ہے جنہیں پورے برطانیہ والے آسمان کی طرف ایک ہی نظر اٹھائے ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک دیکھتے رہیں اس پر پہلے چاند ہونے کا لیبل لگا دیا جاتا ہے، حالانکہ ان ایام میں جہاں افق گدلا پن لئے ہوئے ہوتا ہے وہیں ساتھ ہی مذکور مثالوں کے

سارے چاندوں کا فلکیاتی تھیوری کے مفروضہ نیومون کے حساب پرمبنی بنا کر منطبق کرنا اورن کی تھیوری والی نیومون عمر کا کئی کئی گھنٹوں پر مشتمل کرنا بھی ہےجیسے کہ ۱۴۲۹ھ کے ماہِ صفر سے لیکر جمادی الاول کی ہر مفروضہ نیومون سے معیّن مخصوص تاریخ کی شام کو۲۹ویں کی شام ہونے کا جتا کر اِن ایام میں عامۃً دکھائی دینے والے چاندوں کو پہلا چاند کا لیبل لگاتے ہیں! حلانکہ حقیقی شرعی پہلے چاند نہ تو اس طرح یہاں اور نہ ہی ہند بشمول دنیا بھر میں کہیں بھی ایک ہی نظر میں اور لمبے عرصہ تک نہیں دکھائی دیتے بلکہ وہ تو کچھ وقفہ کے لئے ہوتے ہیں اور بہت کم حضرات کو اوبعض دفعہ تو صرف کسی ایک ہی شخص کو دکھائی دیتا ہے۔

اس قسم کے شرعی پہلے چاند کی مثالیں خود نبی کریم ﷺ وصحابہ کے تجرباسے ثابت ہیں کہ پورے مدینہ والوں میں سے کسی کو بھی نہ دکھائی دیا مگر ایک یا دو نے ہی دیکھا! جسے خود موصوف نے بھی نقل کیا ہے (دیکھوص۶۰ پر) اور ایسے ہی واقعات ہند اور یہاں وسعودیہ ودنیا کی دیگر جگہوں میں بھی ہوتے رہے ہیں دیکھو گرینوِچ اور ہماری تفصیل ص۹۸ پر (۲۱) ایک طرف موصوف چاند کے معاملہ میں شرعاً فلکی ’’حساب کا اعتبار نہ ہونے کا‘‘ کہہ رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ اِسی حساب کی بنیاد پر سعودیہ میں چاند کی رویت کا انکار کرتے ہیں؟! شیانے پن کی یہ بھی عجیب شان ہے! حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب حفظہ اللہ کو مولوی یعقوب قاسمی کاوی والوں کی اَیسی ہی بات وسوال پر تعجب ہوا اور جواب دینا پڑا تھا (دیکھو ضمیمہ ’’ثبوتِ ہلال ، نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ‘‘ از مولوی یعقوب احمد مفتاحی)۔

(۲۲)انبیاء ورسل امت کے لئے نمونہ بنا کر دنیا میں بھیجے جاتے ہیں، اسلام کے نبی وخاتم النبوتﷺ بھی آخری امت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجے گئے، آپ کا ہر ہر عمل وقول حتی کہ کسی صحابی کو کسی بات کے کرتے ہوئے دیکھ کر اس پر آپ کی خاموشی کو بھی سنت وشریعت کا درجہ دیا گیا!، آپﷺ کے سامنے سارے مدینہ والوں یا باہر اور دور کے کم از کم ایک یا دو ''نامعلوم'' بدّوؤں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور آپﷺ نے موصوف جیسی سوچ پر ان کی تردید نہیں فرمائی بلکہ انہی نامعلوم ودور سے آنے والے قافلہ کے دو بدوؤں کی (اللہ کے ایک اور محمدﷺ کے رسول ہونے کے صرف اقرار کی) گواہی سے خود نے تیسواں روزہ غروب آفتاب کے قریب قریب وقت پر توڑ لیا تھا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا، کیا دور سے آنے والے ان نامعلوم اور دو دیہاتیوں کا، سعودیہ میں رویتِ ہلال کا دعوہ کرنے والے ایک یا دو معلوم مسلمانوں کے مقابلہ میں جھوٹا ہونے کا زیادہ احتمال نہیں تھا؟ یقیناً تھا مگر آپﷺ نے امت کو سبق سکھایا!

اگر اِسے رسولﷺ اور صحابہؓ کی خصوصیت کہی جائے تب تو سارے دین کا ستیاناس ہی ہو جائے (جیسے کہ اس بدعت کا رواج دیا جا رہا ہے کہ ''وہ تو رسول اور صحابی تھے، اب تو زمانہ بدل گیا ہے! تو کیا زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ اسلامی اصول ونصوص کی تبدیلی میں مذکور بدعت کو وجہِ جواز قرار دیا جائیگا؟! ہرگز نہیں، ایک لکھاری نے یہی بات لکھی ہے! اس طرح پھر تو کسی پر نہ روزہ فرض، نہ نماز،، نہ حج، نہ زکوٰۃ اور نہ جہاد غرض کسی بھی چیز کو آپﷺ وصحابہ کی اتباع میں کرنے کی ضرورتھی

نہیں! کیونکہ یہ تو رسول وصحابہ کی شایانِشان تھا کہ وہی اِسے بجالائیں باقی امت کی یہ شان نہیں کہ وہ اس پر عمل کریں! نعوذ باللہ اس طرح سے تو نہ کوئی فرض، امتیوں پر فرض رہے گا اور نہ ہی دینِ اسلام باقی رہے گا، بس اللہ ہی اللہ، خیر صلیّٰ!

(۲۳) معلوم نہیں سٹہ کے نام سے جو بات موصوف لکھ رہے ہیں کیا وہ سعودیہ کے متعلق لکھ رہے ہیں یا کہ ہند کے متعلق؟ انہیں چاہیئے تھا کہ اسے مزید واضح کر کے لکھتے! کیونکہ اگر واقعی سعودیہ میں ایسی کوئی حرکت ہو رہی ہے تو حکومت کے علم میں لانے سے اس کا قلع قمع یقینی امر ہے۔

(۲۴) **''پس ایسی صورت میں اگر حساب کو اس حد تک مان لیا جائے کہ اگر امکانِ رویت نہ ہو تو گواہی قبول نہ کی جائے''** اھ۔ یہی وہ نقطہ ہے جس پر موصوف نے اپنے زورِ بیان کی بنیاد رکھی ہے! موصوف کو یہی بات کہنی تھی تو پھر اول وہلہ ہی لکھ دیتے اور درمیان میں یہ جو نمبرات پوئنٹ ہم نے گنوائے ہیں ان میں سے اکثر گناہِ بے لذت کو خواہ مخواہ لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی!، موصوف نے (ایمانی وروحانی قوت کے بجائے نفسیاتی برائی کی حامل اپنی رویت منوانے کی غیر ایمانی حرکت اور سٹہ بازی جیسی) مزعومہ برائیوں کو مجبوری بتا کر شرعی امکانِ رویت کی ۲۹ ویں کی شام کے بجائے ''فلکی حساب کے مفروض امکانِ رویت کو شرعی شہادت کے لئے کسوٹی'' بنا کر اُسے رد کرنے کا جو لکھا ہے یہ مجبوری تو وہاں بھی موجود تھی جب مدینہ کے قریب پہونچنے والا قافلہ دور سے آیا تھا جو نا معلوم تھے، مسلمان بھی تھے یا نہیں؟ (تب ہی تو آپ ﷺ نے اللہ کی توحید اور خود کے رسول ہونے کی شہادت

پر گواہی لی)،اسلام کے ابتدائی ایام تھے اور غیر مسلموں کا جھوٹی شہادت دیکر مسلمانوں کو ستانے کا عندیہ بھی موجود تھا اور بھی کئی محرکات گنے جاسکتے ہیں مگر آپ ﷺ نے امت کو وہی سبق سکھایا کہ یہ بھی کوئی مجبوری نہیں کہ جس کی بنا پر اِن انجانوں میں کے کسی کی گواہی کو رد کر دی جائے ۔اگر موصوف کی طرح آپ ﷺ چاہتے تو اولاً مدینہ منورہ کے یہود سے جو فلکی حسابات کے جانکاری تھے ان سے رجوع فرما کر نہ صرف ایک دو خصوصاً اِن بدوؤں کی بلکہ قیامت تک آنیوالے تمام مسلمانوں کی گواہیوں کو فلکیات کے حساب کی کسوٹی پر پرکھنے کا حکم فرما دیتے!

کیونکہ علم کے حصول کے لئے آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے سکھنے سے منع نہیں کیا جیسے کہ آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو سریانی عبرانی زبان یہودیوں سے سکھنے کا حکم فرمایا تھا جسے آپ نے پندرہ روز میں سکھ لی تھی اسی طرح بدر کے مشرکین کو قید سے چھٹکارہ کی شرط اَن پڑھ صحابہ کو لکھنا پڑھنا سکھانے سے مشروط فرمائی تھی، لہٰذا اُس وقت مدینہ میں یہ علم اگرچہ یہودیوں کے پاس تھا اس کے باوجود آپ ﷺ ان سے اسے سیکھنے کا حکم فرماتے تو اس میں کوئی دینی حرج بھی نہ تھا !مگر چونکہ آپ ﷺ نے مشیتِ الٰہی کے مطابق نصِ متلو آیت شریفہ **یسئلونک عن الاھلہ** اور نصِ غیر متلو حدیثِ اُمیّ سے یہودی طریقہ پر عمل سے امت کو منع کر دیا اور سعودیہ کے ذمہ دار، دارالافتاء ومجلس قضاء اعلیٰ والے مضبوطی سے اِسی پر تو عمل کر رہے ہیں تو موصوف آپ ﷺ وصحابہ کرام، خلفائے راشدین وخیر القرون کے عمل اور فرمان اور اسی پر امت کے اجماع کے برخلاف یہود وشیعوں کے فلکیاتی

طریقہ کو اسلام میں داخل کرنے کرانے کی کوشش کر کے دارالافتاء والوں کو بھی اِن کے ساتھ شامل ہونے کی شہ کیوں دیر ہے ہیں؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ موصوف برِ صغیر کے دیوبندی دارالافتاء خصوصاً دارالافتاء دیوبند اور ہمارے بزرگوں کے فتاویٰ (جن میں ثبوتِ ہلال خصوصاً رویتِ ہلال کو فلکیاتی حسابات سے مشروط نہ کرنے کے نصوص پر عمل بالجزم کا اظہار کیا گیا ہے) کو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں!

موصوف نہ صرف اپنی کتاب میں بلکہ زبانی بھی اِسی چالیس سالہ پہلی والی بات کو بار بار دہرا رہے ہیں جس کا اول روز سے اب تک بار بار سعودیہ کے جید علماء ،دارالافتاء اور سپرم کورٹ والے نہ صرف انکار کرتے رہے ہیں بلکہ ان کے تردیدی بیانات وفتاوی کو بار بار دارالافتاء والے خصوصاً مفتیانِ دارالعلوم دیوبند، دارالارشاد کراچی کے ماہرِ حساب حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ،ماہر فلکیات حضرت مولانا موسیٰ بازیؒ ،دیگر تنظیموں اور خود برطانوی چاند کمیٹی بھی انہیں بیان کرتے شائع کرتی چلی آئی ہے حتیٰ کہ خود او آئی سی ورابطہ کی فقہ اکیڈمی کے پاکستانی مندوب حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ نے نہ صرف زبانی بلکہ خود بینات میں بھی اس کا اظہار کر دیا ہے کہ رابطہ کے اجلاسوں میں سعودی علماء کی طرف سے ’’فلکی حساب سے رویتِ ہلال کو مشروط کرنے کے خلاف‘‘ ردِ عمل آ تا رہا ہے۔اور نہ صرف سعودیہ کے دارالافتاء والے بلکہ خود مفتی تقی عثمانی صاحب بھی اکیڈمی کے اجلاسوں میں ان لوگوں پر بھاری رہے ہیں جو یورپی صیہونی

طریقہ کو نہ صرف سعودیہ بلکہ عالم میں پھیلانے کے لئے رویتِ ہلال کو نیومون اور اس کے امکانِ رویت کے قواعد سے مشروط کر کے چاند کی رویت کی گواہیوں کو مشروط کر کے اسے قبول کرنے یا رد کرنے کی تجویز رابطہ میں لاتے رہتے ہیں! یہ بات خود حضرت نے میرے (یعقوب مفتاحی) اور مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب کے روبرو لندن کی ہماری ایک مجلس میں بتلائی (حوالہ کے لئے دیکھو ''ثبوتِ ہلال، نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ'')۔

بہر حال اس وقت دینِ اسلام، اس کے اصول و قواعد اور مسلمانوں کے خلاف صیہونی/کرسچین گٹھ جوڑ سازش سے ہمارے جدید تعلیم یافتگوں کے سہارے مولویت کی سند کی حامل شخصیات کو شکار کر کے خود مسلمانوں ہی کے سہارے ایک منظّم عالمی تحریک روبہ عمل ہے۔

دیوبندی سنّیوں کے سرخیل بزرگ کا سعودیہ پر عمل کے وجوب کا فتویٰ!

فتویٰ (3): حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے کی بنیاد پر ہندوستان کی ''مقامی رویت کی تخصیص'' کے بجائے باہر کی خبرِ مستفیض پر (خصوصاً حرمین شریفین کی خبر پر) تعمیل کو واجب قرار دیتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں: ''اگر کلکتہ میں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مکہ میں خمیس (جمعرات) کی رات کو اور کلکتہ والوں کو پتہ نہ چل سکا کہ مکہ

میں رمضان خمیس سے شروع ہو چکا ہے ''تو جب بھی'' ان کو اِس بات کا پتہ چلے گا ان کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضاء کریں (کوکب الدرّی شرح ترمذی ص۳۳٦)۔'' (بریلوی سنیوں کے سرخیل فاضل بریلی کا ایسا ہی فتویٰ ''**ضمیمہ برائے کتاب ،برطانیہ میں عشاء کاصحیح وقت** '' کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

فتویٰ(4) حضرت مفتی رشید احمد لودھیانوی ؒ اور سعودیہ کی رویتِ ھلال کے فیصلے!

آپؒ کی حرمین شریفین سعودی عربیہ کی رویت وثبوتِ ہلال کے فیصلوں، وہاں کے علماء وحکومتی اداروں پر اعتماد کی مہرِ تصدیق! آپؒ سے پوچھا گیا؛ **ســـــوال**: سعودیہ والے، حسابی طریقہ سے کیلنڈر تیار کرتے ہیں تو ہمارے حج کا کیا؟ اگر یہ صحیح کرتے ہیں تو پھر پاکستان میں اس کی ترویج کیوں نہیں؟''۔اس کا جواب دیتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

الـــجـــواب: ''سعودی عرب میں ''ثبوتِ ہلال'' کیلئے ''حسابی طریقہ ہرگز استعمال نہیں ہوتا'' وہ اس کو ''حرام'' قرار دیتے ہیں، اور ''عینی رویت پر شہادت کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں''، اس سے متعلق شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز اور حکومتِ سعودیہ کی وزارۃ العدل کی تحریریں ''میرے پاس موجود ہیں''، عندالطلب ان کی فوٹو کاپیاں ارسال کی جاسکتی ہیں، رہا یہ سوال کہ وہاں اتنی جلدی رویت کیسے ہوسکتی

ہے؟ تو اس کی وجوہ کچھ اور ہیں، اس وقت ان کو تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں،''
چونکہ وہاں روزہ، عید اور حج وغیرہ احکام، شرعی قضاء کے تحت ہوتے ہیں، اس لئے
ان کی صحت میں کوئی شبہ نہیں'' (اس مسئلہ کی تفصیل اسی جلد میں عنوان ''سعودیہ میں
رویتِ ہلال کا اعلان پاکستان کے لئے حجت نہیں'' کے تحت ملاحظہ ہو) احسن
الفتاوی جلد۴ص۴۹۱تا۴۹۴۔اھ۔۔

نوٹ :(از مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ) اوپر احسن الفتاویٰ کی عبارت جو نقل ہوئی اس کے اخیر میں ''یہ جو بریکیٹ ہے کہ (اس مسئلہ کی تفصیل۔۔۔۔) یہ نوٹ ''تفصیل'' کی ''وضاحت'' نہ ہونے کی وجہ سے قاری کو مذکورہ فتوے میں سعودیہ کے ثبوتِ ہلال میں کسی کمی کے رہ جانے کا احساس دلاتا ہے حالانکہ سعودی عربیہ میں رویت وثبوتِ ہلال کے صحیح وشرعی ہونے کے حضرتؒ کے ذکر کردہ پختہ اعتماد وفتویٰ نے تمام شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے!

یہی وجہ ہے کہ قاری جب یہ صفحات کھولتا ہے اور وہاں دیکھتا ہے تو آپؒ کی طرف سے یہاں مذکورہ فتویٰ کے باوجود'' خلافِ واقعہ یہ نوٹ اسے کشمکش وپیچ میں مبتلاء کر دیتا ہے! اور قاری کو یوں سمجھنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ آپؒ نے مذکورہ فتوے سے ''سعودیہ کی جو تصدیق کی ہے'' اسے یہ فتویٰ رد کر رہا ہے! حالانکہ معاملہ برعکس ہے یعنی یہاں جو فتویٰ ذکر کیا گیا ہے وہ تو اس نوٹ میں اشارہ کردہ فتوے سے رجوع کرتے ہوئے اس کی تردید کا ہے!

اس لئے یہاں اس نوٹ کی اگر ضرورت ہے بھی تو وہ صرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے جسے واضح الفاظ میں اس طرح لکھنا ضروری ہے کہ ''(اختلافِ مطالع کے عدمِ اعتبار اور آپؒ کی طرف سے سعودیہ میں رویت وثبوتِ ہلال کی اِس تصدیق کے باوجود سعودیہ کی رویت وثبوتِ ہلال کی خبرِ مستفیض پر یہ پاکستان میں عمل کرنے میں حجت نہیں ہے''، اس کی تفصیل اِسی جلد میں عنوان ''سعودیہ میں رویتِ ہلال کا اعلان پاکستان کے لئے حجت نہیں'' کے تحت ملاحظہ ہو)، اب بھی پریس والوں اور کتب خانوں والوں کو چاہیے کہ اس نوٹ کی تصحیح آئندہ کی مطبوعات میں کرلیں، اور یہ ممکن اور بہت ضروری ہے کیونکہ مذکورہ قسم کی تفصیل کے بغیر یہ نوٹ خیانت کے زمرے میں آتی ہے کہ حضرت مفتی رشید احمد گنگوہیؒ تو سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کی پُرزور تصدیق فرمائیں مگر یہ نوٹ اس کی تردید کر کے خیانت کرے۔

اِستفتاء کی مختلف وجوہات اور فتوی' کی ایک مثال!

گذشتہ ادوار میں اور آج بھی ہر جگہ کے دارالافتاء کی طرف سے جواباً اختلافِ مطالع کے عدمِ اعتبار کے فتاویٰ تسلسل سے دیئے جاتے رہے ہیں البتہ ہمارے سامنے امام صاحبؒ کی متفق علیہ رائے کے خلاف بعض ائمہ کی مخالف رائے کی مثالیں بھی موجود ہیں جس کے اظہار کا بے شک ہمیں انکار نہیں کہ ان کے ہاں اختلافِ مطالع معتبر ہے اگرچہ ماضی میں امام صاحبؒ کی رائے کے

مطابق بارہا اختلافِ مطالع کے ''عدمِ اعتبار'' کی بنیاد پر دور کے ممالک بشمول ''سعودیہ'' پر عمل کے جواز کے فتویٰ دئے جاتے رہے ہیں درانحالیکہ سعودیہ میں عبادات کیلئے اسلامی تاریخ کی رویت وثبوتِ ہلال میں نصوص ونبوی موقف پر ان کے عمل کے خلاف مخصوص لابیوں کی طرف سے ماضی کی طرح آج بھی بدگمانیوں اور بہتان تراشیوں کے پھیلائے جانے کا سلسلہ جاری ہے جن کا جھوٹ ہونا بار بار ثابت بھی ہو چکا!

اِس وقت دار العلوم دیوبند کی ویب سائٹ کا جو انگلیش فتویٰ ہمارے سامنے ہے اس میں (اختلافِ مطالع کے ''اعتبار'' کی بنیاد پر) دونئی باتیں سامنے آئی ہے؛ (۱) اس میں '' برطانیہ والوں کے لئے سعودیہ پر عمل کے عدمِ جواز کی بنیاد'' اس کا برطانیہ سے دور ہونا بتلایا گیا ہے، مگر ساتھ ہی ''یہی دوری ساؤتھ افریقہ پر عمل کے جواز'' کو مانع نہیں؟! (حالانکہ نہ صرف یہ دونوں ممالک برطانیہ سے دور ہونے میں برابر ہیں بلکہ '' سعودیہ کے بہ نسبت ساؤتھ افریقہ برطانیہ سے بہت زیادہ دوگنا سے زیادہ دور ہے'') !

(۲) اور دوسری بات اسی انگلیش جوابی فتویٰ میں جو کہی گئی وہ یہ ہے کہ ''سعودیہ کے بجائے مراکش اور ساؤتھ افریقہ پر تب عمل کیا جائے جب'' شریعت کے مطابق رویتِ ہلال کا ثبوت'' ہو!

(یہ جو شرط ہے کہ ''شریعت کے مطابق رویتِ ہلال کا ثبوت ہو'' اسی کے حوالہ سے ہم نے پچھلے صفحات میں وضاحت کی ہے کہ ''سوائے سعودیہ کے مراکش

ہو یا ساؤتھ افریقہ وغیرہ ہرجگہ جس تاریخ کو۲۹ بتلا کر (خصوصاً شعبان، رمضان و عیدین کی تعیین کیلئے) جس ۲۹ ویں کی شام رویتِ ہلال کیلئے کوشش کا کہا جاتا ہے، وہ ۲۹ ویں تاریخ ان فلکیاتی تھیوری کے مفروض حساب پر مبنی ہوتی ہے جس کا ثبوتِ ہلال میں شرعاً نہ تو اثباتاً اور نہ ہی نفیاً اعتبار کیا گیا ہے، مثلاً برطانوی رصدگاہ گرین وِیچ کی اَلمناک ڈائری کے مطابق عرصہ پہلے سے فلکیاتی مفروضہ حساب کے نیومون اور اس کے مفروض امکانِ رویت قوانین کے تابع بنا کر باقاعدہ متعین ومفروضہ نیومون کے ہوجانے اور ساتھ ہی اس کے بعد کئی گھنٹے گذر جانے سے یہ ۲۹ ویں تاریخ مشروط کی ہوئی ہوتی ہے جس کا خلافِ حقیقت ہونا پیچھے ذکر کردہ ''غیر مسلم اور مسلم ماہرینِ فلکیات کی جدید تحقیق'' سے بھی سامنے آ چکا ہے تو پھر مراکش وساؤتھ افریقہ وغیرہ میں ثبوتِ ہلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے تابع ہونے کے بجائے فلکی اصول ہی کے تابع ہوا!

لہٰذا (اختلافِ مطالع کو معتبر ماننے کے باوجود) اِس فتوے کی رو سے بھی ان ممالک سے باہر دیگر جگہوں میں خصوصاً برطانیہ والوں کو مراکش کے ساتھ ساتھ ساؤتھ افریقہ وغیرہ پر عمل کرنا جائز نہ ہوگا،

رہی یہ بات کہ اب تک مفتیانِ کرام اختلافِ مطالع کو غیر معتبر مان کر دنیا بھر کی خصوصاً مراکش وساؤتھ افریقہ میں رویتِ ہلال کے اعلانات پر عمل کی اجازت کیوں دیتے چلے آئے ہیں؟ تدراصل یہ اس بناء پر تھا کہ نہ تو مفتی حضرات کو اور نہ ہی مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کو اِس سے پہلے معلوم ہوسکا تھا کہ مراکش

وساؤتھ افریقہ میں رمضان وعیدین کے ہلال کی رویت کے لئے ۲۹ ویں کی شام کا جو تعین ہوتا ہے وہ برطانوی رصدگاہ گرین وچ کے فلکی حساب کے مفروض نیومون برتھ اور اس کے مفروض حساب کے امکانِ رویت قواعد کے تابع بنا کر متعین ہوتا ہے۔

مذکورہ فتویٰ کے مدِ نظر مفتیانِ کرام سے ہماری گذارش ہے کہ ''شرعاً ثبوتِ ہلال'' کے خلاف صیہونی کرسچین حالیہ عالمی تحریک کے حوالہ سے اجتہاد کے نام پر نصوص کی تردیدی جو مہم چلی ہے اور بعض ہمارے بھائی آنکھیں بند کئے اس میں پھنسے جارہے ہیں ایسوں کی طرف سے نئے استفتاء کی کاپی کے سوالات کو غور سے پڑھا جائے تاکہ دارالافتاء سے یہ لوگ اپنی مرضی کا'' غیر دینی وغیر شرعی کام'' کا فتویٰ لینا چاہیں تو نہ لے سکیں! جیسے کہ ذکر کردہ استفتاء سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کس قسم کا جواب چاہتے ہیں اور جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے اور یہ وجہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے عمل کے جواز کے ثبوت میں غیر ذمہدارانہ طور پر داالافتاء کی تائید کا حوالہ بھی دیتے ہیں!

اس قسم کے لوگوں کا یہ شیوہ نیا نہیں مثلاً جب مفتی حضرات سے ان الفاظ میں سوال کیا جائے کہ'' ۲۹ ویں کو چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے اب یہاں مقامی طور پر ۲۹ ویں کی شام چاند دیکھا جائے تو کیا اس پر عمل کیا جائے؟ اور نہ دکھائی دینے کی صورت میں باہر کے ملک کی خبر پر خصوصاً مراکش وساؤتھ افریقہ کہ جہاں شریعت کے مطابق رویتِ ہلال کا فیصلہ کیا جاتا ہے عمل کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ سعودیہ کے فیصلے

شرعاً صحیح نہیں ہوتے !، تو اس قسم کے سوال کے متعلق مفتی فوری یہی کہے گا کہ ’’مقامی رویت ہوتو اس پر فیصلہ کریں اور اختلافِ مطالع کے غیر معتبر ہونے کی وجہ سے مقامی طور پر چاند نہ دِکھائی دینے پر چونکہ مراکش وساؤتھ افریقہ کے فیصلے شرع کے مطابق ۲۹ ویں کی شام شریعت کے مطابق رویتِ ہلال سے کرتے ہیں اس لئے اس پر عمل کیا جائے نہ کہ سعودیہ پر‘‘۔

چونکہ اس قسم کے خاص قطعی جواب کے حامل سوالات جب مفتی حضرات کے پاس جائیں گے تو وہ تو وہی جواب دے گا جو ایسی خاص تحریر کے پیرائے میں چھپے ہوں گے!

یہی وہ حربہ ہے جو دینی نصوص کے بجائے یہود ونصاریٰ کی نقل میں فلکیات کے مبلِّغ اسی قسم کے بنے بنائے سوالات مفتیوں سے کرکے اپنے من مانی جوابات وفتوے حاصل کرکے خود تو گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، یہ اپنے سوالات میں مفتی کو کبھی یہ نہیں پوچھتے کہ ’’کیا فلکیات کے مفروض قواعد کے مفروضہ نیومون کے مطابق رویت وثبوتِ ہلال جائز ہے؟ کیا فلکیات کے ان مفروض قواعد کے مدِ نظر شرعی گواہی کو رد کیا جاسکتا ہے؟ ساؤتھ افریقہ کی چاند کمیٹی والے اپنے انٹرنیٹ بلیٹِین میں ہر ماہ کے چاند کے لئے فلکیات کے اِسی مفروضہ نیومون کے قواعد کے حوالے سے چاند کی ۲۹ کب ہے اور کب چاند دیکھا جاسکے گا وغیرہ قواعد پر عمل کرتے ہیں تو کیا یہ شرعی طریقہ ہے؟ اور اس طریقہ پر عمل کی ہوئی رویت ’’شرعی کہلائے گی یا فلکی؟ وغیرہ ان باتوں کو نہ لکھ کر وہ مفتی کو بے خبر

رکھتے ہیں ساتھ ہی وہ یہ بھی نہیں لکھتے کہ ’’سعودیہ کے فیصلے کیوں صحیح نہیں ہیں ! کیا اس لئے صحیح نہیں کہ وہ نصوص وسنت پر عمل کر کے فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے مفروض امکانی رویتِ ہلال قواعد کو منہ نہ لگا کر اس سے غیر مشروط رویتِ ہلال سے ۲۹ ویں کی تعیین اور اس کی شام رویت وثبوتِ ہلال کا فیصلہ کرتے ہیں؟!!!

آخر مفتی حضرات کو سوال کے مخصوص انداز اور سائلین کی غیر اسلامی سوچ کا اندازہ نہ ہونے پر ان کے اپنے ہی فتوؤں ’’فلکیات کے حساب کا شرعاً خصوصاً ثبوتِ ہلال میں اِثباتاً ونفیاً کوئی اعتبار نہیں‘‘ (جنہیں قارئین آگے اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے) کے برخلاف ایسا جواب دیدیتے ہیں جو اوپر ذکر کیا گیا! سائلین کی طرف سے یہ حرکت نہ صرف مفتی حضرات کے ساتھ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ، پیغمبرِ اسلام ﷺ و دین متین اور عوام مسلمین کے ساتھ یقینی دھوکہ بازی تو ہے ہی ساتھ ہی خود اپنی ذات کے ساتھ بھی دھوکہ کرنا ہے۔

برطانوی آبزرویٹری کے ڈائریکٹر ڈاکٹر مَیک نالی اور نیومون تھیوری!

ہمارے ایک سوال کے جواب میں یونیورسیٹی آف لندن آبزرویٹری کے ڈائریکٹر ڈاکٹر میک نالی فرماتے ہیں کہ رؤیتِ ہلال کے لئے چاند کی عمر کا فارمولہ بہترین

’’تھیوری‘‘ نہیں ہے جیسے کہ پروفیسر الیاس کی یہ تحقیق ہے اور اس کا افضل ’’فارمولہ‘‘ سورج کے غروب کے بعد چاند کے غروب اوراس کے درمیانی وقفہ کے ساتھ عرض البلد(latitude)پرانحصار کا فارمولہ ہے،

جبکہ قرآنی ضرورت کسی چیز کا ’’ نظارہ‘‘ کرناہے نہ کہ اس کی’’ تھیوری‘‘(کےاندازی قوائدوحساب پرتکیہ کرنا!)‘‘۔۔**کنجنکشن کی گھڑی صرف’’ تھیوری‘‘(کے اندازی قواعد وحساب) پر منحصر ھے** البتہ تھیوری کی بنیاد تجربات ہیں۔اھ (یعنی چند تجربوں کے بعد ایک تھیوری ومفروضہ قاعدہ بنالیا جاتا ہے، جب بعد کے تجربات سے یہ قاعدہ وتھیوری مطابقت نہ رکھے تو پہلے والی تھیوری کو بدل کر اسے قائم مقام تھیوری بنالیا جاتا ہے ایسا بار بار ہوتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ کے لئے کوئی قطعی ومعیّن بات واصول منتج نہیں ہوا اسی لئے یہ بات یقینی حد تک مشہور ومعروف ہے کہ ’’تھیوریاں بدلتی رہتی ہیں‘‘ ی م)۔

(اگلے دوصفحات ملاحظہ فرمائیں)

UNIVERSITY OF LONDON OBSERVATORY
(DEPARTMENT OF PHYSICS AND ASTRONOMY, UNIVERSITY COLLEGE LONDON)

ULO ANNEXE AND
PLANETARY IMAGE CENTRE
33-35 DAWS LANE
LONDON NW7 4SD

Facsimile: (44)-(0)71-380 7145
Telex No. 28722 UCPHYS.G

MILL HILL PARK
LONDON NW7 2QS

Telephone: (44)-(0)81-959 0421

Mr Y A Miftahi
The Society of Muslim Scholars in UK
7 Troy Street
Blackburn
Lancs BB1 6NY

18 January 1994

Dear Mr Miftahi

Thank you for your letter of 13 January. My letter of July 1980 is now somewhat overtaken by events. A great deal more work has been done on the sighting of the Moon and a particularly good guide to that work is M. Ilyas' "Islamic Calendar, Times and Qibla". This is an excellent work on recent studies of the first sighting of the Moon. The book is published by Berita Publishing SDN.BHD. Kuala Lumpur, with ISBN No. 967-969-009-1. His work shows that the age of the Moon is probably not the best criteria to use and that the lag time

between moonset and sunset may be a better guide. He also notes that times of sighting are latitude dependent. Shaeffer has also come up with criteria of his own and there is some dispute between Ilyas and Shaeffer as to which is the preferable to use. Clearly, the subject is still very much to the fore.

The reference to conflict with the Koran simply refers to an interpretation of the Koran that everything must be established by observation and not by theory. Very clearly if theory were permitted, it would be a simple matter to relate the beginning of the month to the instant of conjunction between the Moon and the Sun. This instant of conjunction is only determinable by theory, albeit theory derived on observations of the Moon. This would be a simple, straightforward and tidy way to handle the problem. My letter merely referred to the fact that it appeared that this was not acceptable to very large sections of Islam.

However, I think that the book by Ilyas is perhaps one of the best treatments of the problem available today.

I hope this clarifies my position in this matter.

With all good wishes,

Yours sincerely

D. McNally

D McNally
Director

برطانوی رصد گاہ کا پچھلے صدسالہ
عالمی رویتِ ہلال کا رِکارڈ نقشہ !

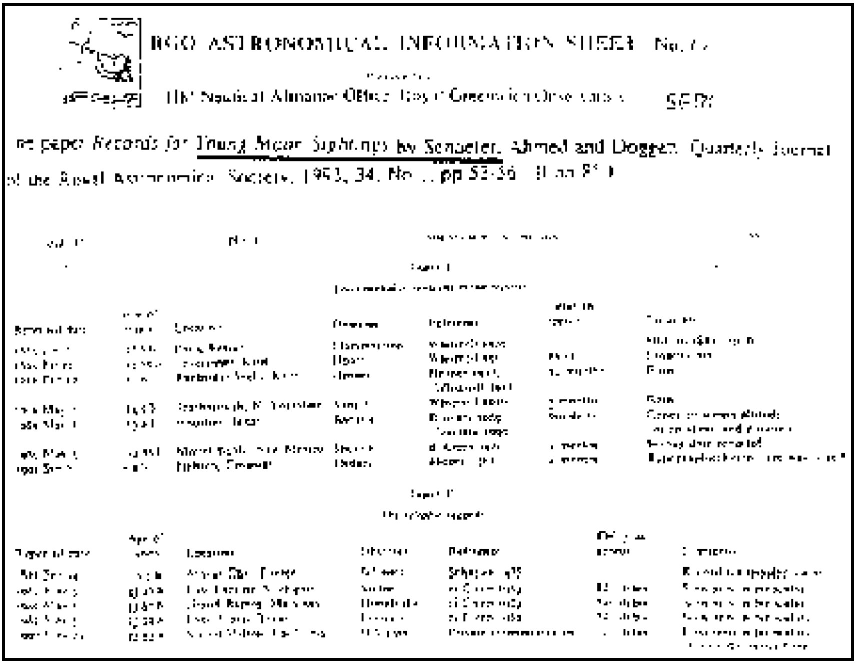

اس نقشہ سے بھی ثابت ہورہا ہے کہ نیا چاند نہ صرف اس کی مفروضہ کم عمر میں دیکھا جاسکتا ہے بلکہ خود نیومون سے بھی پہلے دکھائی دینے کا اس میں رکارڈ ہے!

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کی طرف سے برطانیہ وسعودیہ سمیت عالمی اسلامی عینی رویت تاریخ کا رِکارڈ!

یادرہے کہ ذیل کی عالمی فہرست میں سعودی عربیہ کی مجلسِ قضائے اعلی کے برسوں کے ثبوتِ ہلال کے اعلانات کی کوئی ایک بھی مثال شامل نہیں کی گئی ہے، اگر اُنہیں شامل کیا جائے تب تو اِس رکارڈ کے واقعات کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگا (!!) اس فہرست میں برطانیہ سمیت دیگر ممالک سے آکر جو حضرات سعودیہ میں عمرہ ،حج یا کام کے لئے مقیم تھے اور کسی مہینہ کا چاند دیکھا تو واقعات اس فہرست میں شامل ہیں

(!!!) اس رکارڈ میں فلکیاتی مفروضہ حساب وکتاب کے خلاف ''مفروضہ نیومون '' سے پہلے، عین نیومون کے وقت یااس سے فوراً یا گھنٹوں بعد چاند نظر آ گیاوہ تمام واقعات بھی شامل ہیں مثلاً:

(۱) شکاگوامریکہ میں رمضان ۱۴۰۳ھ کا چاند مورخہ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۳ **گھنٹہ** ۱۲ منٹ تھی۔

(۲) لندن، یوکے میں بھی یہ چاند دکھائی دیا۔ (۳) **مراکش** میں شوال سن ۱۴۰۶ھ کا چاند مورخہ ۷ جون ۱۹۸۶ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۵ **گھنٹہ** ۳۹ منٹ تھی۔

(۴) **مراکش** میں ذوالقعد ۱۴۰۶ھ کا چاند مورخہ ۷ جولائی ۱۹۸۶ء کی شام

دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۴ **گھنٹہ** کی تھی۔

(۵) **مصر** میں شعبان ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۸۷ء کی شام دِکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۳ **گھنٹہ** ۲۵ منٹ کی تھی۔

(۶) بولٹن، لنکا شائر یو کے میں رمضان ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۷ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر چھ گھنٹہ ۲ منٹ کی تھی۔

(۷) شکاگو، امریکہ میں بھی اسی تاریخ کی شام یہ چاند مفروضہ **نیو مون سے ۴۹ منٹ پہلے** دیکھا گیا۔

(۸) پاکستان میں رمضان ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۸۷ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر **بارہ گھنٹہ** ۲۰ منٹ کی تھی۔

(۹) بلند شہر انڈیا میں رمضان ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۸۷ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر **بارہ گھنٹہ** ۵۰ منٹ کی تھی

(ہندوستان میں اولاً دارالعلوم دیو بند کی طرف سے اسی شام پاکستانی ریڈیو کی مذکورہ نمبر شمار ۸ اوالی خبر پر رمضان ہونے اور تراویح پڑھنے کا اعلان کیا گیا، اس کے بعد پتہ چلا کہ بلند شہر میں بھی پانچ آدمیوں نے یہ چاند دیکھا ہے تو دارالعلوم سے مفتی حضرات وہاں تشریف لے گئے اور ان کی گواہیاں بھی لیں)۔

الف: ذیل میں اَیسے چاند دِکھائی دینے کی تفصیل ہے جو کسی ایک ہی تاریخ کی شام کو دنیا کے نقشہ کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کی مختلف جہتوں

کے ممالک امریکہ، پاکستان، برطانیہ، ہندوستان اور مصر وغیرہ میں بشمول سعودیہ دِکھائی دئے۔

(**یاد رہے کہ ب نمبرشمار 71 کے بعد ہے اورج نمبر شمار 84 کے بعد ہے جبکہ د،ھ، ص جیم سے متصل ہیں**)۔

(۱۰) میڈیسن، امریکہ میں شوال ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کی شام دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۰ **گھنٹہ** ۱۳ منٹ کی تھی۔

(۱۱) ۱۰ **گھنٹہ** کا مذکورہ چاند اسی شام وِسکونن، امریکہ میں بھی دکھائی دیا

(۱۲) پاکستان میں بھی یہ چاند مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کی شام مفروضہ **نیومون سے** ۵۷ **منٹ پہلے** دکھائی دیا۔

(۱۳) باٹلی، یارک شائر، یوکے میں بھی اسی تاریخ کی شام ۴ مردوں نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر 5 **گھنٹہ** 6 **منٹ** تھی۔

(۱۴) بلیکبرن لنکا شائر میں بھی 5 **گھنٹہ** 6 **منٹ** کا مذکورہ چاند اسی شام ایک ہی جگہ سے ۱۳ **حضرات** مع ۲ خواتین نے دیکھا۔

(۱۵) **ھــــنــــد** کی دو جگہوں میرٹھ اور دہلی، میں بھی مذکورہ شوال کا چاند اسی تاریخ پر ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کی شام کو مفروضہ **نیـومـون سے ایک گھنٹہ** ۳۲ **منٹ پہلے** دکھائی دیا۔

(۱۶) **مصر** میں بھی شوال ۱۴۰۷ھ کا چاند مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کی شام کو دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر **ایک گھنٹہ** ۳۸ منٹ کی تھی۔

(۱۷) پاکستان میں شوال ۱۴۰۸ھ کا چاند مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۸۸ء کی شام کو مفروضہ **نیومون سے ۵ گھنٹہ ۲ منٹ پہلے** دکھائی دیا۔

(۱۸) پریسٹن ،لنکا شائر، یو کے میں بھی مذکورہ شوال ۱۴۰۸ھ کا چاند اسی شام کو مفروضہ نیومون سے ۲ **گھنٹہ** ۵ منٹ پہلے دکھائی دیا۔(۱۹) پیشاور ، پاکستان میں شوال ۱۴۰۸ھ کا چاند مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۸۸ء کی شام کو دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۵ **گھنٹہ** ۵۶ منٹ کی تھی۔

(۲۰) **ہندوستان** کے صوبہ گجرات میں ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ کا چاند مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۸۸ء کی شام کو پالنپور شہر کے قریب کے ایک گاؤں ''مجادر'' میں نظر آیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۶ **گھنٹہ** ۸ منٹ کی تھی۔

(۲۱) **اسوان، مصر** کے ایک گاؤں میں شعبان ۱۴۰۹ھ کا چاند مورخہ ۷ مارچ ۱۹۸۹ء کی شام کو مفروضہ **نیومون سے ۲ گھنٹہ ۲۵ منٹ پہلے** ۳ حضرات بشمول امام مسجد نے دیکھا اور **شیخ الازہر جاد الحق علی جاد الحق**ؒ نے فلکیاتی حساب کو شرعاً غیر معتبر قرار دیکر اِس گواہی کو منظور کیا اور دوسرے روز وہاں عید کا اعلان کیا گیا۔

(۲۲) **مراکش** میں رمضان ۱۴۰۹ھ کا چاند مورخہ ۶ اپریل ۱۹۸۹ء کی شام کو دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۵ **گھنٹہ** ۲۲ منٹ کی تھی اور وزارۃ الاوقاف نے اسکی گواہی پر رمضان شروع ہونے کا اعلان کیا۔

(۲۳) **مصر** میں بھی رمضان ۱۴۰۹ھ کا چاند مورخہ ۶ اپریل کی شام کو دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر وہاں ۱۲ **گھنٹہ** ۴۴ منٹ۔

(۲۴) **مدینہ منورہ** میں ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ کا چاند مورخہ ۳ جولائی ۱۹۸۹ء کی شام کو مسجد نبوی ﷺ کی شمال مغربی جانب بابِ عمر فاروقؓ سے متصل صحن سے برطانیہ سے وارد عازمینِ حج کے چار معروف حضرات بشمول بندہ یعقوب احمد

مفتاحی نے سیکڑوں نمازیوں کے ساتھ دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۱ گھنٹہ ۱۵ منٹ کی تھی اور اسی رویت کے مطابق دو دن بعد حج کا اعلان بھی ہوا (نوٹ: یاد رہے کہ اب یہ جگہ مسجد کی تعمیر کی زیادتی میں اندر چلی گئی ہے)۔

(۲۵) پاکستان میں رمضان ۱۴۱۰ھ کا چاند مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء کی شام دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۷ **گھنٹہ** ۴۲ منٹ کی تھی (۲۶) **مراکش** میں شوال ۱۴۱۰ھ کا چاند مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء کی شام کو دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر **ایک گھنٹہ** ۱۲ منٹ کی تھی۔

(۲۷) پاکستان میں بھی مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو دکھائی دیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر وہاں ۹ **گھنٹہ** ۲۵ منٹ کی تھی۔

(۲۸) ترکی میں شوال ۱۴۱۱ھ کا چاند ۱۵ اپریل ۱۹۹۲ء کی شام نیومون کے حساب کے امکان رویئت قانون کے خلاف دیکھا۔

(۲۹) الجزائر میں ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ یکم جون ۱۹۹۲ء کی شام امکانِ رویئت کے برخلاف دیکھا دیکھا گیا۔

(۳۰) برونائی میں بھی ذی الحجہ ۱۴۱۲ء کا چاند مورخہ یکم جون کی شام دیکھا گیا (۳۱) ترکی میں بھی ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ یکم جون کی شام دیکھا گیا

(۳۲) پاکستان میں رمضان ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۲ء کی شام کو مفروضہ **نیومون سے ۱۰ منٹ پہلے** دکھائی دیا (۳۳) پاکستان میں شوال ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ ۲ اپریل ۱۹۹۲ء کی شام کو مفروضہ **نیومونسے** ۱۵ **گھنٹہ** ۲۶ **منٹ پہلے** دکھائی دیا۔

(۳۴) امریکہ کی تین الگ الگ جگہوں کے لوگوں نے شوال ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ ۳ اپریل ۱۹۹۲ء کی شام کو دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۹ گھنٹہ ۴۱ منٹ کی تھی بحوالہ ہوسٹن۔

(۳۵) بلیکبرن، لنکاشائر یو کے کے ۴ حضرات بشمول حافظِ قرآن نے ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ ۲ مئی ۱۹۹۲ء کی شام کو دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۲ **گھنٹہ** کی تھی۔

(۳۶) **مدینه منوره** میں ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کا چاند مورخہ یکم جون ۱۹۹۲ء کی شام کو مغرب کی نماز کے بعد جنۃ البقیع سے تین معروف حضرات بشمول برطانیہ سے وارد ایک عازمِ حج اور ریاض میں مقیم دو ہندی مسلمانوں نے کئی اور حاجیوں کے ساتھ دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۲ **گھنٹہ** کی تھی۔

(۳۷) مذکورہ یکم جون ۱۹۹۲ء کی شام کو برطانیہ میں بھی مغرب نماز کے بعد ایک صاحب نے توحید الاسلام مسجد کے کمپاؤنڈ سے ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کا چاند مفروضہ ۱۲ گھنٹہ کا بہت ہی باریک دیکھا اور نظریں ہٹا ہٹا کر دیکھا، دوسرے حضرات بھی دیکھ رہے تھے مگر کوشش کے باوجود انہیں نہ دکھائی دیا۔

(۳۸) **جدّہ، سعودی عربیہ** میں محرم الحرام ۱۴۱۳ھ کا چاند مسجد عزیزیہ کے باہر سے **ہندوستان سے وارد** وجدہ میں مقیم ۲ حضرات بشمول ایک عازمِ حج ومشہور ہندی عالم ومہتمم مدرسہ، کل تین حضرات نے اس مسجد سے مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۲ء کی شام کو دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر صرف ۳ **گھنٹہ** کی تھی۔

(۳۹) بلیکبرن، لنکاشائر یوکے میں رمضان ۱۴۱۳ھ کا چاند مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۹۳ء کی شام کو تین حضرات بشمول مشہور عالمِ دین نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۴ **گھنٹہ** کی تھی

(۴۰) **جرمنی** میں بھی ۴ گھنٹہ کا مذکورہ رمضان چاند اسی شام کو ایک شخص نے دیکھا (۴۱) بولٹن، لنکاشائر، یوکے میں شوال ۱۴۱۳ھ کا چاند مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۳ء کی شام کو دو حضرات نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۲ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کی تھی۔

(۴۲) بلیکبرن لنکاشائر، یوکے میں ۱۲ **گھنٹہ** چالیس منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو ۲ حضرات بشمول ایک عالمِ دین امام نے بھی دیکھا۔

(۴۳) **مراکش** میں بھی ۱۲ **گھنٹہ** چالیس منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو دکھائی دیا اور وزارۃ الاوقاف مراکش نے صبح کو عید ہونے کا اعلان کیا۔

(۴۴) ابوظبی میں بھی مذکورہ شوال ۱۴۱۳ھ کا مفروضہ بارہ گھنٹے کا چاند ۲۲ مارچ ۱۹۹۳ء کی شام دیکھا گیا۔

(۴۵) برمنگھم، یوکے میں شوال ۱۴۱۳ھ کا چاند مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء کی شام کو پانچ حضرات بشمول ایک عالم دین امام اور ایک عورت نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۱ **گھنٹہ** ۱۶ منٹ کی تھی۔

(۴۶) پریسٹن، لنکا شائر، یوکے میں بھی ۱۱ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو ۴ حضرات بشمول ایک حافظِ قرآن نے دیکھا۔

(۴۷) رادھرم، یارک شائر میں بھی ۱۱ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو تین حضرات بشمول ۲ ائمہ نے دیکھا۔

(۴۸) بولٹن، لنکا شائر، یوکے میں ۱۱ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو ایک صاحب نے بھی دیکھا۔

(۴۹) کوسلو و۔ برک میں ۱۱ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو ۳ حضرات نے بھی دیکھا۔

(۵۰) بریڈفورڈ، یارک شائر، یوکے میں ۱۱ **گھنٹہ** ۴۰ منٹ کا مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کی شام کو ۶ حضرات نے بھی دیکھا۔

(۵۱) برمنگھم، مڈلینڈ، یوکے میں ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ کا چاند مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۹۳ء کی شام کو تین حضرات نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۶ **گھنٹہ** ۹ منٹ کا تھا۔ (مشاہدین کی طرف سے اپنے مشاہدہ کی ''ہاتھ اِسکیچ'' ص ۱۰۷ پر دیکھو)۔

(۵۲) برمنگھم، یوکے میں رمضان ۱۴۱۴ھ کا چاند مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۹۴ء کا چاند ایک شخص (ٹیکسی ڈرائیور) نے دیکھا جبکہ چاند کی عمر ۲ **گھنٹے** ۳۰ منٹ کی تھی۔

(۵۳) لوٹن، یوکے میں شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۹۵ء کا چاند ۵ حضرات نے بعد مغرب دیکھا جبکہ چاند کی مفروضہ عمر ۶ **گھنٹے** کی تھی۔

(۵۴) ڈیوز بری یارک شائر یوکے میں شوال ۱۴۱۹ھ کا چاند مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء چہارشنبہ کی شام کو عین مفروضہ **نیوموں کے وقت** ہی

۶ حضرات بشمول چار عوتوں نے دیکھا۔
(۵۵) ہولکمب ہوَل ، رامس باٹم ، لنکاشائر ، یوکے میں ذوالحجّہ ۱۴۱۹ھ کا چاند مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۹ء چہارشنبہ کی شام بعد مغرب ہولکمب ہوَل ٹاور سے دارالعلوم بری کے ۸ علماءِ کرام نے مفروضہ **نیومون سے ۱۹ منٹ پہلے** دیکھا۔
(۵۶) **مراکش** میں بھی مذکورہ چاند اسی شام کو **نیومون سے ۱۹ منٹ پہلے** دیکھا گیا اور وزارۃ الاوقاف مراکش نے رمضان ہونے کا اعلان کیا۔
(۵۷) عدن ، یمن میں شوال ۱۴۲۴ھ کا چاند مورخہ ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء شنبہ کی شام کو دکھائی دیا (۵۸) لیسبن ، پورٹوگز میں بھی مذکورہ شوال چاند اسی تاریخ کو دو حضرات نے دیکھا۔
(۵۹) **مانچیسٹر** یوکے میں رمضان ۱۴۲۵ھ کا چاند مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء جمعرات کی شام ۸ حضرات نے دیکھا جبکہ اس کی مفروضہ عمر ۱۴ **گھنٹوں** کی تھی (یاد رہے کہ ان شہادتوں پر مانچیسٹر میں اور اہل سنت والجماعت بریلوی گروپ کی یوکے کی اکثر مساجد میں رمضان شروع کرتے ہوئے تراویح پڑھی گئی ، البتہ بعض بریلی حضرات نے ان گواہیوں کو ''فلکیات کی بنیاد'' پر رد کرتے ہوئے اس سے اختلاف کیا (حالانکہ حضرت مولانا احمد رضاخان صاحب نے اپنے '' فتاویٰ رضویہ ''میں رویت وثبوتِ ہلال میں فلکیات کے حساب کتاب کے عمل دخل کا ''حدیثِ امی' کی بنیاد پر سختی سے انکار کرتے ہوئے اس پر اثباتا ، نفیا واستعانۃً عمل کرنے کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے ۔ تفصیل کے لئے دیکھو اس کتاب کی فہرست کے نمبر ۳۴ کا عنوان اور فتاوی رضویہ میں نماز اوقات وثبوتِ ہلال پر ہماری مستقل کتاب '' ضمیمہ برائے برطانیہ میں نمازِ عشاء کا صحیح وقت''۔

بہر حال رمضان بھر اردو اخبارات خاص کر ایک معروف اخبار کے ذمہ دار کی طرف سے اس اختلاف کو خوب ہوادی گئی اور اہل سنت کے ایک ہی گروہ

کے افراد کو آپس میں اولجھا دیا جیسے کہ پہلے سے وہ اپنی پسند کے فارمولہ کی تائید میں اس قسم کا رویہ اپنا کراپنے اخبار کو استعمال کرتے رہے تھے اور اس کے بعد بھی ان کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہر رمضان وعیدین کے مواقع پر برطانیہ کے مسلمانوں میں سخت کشیدگی کی فضا پیدا کی جاتی رہی ہے۔نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت والجماعت کے دیوبندی گروہ کی طرف سے بھی ۱۴/۱اکتوبر کی شام بعد مغرب رمضان ہونے کا اعلان ہو چکا تھا۔

(۶۰) **مراکش** میں شوال ۱۴۲۵ھ کا چاند مورخہ ۱۲ نومبر ۲۰۰۴ء جمعہ کی شام کو دیکھا گیا جبکہ اس کی مفروضہ عمر صرف **ڈیڑھ گھنٹہ** کی تھی، اور اسی کے مطابق مقامی لوگوں نے دوسرے روز عید کی نماز پڑھی اگرچہ وزارۃ الاوقاف مراکش نے اس گواہی کو خاطر میں نہ لیا اور اس دن تیسواں روزہ پورا کیا! (۶۱) پورٹو گیز دارالحکومت میں میں بھی مذکورہ شوال چاند دو حضرات نے مفروض ڈیڑھ گھنٹہ کا چاند اسی تاریخ کی شام دیکھا۔

(ب) ایک ہی تاریخ کو مندجہ ذیل جگہوں پر رمضان ۱۴۲۷ھ کا چاند مورخہ ۲۲ ستمبر ۲۰۰۶ء کی شام بشمول سعودیہ دیکھا گیا جبکہ اس کی **مفروضہ عمر ساڑے تین گھنٹہ** تھی مثلا!:

(۶۲) برمنگھم یو کے میں ۴ حضرات بشمول دو عورتوں نے (۶۳) سرحد پاکستان میں ۷ افراد نے (۶۴) **عراق** میں سنیوں کے ۶ افراد نے (۶۵) ڈایٹون امریکہ میں ۴ افراد نے (۶۶) ہوسٹن، امریکہ میں ایک شخص نے اسے دیکھا اور ان کی گواہیوں کو مقامی طور پر قبول کیا گیا۔

(ج) ذیل کی ۲ جگہوں پر ایک ہی تاریخ کو رمضان ۱۴۲۷ھ کا چاند مورخہ ۲۱ کتوبر ۲۰۰۶ء کی شام کو مفروضہ نیومون سے چوبیس گھنٹے پہلے (۶۷) نائیجیریا (۶۸) سینی گال میں دیکھا گیا۔

(د) درجِ ذیل ممالک میں ایک ہی دن، ۲۹ رمضان ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۲۱ کتوبر ۲۰۰۶ء کی شام کو عید الفطر کا چاند دیکھا گیا مثلا

:(٦٩)**نائجیریا**(٧٠)**سینی گال** (٧١)ہیلی فیکس،نووا اسکوٹیاہ(٧٢)**کینیڈا**میں ٹورنٹو(٧٣)کیلیفورنیاامریکہ (٧٤)پھو ئینیکس،اریزونہ امریکہ(٧٥)لوس اینجلِس میں(٧٦)سرحدپاکستان میں اور میں اور(یادرہے کہ **سعودیہ** میں صرف ایک شخص نے یہ چاند دیکھا اس لئے وہاں عید کا اعلان نہ کیا گیا)

(۵) درج ذیل جگھوں پر ایک ہی دن 23 اکتوبر سن 2006ء کی شام چاند دیکھا گیا مثلاً **ہندوستان** کے صوبہ گجرات کی ٦ جگہوں میں سے ایک(٧٧)ڈابھیل میں٢علماء نے(٧٨)وَلساڈ میں ٣حضرات نے(٧٩)ضلع بھڑوچ،کی تحصیل جمبوسر کے گاؤں خانپور میں ٣حضرات بشمول٢علماء نے(٨٠)ضلع بھڑوچ کے گاؤں کرماڈ میں(٨١)ضلع بھڑوچ ہی کے گاؤں آچھود میں (٨٢) گودھرا کے ۴حضرات نے(٨٣)اور اِسی شام؛**پاکستان** کے صوبہ سرحد میں کئی جگہوں پر کل ٣٨ حضرات نے یہ چاند دیکھا(جس کی تفصیل جمعیۃ علمائے اسلام کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے پاک چاند کمیٹی کو پیش کی) (٨٤)**آسٹریلیا** کے شہر **سِڈنی** میں(٨٥)، **یمن** کے شہر **عدن** میں(٨٧)**باربا ڈوز** میں(٨٨)، **امریکہ** کے باٹون رگ (٨٩)لوزِینیہ اور(٩٠)اوکالوَس آئی لینڈ میں بھی یہ چاند دکھائی دیا۔نوٹ:(١) باقی کا ریکارڈ بھی انشاءاللہ قارئین کے سامنے رکھا جائے گا۔

سائوتھ افریقہ سے سوال کے جواب میں شیخ الاسلام مدظلہ کی حرمین شریفین وسعودیہ میں نبوی موقف پرمبنی ثبوتِ ہلال کی تصدیق!

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حجاز مقدس کے ثبوت ہلال کے فیصلوں کے بارے میں اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ وہ رویت پر ہی عمل کرتے ہیں جدید تحقیق (یعنی فلکیاتی مفروضہ نیوموں کی پیدائش کے مفروضہ حسابات) پر عمل نہیں کرتے ہیں:۔

(قارئین ِاس سوال کی عبارت میں" نصِ قطعی کوچھوڑنے اور اسکی تاویل "پر بھی غور فرمائیں کہ فلکیاتی سوچ کے حاملین کس طرح دینی احکام کوبدل نے پرمُصر ھیں!)

فتویٰ(5) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس ملک "جنوبی افریقہ" میں رویت ہلال کے متعلق بہت سے **جدید تعلیم یافتہ حضرات کا اصرار ھے کہ چاند کی پیدائش کے متعلق سائنس جدید نے جونئی دریافت اور تحقیق کی ھے اسی پر عمل کرتے ھوئے رمضان وعید وغیرہ کرتے رھنا چاھیئے ۔اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرویتکم وافطروالرویتکم پر اس وقت تک عمل ضروری**

تھا جب تک اس کی تحقیقِ جدید کا انکشاف نہیں ہوا تھا مگر اب مذکورہ حدیث پر عمل متروک ہونا چاہیئے اور چاند کی پیدائش کی پیروی کرنی چاہیئے جو تحقیق کبھی **غلط نہیں ہوسکتی** ہے، کیا ان حضرات کی دلیل قابل تسلیم ہے؟۔

نمبر ۲: اِن حضرات کا دعویٰ ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک خصوصاً حجازِ مقدس میں ''چاند کی پیدائش'' ہی پر عمل کیا جاتا ہے اور چاند کی پرواہ نہیں جاتی ہے **کیا یہ دعویٰ صحیح ھے؟**

الجواب: یہ کوئی نئی تحقیق اور نیا نظریہ نہیں ہے، سائنس قدیم میں بھی اس کی تحقیق ہو چکی ہے لیکن ''احکام کی بنیاد پیدائشِ ہلال پر نہیں رکھی گئی بلکہ رویتِ ہلال پر رکھی گئی ہے روزے حج زکوٰہ وغیرہ جملہ مسائل اِسی رویت پر مبنی ہے پیدائش ہلال پر نہیں (درمختار ج۲ص ۳۸۷)۔۲، **میرے علم میں یہ ھے کہ مصر ''حجاز'' وغیرہ میں رویت ھلال پر عمل ھوتا ھے** ۔ پیدائش ہلال پر عمل نہیں ورنہ شہادت کا سلسلہ جاری نہ رہتا ۔جدید تحقیقات پر بنا نہیں ہے (فتاوی الشیخ الاسلام) اھ۔

نوٹ: تعجب وافسوس کی بات ہے کہ شیخ الاسلامؒ جو برسوں تک حرمین کی سرزمین پر نہ صرف رہے بلکہ حرمِ مکہ میں درس بھی دیا آپؒ کی تصدیق کے باوجود آج بھی ساؤتھ افریقہ والے خودتو فلکیات کے نیوموں پر عمل کررہے ہیں مگر اسکا الزام

سعودی عربیہ پر تھونپ کر اپنے غلط و خلافِ شرع کردار پر پردہ ڈال کر خود کو دیوبندی اور سنت کے پیرو کہلانے کے باوجود نصوص اور دیوبندی اسلاف کی رائے وفتاویٰ کے خلاف فلکیاتی سوچ پر عمل کر رہے ہیں!

حرمین شریفین کی سرزمین پر رہنے والے ہندوپاک کے علماء کی طرف سے سعودیہ میں ثبوت ہلال کی تصدیقات!

(۱) ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی حفظہ اللہ

آپ رقم طراز ہیں کہ: راقم سطور نے اسی رمضان مبارک میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہٗ کی ’’آپ بیتی‘‘ کی تلخیص کا کام کیا۔ جیسا کہ معلوم ہے حضرت کا قیام زندگی کے آخری دس سالوں میں حجاز مقدس میں زیادہ تر مدینہ منورہ میں رہا۔ آپ بیتی میں کئی جگہ رمضان یا عید یا حج کے چاند کے بارے میں حضرت شیخ کے بیانات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تاریخ کا فیصلہ اور اعلان کسی حساب کی بنیاد پر نہیں بلکہ رویئت ہلال کی شہادت ہی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

رمضان مبارک ۸۹ھ کی نصف اول میں حضرت شیخ کا قیام مکہ مکرمہ رہا اور نصف آخر میں مدینہ منورہ آخری عشرہ کا اعتکاف بھی مسجد نبوی میں فرمایا...... آپ بیتی نمبر۴ میں حضرت نے لکھوایا ہے۔ ۲۰ رمضان کی شام سے اعتکاف کیا

......۲۹ کا چاند ہوا۔ عشاء کی نماز کے بعد قاضی صاحب نے بھرائی ہوئی آواز میں اعلان کیا کہ شہادت شرعیہ سے رویت ثابت ہوگئی اور رمضان ختم ہوگیا۔ (آپ بیتی نمبر۴، صفحہ۲۹۴) آپ بیتی نمبر۷ میں ۱۳۹۳ھ کے مدینہ منورہ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخؒ نے فرمایا ہے۔ شروع رمضان میں چونکہ رویت کا ثبوت دیر میں ہوا تھا اس لیے پہلی شب میں قرآن شریف شروع نہیں ہوا تھا دوسری تاریخ سے شروع ہوا تھا۔ (آپ بیتی نمبر۷، صفحہ۳۱) اسی آپ بیتی نمبر۷ میں ۱۳۹۷ھ کے حج کا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ذی الحجہ کو ٹیلی ویژن وغیرہ پر اعلان ہوا کہ تاریخ بدل گئی اور اب حج بجائے ۲۰ نومبر کے ۱۹ نومبر کو ہوگا۔ (آپ بیتی نمبر۷، صفحہ۲۳۵) ظاہر ہے کہ **تاریخ کی اس تبدیلی کی وجہ یہی ہے کہ بعد میں ایک دن پہلے رویت کی شہادت فراہم ہوگئی**، اگر کمپیوٹر یا کسی بھی حساب سے رویت کا فیصلہ کیا جاتا تو تاریخ کی تبدیلی کا اور اسی طرح دیر سے ثبوت فراہم ہونے کا کوئی امکان ہی نہ ہوتا۔ حضرتؒ شیخؒ کی آپ بیتی میں ان کے علاوہ بھی اسی طرح کی متعدد مثالیں ہیں۔ بہر حال ان چیزوں کے سامنے آجانے کے بعد اس میں شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ سعودی عرب میں واقعی قمری ''تاریخ کا فیصلہ اور اعلانِ رویت ہلال کی شہادت ہی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جو صحیح شرعی طریقہ ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل (اختصار مضمون از ماہنامہ الفرقان لکھنو۔ روزنامہ المدینہ، جدہ، رمضان

۱۴۰۳ھ جون ۱۹۸۳ء)۔

(۲) مولانا عبد اللہ عباس ندوی کا ایک مکتوب بنام مولوی ثمیر الدین!

(یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ موصوف نے نصوص کے مقابلہ میں فلکیات کا جھنڈہ بلند کرنے کو اپنا ایمان اور دنیا وآخرت کی بھلائی بنالیا ہے، انہوں نے بلیکبرن، لنکا شائر کی ایک مسجد میں ملاقات کے وقت دوسرے کاغذات کے ساتھ ساتھ مجھے جانے انجانے میں ذیل کا یہ خط بھی دیا!)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدکتور عبد اللہ عباس الندوی Dr. Abdullah Abbas Alnadvi

۹۲.۷.۲۸

حضرت ثمیر الدین زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ گرامی نامہ مورخہ ۲۶-۶-۹۲ مجھے ایک ماہ بعد کے بعد ۲۷-۷-۹۲ کو لکھنؤ میں ملا۔

آپ نے متشدد وتلخ لہجے میں مجھ گناہگار پر عتاب فرمایا ہے کہ ۱۹۸۶ء میں الفرقان میں جو تو نے مضمون لکھا تھا اس پر اہلِ تحقیق انگشت بدنداں ہیں۔اور تیرے مضمون کی وجہ سے بعض مفتی حضرات کو غلط فہمی ہوگئی اور انہوں نے سعودیہ کی رویئت پر اعتماد کرنے کا فتوی دیا اور اس طرح جو لوگ یوم الشک میں روزے رکھیں گے اور رمضان وعید کرینگے اس کا عذاب تیرے سر ہوا۔

آپ کی سخت کلامی پر صبر کر کے ادب واحترام سے جواب دیتا ہوں کہ میں نے وہی بات لکھی تھی جسکا بار ہا تجربہ ہو چکا تھا اور میرے علاوہ جو بھی اس دیار میں رہتا ہے بتائے گا کہ وہاں یہی اعلان ہوتا ہے کہ شرعی شہادتوں کی بناء پر یہ ثابت ہوا کہ فلاں دن سے ماہِ صیام کی ابتداء ہے یا انتہاء ہے اور وہاں گواہی دو ایسے آدمیوں کی لی جاتی ہے جو شرعاً ثقہ ہوں اور قاضی ان کو جانتا ہو۔ اگر قاضی انکو براہِ راست نہیں جانتا تو ان کے ثقہ ہونے کی گواہی دو آدمیوں کو دینی پڑتی ہے جن کو مزکی کہا جاتا ہے، اس واقعہ کیا ظہار میں بتائیں کونسی بات ہے جس سے میں رجوع کروں؟ میں نے اگر کسی بات کا دعویٰ اپنی طرف سے کیا تھا، کوئی شرعی حکم بیان کیا تھا تو بے شک آپ مجھ سے مطالبہ کر سکتے تھے یا خلافِ واقعہ بات لکھی ہوتی۔

اب رہا یہ دعویٰ کہ سعودی عرب میں کمپیوٹر سے اقترانِ شمش وقمر دیکھ کر فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو یہ بالکل غلط! کیونکہ ۱۹۸۶ء سے اس سال پہلے تک کا جو نقشہ پیش کیا گیا تھا اس وقت وہاں کمپیوٹر آیا بھی نہ تھا۔ جناب کا اعتراض سعودی حکومت پر ہوسکتا ہے لہٰذا ان کو براہِ راست یا بذریعہ دارالافتاء ریاض کو لکھئے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز الرئیس العام کو براہِ راست آپ تحریر فرما سکتے ہیں اور ان سے جواب طلب کر سکتے ہیں۔

ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے آپکو اِس کا پورا حق ہے یا پھر ان مفتیانِ کرام سے باز پرس کیجئے جنہوں نے میرے مضمون اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کی تصدیق بحوالہ سوانح حضرت شیخ الحدیثؒ پر فتوی دیا ہے اور اگر بزرگان دین اور مفتیانِ شرعِ متین سے رجوع میں کوئی امر مانع ہے اور ایک حقیر فقیر ہی کو آپ موردالزام قرار دیتے ہیں تو مطلع فرمائیں کہ کس بات سے رجوع کروں؟

کیا یہ کہوں کہ سعودی عرب میں کوئی محکمۂ شرعیہ نہیں ہے اور چاند کا فیصلہ

بغیر شرعی گواہوں کے ہوتا ہے؟ یہ تو واقعہ ہے **اگر آپ جیسے ہزار آدمی بھی انکار کریں توھزار مرتبہ تردید کریں گے**

محترما! میں نے یہ نہیں لکھا تھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے ! میں نے یہ لکھا تھا کہ فقہی اور شرعی اصول سے جو اہتمام کرنا چاہیئے وہ کیا جاتا ہے اور واقعہ ہے، اب اسکو غلط سمجھنے سے تو اس کو وہاں کے ذمہ داروں سے معلوم کیجئے ،اور اس پر متعدد رسالوں میں شیخ بن باز کے مضامین شائع ہو چکے ہیں اس کو طلب کیجئے ۔اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو ہدایت دے ۔ والسلام (دستخط) عبد اللہ عباس ندوی

(۳) (ڈاکٹر عبد اللّٰہ عباس ندوی کا خط مولوی یعقوب احمد مفتاحی کے نام)

الدکتور عبد اللہ عباس الندوی

Dr. Abdullah Abbas Alnadvi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکۃ المکرمہ

۲ شعبان ۱۴۱۳ھ

مکرمی ومحترمی جناب مولانا یعقوب احمد مفتاحی ناظم حزب العلماء یوکے زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مرسلہ ۶ رجب ۱۴۱۳ھ مجھے یکم شعبان ۱۹۹۳ء کو موصول ہوا۔

مجھے الحمد للہ پہلے بھی یقین تھا کہ سعودی عربیہ کی مجلس القضاء الاعلی کا فیصلہ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق مکمل احتیاط کے ساتھ صادر ہوتا ہے۔اور آپ کے فراہم کردہ فتاوی اور شہادتوں کو دیکھ کر مزید انشراحِ صدر ہوا۔اس کے خلاف جو لوگ مسلمانوں کو غلط تاثر دینے کی کوشش کررہے ہیں وہ نادانستہ (میں نادانستہ ہی کہوں گا، نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) **علمائے حق، مفتیان ،قضاۃِ شرع کو گمراہ ،جاھل اور مسلمانوں کے صوم وحج ضائع کرنے والے ثابت کررھے ھیں ۔ان کے نزدیک شھادت ورویت جو احادیث نبویہ سے ثابت ھے وہ کوئی اھمیت کی چیز نھیں ھے۔اھمیت کے لائق برطانیہ کی رصدگاہ ھے۔**

اپنی نوعمری میں سنا تھا کہ علامہ مشرقی (عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار) نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ برصغیر کی مساجد کا رخ کعبہ کی طرف نہیں ہے۔اور علماء جو کہ جغرافیہ سے نابلد ہیں اسلئے غلط قبلہ بنائے ہوئے ہیں، **برطانیہ میں جو فتنہ اٹھایا گیا ھے وہ اسی طرح کا معلوم ھوتا ھے۔**

لاکھوں مسلمانوں کے صوم وحج کو مشکوک بتانا اور اس کے خلاف کسی شہادت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کو اپنی ضد و "انا" کا مسئلہ بنالینا بڑی جسارت کی بات ہے ۔اللہ سب کو ہدایت دے۔

آپ کے مرسلہ لیٹریچر میں مولانا محمد موسیٰ صاحب مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور کا مضمون مجھے بہت کارآمد نظر آیا اور اس سے میرے علم میں اضافہ ہوا۔جزاکم اللہ وایاہ خیرا۔والسلام (دستخط) عبداللہ عباس ندوی

(۴) (مجازِ شیخ الحدیثؒ وامیر انٹرنیشنل ختمِ نبوت مومینٹ)

حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی حفظہ اللہ اور شیخ الحدیث کے نام سے غلط پروپیگنڈہ کا رَد !!!

(آپ حزب العلماء یوکے کی سوالیہ تحریر کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:)

مکرم ومحترم یعقوب احمد مفتاحی سیکریٹری مرکزی رویت ہلال کمیٹی برطانیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وبعد آپ کا گرامی نامہ بوسالت حضرت مولانا موسیٰ کرماڈی مدظلہ العالی ملا جواباً عرض ہے کہ: (۱) سعودی عربیہ میں رویتِ ہلال کا شرعی نظام، رویتِ ہلال پر مبنی ہے فلکیات کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ بعض لوگ جو مغالطہ میں ہیں غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ سعودی عرب واحد حکومت دنیا میں ایسی ہے جس کا تمام کاروبارِ حکومت ہجری اسلامی تاریخ کے مطابق چلتا ہے اور اس کے لئے انہیں ایک سالانہ جنتری بنانا پڑتی ہے تاکہ آئندہ کی تاریخیں طے کرنے کے لئے (پوپ گیری گورین، شمشی کیلنڈر کے بجائے۔ی م) اُسی پر اعتماد ہو اور چونکہ رویتِ ہلال پر مبنی مہینے تو بدلتے رہتے ہیں کبھی مہینہ تیس دن کا اور کبھی انتیس دن کا ''جو پہلے سے متعیّن نہیں ہوسکتا ہے''۔

نظامِ حکومت چلانے کیلئے ام القری کے نام سے جنتری بنائی گئی ہے جو تمام سرکاری دفاتر میں، سفارت خانوں میں، مقامی اخبارات ورسائل میں سب جگہ اسی جنتری کی تاریخ کی پابندی کی جاتی ہے تاکہ نظام حکومت صحیح طور پر (اُم القری کی ایک ہی اسلامی تاریخ کے مطابق) چل سکے اور دن وتاریخ میں خلط ملط نہ ہو۔

مگر رمضان المبارک اور عید الفطر، حج اور عید الاضحیٰ المبارک کی تاریخیں

حتمی طور پر (عینی) رویتِ ہلال کے شرعی اسلامی طریقہ کے مطابق ہی ہوتے ہیں، جس کی عملی شکل یہ ہوتی ہے کہ سعودیہ کے مختلف شہروں میں جو حاکمِ شرعیہ ہیں انہیں رئیس المحکمہ یا ان کا نمائندہ جو کہ متشرع عالم ہوتے ہیں وہاں امکانِ رویت کے دنوں میں (۲۹ ویں قمری کی شام کو) لازمی طور پر محکمۂ شرعیہ میں موجود رہتے ہیں۔ جو لوگ ہلال دیکھتے ہیں وہ اقرب ترین محکمۂ شرعیہ میں پہونچ کر اس ہلال کو دیکھنے کی گواہی دیتے ہیں، وہاں موجود قاضی صاحب جو کہ عالم ہوتے ہیں ان کی گواہی شرعی طریقہ کے مطابق درج فرما کر اپنے مرکز سے رجوع کر کے ان کو اطلاع دیتے ہیں، پھر بڑا المحکمۂ شرعیہ (مجلس قضائے اعلی۔ سپریم کورٹ) کاروائی پوری کر کے محکموں، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، خبروں کی ایجنسیوں، وغیرہ میں اپنا شرعی فیصلہ بھیجوا دیتے ہیں۔

یہ بات معیّن ہے کہ فیصلہ محکمۂ شرعیہ ہی کرتا ہے اور اس میں کوئی اور ادارہ قطعاً کسی قسم کا دخل نہیں دیتا اور فلکیات والوں کا تو دور دور کہیں نشان نہیں ملتا، اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ سعودی عرب میں محاکمِ شرعیہ (کورٹیں) حنبلی فقہ کے مطابق اپنے تمام مسائل عمل درآمد کرتے ہیں، اور علمائے حنابلہ رویت کے مسئلہ میں نہایت متشدّد ہیں، سوائے رویت کے ان کے ہاں فلکی حسابات پر اعتماد ثبوتِ رمضان وغیرہ میں قطعاً حرام ہے۔

اکابر خصوصاً شیخ قد سسرہ (شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ) کے بارے میں جو آپ نے لکھا ھے کہ کبھی رویت کے سلسلہ میں نکیر کی ھو تو میرے علم میں تو ھے نہیں اور وھاں کے

فیصلے کے خلاف کرنا تو میرے خیال میں نا ممکن ھے نہ دیکھا نہ کسی کے بارے میں سنا

۔البتہ ایک واقعہ یاد ہے کہ ایک دفعہ صبح چاند دیکھا گیا اور شام کو اعلان ہو گیا کہ کل عید ہے تو حضرت بنوریؒ نے کہیں اپنی مجلس میں تعجب کا اظہار فرمایا، حضرت شیخ قدس سرہ کو اسکی خبر پہونچ گئی تو آپنے حضرت بنوری سے ملاقات پر "طنزا" فرمایا کہ مولانا! تمہارا وہ اصول کہاں گیا کہ صبح چاند نظر آئے تو اِسی شام عید کی رات نہیں ہوسکتی! تو حضرت بنوری نے اس سوال کو ٹال دیا اور فرمایا کہ حضرت یہ حجاز ہے "ہمارے ہاں کے اصول یہاں نہیں چلتے"، مگر حضرت بنوری نے بھی اس فیصلہ کی قطعاً مخالفت نہیں کی اور صبح حضرت نے عید کی، حضرت شیخ قدس سرہ کا تو مقصد ہی یہی تھا اس فرمانے سے کہ "جب رویت شرعی طور پر ثابت ہوگئی تو اب بقیہ چیزوں کی کوئی وقعت واہمیت نہیں رہی۔

حضرت شیخ قدس سرہ کو پہچاننے والے سب خدام اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت کے ہاں "شرعی اصول ہی اصل تھے" (نہ کہ فلکیاتی مفروضات کے قوانین)۔یہی بات یہاں اس واقعہ میں بھی ہوئی کہ جب رویئت شہود کے ذریعہ ثابت ہوگئی تو اب اگر سائنس وتجربات کے لحاظ سے "کچھ امور متعارف یا متعین ہیں تو وہ قطعاً لغو ہو جائیں گے اور رویئت ہی اصل قرار دی جائے گی اور حضرت شیخ کے اس فرمانے سے سب حاضرین نے یہی تاثر لیا اور حضرت بنوری قدس سرہ نے بھی اس فقرہ

سے یہی تاثر لیا جیسا کہ سب نے محسوس کیا، اس کے علاوہ کبھی اپنے ہندو پاک کے مختلف اکابر سے کبھی اس بارے میں ''نکیر'' نہیں سنی اور نہ ہی کبھی وہاں کے فیصلے کے خلاف کسی کو عمل کرتے ہوئے دیکھا یا سنا۔ فقط والسلام (دستخط) عبدالحفیظ مکی

انٹرنیٹ کا چاند!!!

انٹرنیٹ سے جہاں اور بہت ساری خرابیاں ہیں وہیں اس سے دینی احکامات میں بھی بدترین قسم کی برائی شامل ہوگئی ہے خصوصاً ہر کوئی اپنی سوچ کو دین بنا کر پیش کرتا دکھائی دیتا ہے خاص کر یہود ونصاری کے فلکی حسابات پر مبنی چاند کی شکلیں وغیرہ دیکھ کر نوجوان نسل کنفیوژن میں مبتلاء ہے اور قرآن واحادیث کو سائنس کی زبان میں سمجھنے کو ایمان کا درجہ دے دیے ہیں! پھر جلتی میں تیل ڈالنے کے مثل بعض دین کے متوالوں نے ''اثباتاً ونفیاً'' غیر شرعی وغیر ضروری اور یہود ونصاریٰ کے اپنے مزہبی قمری کیلنڈرز میں مستعمل میٹونی سائکل کے فلکی حسابات، کے مفروض نیومون برتھ اور اس کے مفروض امکانِ رویت قواعد کو دین میں داخل کرنے کروانے کو ''دینی خیرخواہی'' کا نام دیا! اللھم احفظنا (دیکھئے اس کتاب کی فہرست کے نمبر ۱۹ اور ۴۶ کے عنوانات)

باسمہ تعالی

ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ کے حج کو غلط تاریخ پر بتانے کا معتزلی خارجی حربہ! (اشتہار)

قارئینِ کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ کے ۳۱ دن'' کے عنوان سے''جنگ لندن'' میں کئے جانیوالے جھوٹے پروپیگنڈہ کے رد اور وضاحت میں ذیل کی تحریر ملاحظہ فرمائیں جس کی تفصیل مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کی طرف سے ۲۳ جنوری ۲۰۰۸ء بروز بدھ جنگ کو شائع کرنے کیلئے بھیج دی گئی تھی!

محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کی ابتداء سے ہی انٹرنیٹ اور اردو اخبارات میں بعض حضرات کی طرف سے برطانیہ و دنیا بھر کے مسلمانوں میں اسلامی احکامات وحرمین کے ائمہ، جید علمائے کرام و ذمہ داروں کے خلاف مخصوص انداز میں منظّم انتشار پھیلا کر ثبوتِ ہلال کے شرعی مسئلہ کو بے تکے انداز اور غیر اسلامی طریقہ پر جہاں جھگڑالو بیان بازی کی نذر کیا گیا وہیں جنگ لندن نے مورخہ ۲۲ جنوری ۲۰۰۸ء کی اشاعت میں''اندازِ بیاں'' میں محترم سردار احمد قادری صاحب کا بیان بھی شائع کیا، آپ کی تحریرات سے یہ بات جھلکتی رہی ہے کہ موصوف مطالعہ اور حقیقت کی تہہ میں جانے کے بعد ہی کسی چیز پر قلم چلاتے ہیں مگر معلوم ہوا کہ ان کا یہ بیان توازن وتعدیل کی حد سے ہٹ کر غلط فہمی پر مبنی ہے۔

موصوف نے اپنے بیان میں جھگڑالو مولویوں کا حوالہ دیا ہے جس سے چند سال قبل مانچیسٹر میں سات بریلوی حضرات کی طرف سے رمضان المبارک کا چاند دکھائی دینے اور ان کی شہادت پر برطانیہ کے بریلوی حضرات کو بھی دوسرے برطانوی مسلمانوں اور خود سعودیہ کے ساتھ رمضان شروع کرنے کا فیصلہ کرنے کا

جو موقعہ نصیب ہوا تھا اس کی یاد تازہ ہوگئی۔

چونکہ اس وقت بریلوی علماء کی طرف سے شہادتوں پر فیصلہ وعمل کرنے کے باوجود بعض بریلوی حضرات ہی کی طرف سے رمضان بھر اپنے ہی گواہوں کی اردو اخبارات میں خوب دُرگت منائی تھی جس سے قادری صاحب خود بھی دلبرداشتہ ہوکر لکھنے پر مجبور ہوگئے تھے، اس سے قبل تین چار برسوں تک لوٹن کے مولانا یونس کاشمیری صاحب کے ساتھ بھی ان کا اسی قسم کا جھگڑا لوفساد چلتا رہا تھا ! ہوسکتا ہے موصوف نے اپنے اس تازہ بیان میں اسی قسم کے جھگڑالو لوگوں سے عدمِ موافقت کے اظہار کا عندیہ دیا ہو جو بھی ہو موصوف کی طرف سے ICOP کو مذہبی اختلافات و جھگڑوں سے پاک صاف بتلاتے ہوئے اس کے انچارج شوکت عودہ کی ''ذی الحجہ کے ۳۱ ایام'' ہونے کی منطق کی وکالت کی ہے اور اس سال کے حج کے غلط ہونے پر زور دیا ہے!

قادری صاحب اپنی معتدل روش کے پیشِ نظر ICOP کے عودہ کی ہاتھ صفائی کو سمجھنے کی معمولی سی بھی کوشش کرتے تو شاید ان کا یہ کالم جو یورپ و برطانیہ بھر کے لاکھوں مسلمانوں کی عیدوقربانیوں اور دنیا بھر کے حاجیوں کے حج کو غلط بنانے کے حوالہ سے ہے ضرور بالضرور کسی اور انداز میں شائع ہوتا!

قادری صاحب نے ''سعودی پریس ایجنسی'' کی طرف سے ''۲۱ ذی الحجہ کی تاریخ کو دو دن مسلسل استعمال کرنے کا بتلا کر یہ الزام لگایا کہ یہ اس لئے کیا گیا'' کیونکہ انہیں غلط تاریخ پر حج کے ہونے کا پتہ چل گیا تھا''، قادری صاحب نے یہاں یہ واضح نہیں کیا کہ حج کے غلط ہونے کا ''کس کو'' پتہ چل گیا تھا؟ کیا شوکت عودہ کو، سعودی پریس ایجنسی کو یا مجلس قضاء اعلی کو؟، قادری صاحب لکھتے ہیں کہ اسی وجہ سے انہوں نے دو دن تک ایک ہی تاریخ لکھی ! موصوف نے اپنی

تحریر میں مذکورہ جملہ کے بعد یہ جو لکھا ہے ''یعنی ایک مخصوص دن بھی ۲۱ ذی الحج تھا اور اس سے اگلے دن بھی ۲۱ ذی الحج تھا'' آپ اپنے اسی جملہ کے ''ایک مخصوص دن'' پر غور کر لیتے تو اسی سے عودہ کی پہلے سے سوچی سمجھی شرارت کا کھلا پول نظر آ جاتا کہ آخر یہ دن مخصوص کیوں تھا اور اس کے بعد والا دن غیر مخصوص کیوں'' !

در اصل بعض اسلامی ممالک کی طرح سعودیہ نے بھی اپنا ''برسوں کا اسلامی دفتری و آفس کیلنڈر'' ام القریٰ کے نام سے بنایا ہے تاکہ اپنے یہاں دوسرے اسلامی ممالک کے برخلاف دفتروں اور حکومتی اداروں میں گیری گورین عیسائی رومن کیلنڈر کے بجائے'' قانوناً اسلامی دفتری تاریخ'' پر انحصار کیا جائے تاکہ انگلش تاریخ کی طرح پہلے سے معیّن'' اسلامی تاریخ کی ضروت'' پوری ہو وہیں اسلامی شوکت کا اظہار بھی ہو''!

جبکہ دیگر مسلم غیر مسلم ممالک میں دفتری ضروریات کے لئے قانوناً انگلش یعنی گیری گورین شمشی کیلنڈر کا استعمال ضروری قرار دیا گیا ہے! یہی وجہ ہے کہ سعودیہ میں عبادات کے ایام مثلاً شعبان سے لیکر ذوالحجہ تک کے مہینوں کیلئے وہاں کی سپرم کورٹ مجلس، قضاء اعلیٰ کی طرف سے ۲۹ ویں کی شام چاند دیکھے لئے جانے ورنہ تیس دن پورا کرنے کے قرآن ونبوی موقف پر مبنی عینی رویت کے اہتمام اور اس پر منتج ہونے والی چاند کی پہلی تاریخ ہونے کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے جسے وہاں ''رسمی تاریخ'' (یعنی چاند دیکھے جانے پر مبنی تاریخ) کہی جاتی ہے،

اس طرح سعودیہ میں دو تاریخیں (۱) دفتری یعنی ام القریٰ کیلنڈر والی تاریخ (۲) اور دوسری بصری رویت والی ''رسمی تاریخ'' کا رواج ہے۔ چونکہ رسمی تاریخ کا انحصار چاند کی بصری رویت والے نبوی موقف پر منحصر ہوتا ہے اسلئے یہ دونوں تاریخیں ہمیشہ ساتھ ساتھ چلنے کے بجائے مختلف بھی ہوتی رہتی ہیں۔

مثلاً اس سال کے حج سے پہلے کا مہینہ ذیقعدہ ’’ام القری کیلنڈر‘‘ کے حساب سے ۳۰ دن کا تھا مگر چاند کی بصری رویت وشہادت کے مطابق یہی مہینہ ’’رسمی بصری تاریخ‘‘ کے مطابق ۲۹ دنوں کا ہوا تھا اسی وجہ سے دوسرے روز پیر دس دسمبر ۲۰۰۷ء کو یکم ذی الحجہ ہونے کا اعلان سپریم کورٹ نے کیا تھا (اور اِسی تاریخ کے مطابق ۱۸ دسمبر منگل کو حج بھی ہوا) اگرچہ ’’دفتری ام القریٰ کیلنڈر‘‘ میں تو دس دسمبر کو ذیقعد کا تیسواں دن تھا۔

مطلب یہ کہ قادری صاحب نے جس ’’مخصوص دن‘‘ کا ذکر کیا وہ پہلے روز کی ۲۱ تاریخ، رسمی بصری تاریخ کے مطابق تھی جبکہ دوسرے روز والی ۲۱ تاریخ ’’ام القری کیلنڈر کی دفتری تاریخ‘‘ کے مطابق تھی، جب یہ بات ہے تو اس میں کس طرح تاریخ کو آگے پیچھے کرتے ہوئے ذی الحجہ کے ۳۱ دن سعودیوں نے بنادئے؟ رہی بات 31 دن کی! تو اِسے بھی دیکھئے کہ ’’دفتری کیلنڈر ام القریٰ‘‘ میں ذوالحجہ کے ۳۰ ایام تھے جبکہ رسمی تاریخ کے مطابق ۲۹ ذی الحجہ کی شام چاند نظر نہ آیا تو رسمی بصری تاریخ کے اعتبار سے دس دسمبر سے لیکر ۸ جنوری کی شام تک ذی الحجہ پورا ۳۰ دن کا ہوا اس طرح رسمی تاریخ سے محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کی پہلی تاریخ ۹ جنوری کو شروع ہوئی (جبکہ مذکور ۲۹ ویں رسمی کے دن ام القریٰ کیلنڈر میں ۲۸ ویں تاریخ تھی اسی طرح رسمی تیسویں ذی الحجہ کو ام القری کی ۲۹ ویں ذی الحج تھی، اسی طرح محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کی رسمی پہلی تاریخ کے دن ام القریٰ کیلنڈر کی تیسویں ذی الحج تھی اور اِسی کے مطابق دفتری تاریخ کی یکم محرم ۱۰ جنوری کو تھی)، معلوم ہوا کہ ’’رسمی

بصری تاریخ‘‘ جونبوی موقف پرمبنی ہوتی ہے اس کے مطابق ذی الحجہ کے ۳۰ دن ہی ہوئے نہ کہ ۳۱ دن! مگر اسے کس طرح ۳۱ دن بتلایا گیا اس بچگانہ شیطانی چال کو بھی دیکھئے جو عوہ کی طرف سے شرارت تھی جس نے عامۃ المسلمین بلکہ قادری صاحب جیسے کئی خواص کو بھی اپنی لپیٹ میں لیکر مسلمانوں کی قربانیوں اور لاکھوں حجاج کرام کے حج کو غلط ثابت کرنے کیلئے گمراہ کیا!

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ذی قعدہ کی ’’رسمی بصری تاریخ‘‘ کے مطابق اس کے جو ۲۹ ایام ہوئے تھے اسے ’’دفتری ام القریٰ کیلنڈر میں ذیقعدہ کے پورے تیس ایام کے ساتھ ملا کر‘‘ اس سے خلط ملط کرتے ہوئے ام القریٰ کے ذیقعدہ کے تیسویں دن کو ’’ام القریٰ ہی کے ذی الحجہ کے تیس دن کے ساتھ ملا کر‘‘ ذی الحجہ کے ۳۱ دن‘‘ اپنی طرف سے بنا کر شور مچا دیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں نہ صرف حج جیسے اہم رکن بلکہ لاکھوں حجاج کی حج وقربانیوں کے علاوہ سعودیہ میں جاری نبوی طریقہ پر ثبوتِ ہلال کے عمل کی سنت کا بھی نعوذ باللہ مذاق اوڑایا۔

مزید ستم ظریفی دیکھو کہ ذی الحجہ کے رسمی بصری تاریخ کے مطابق تو ’’۳۰ کے بجائے ۳۱ دن‘‘ کسی صورت نہیں ہوئے مگر دفتری ام القریٰ کیلنڈر کے مطابق بھی اُس کے ۳۱ دن نہیں بلکہ ۳۰ دن ہی تھے! یہ عودہ کی ہاتھ چالاکی نہیں تو اور کیا ہے ؟! شوکت عودہ کی طرف سے اِسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ شرارت اور لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لئے اپنی ہاتھ چالاکی پر تصدیقی مہر کے لئے بھی اس نامی اہم

ذمہ دار نے ''۲۱ ذی الحجہ دو دن اور ذی الحجہ کے ۳۱ ایام'' کا اپنی طرف سے عنوان باندھ کر جہاں سعودیہ کی پریس ایجنسی کا جان بوجھ کر ''غلط سہارا'' لیا وہیں دیگر ممالک کی ایجنسیوں کو بھی اسمیں جھوٹ موٹ شامل کیا! جبکہ سعودی پریس ایجنسی سمیت کسی بھی ایجنسی کے بیان میں کہیں بھی ''مجلس قضاء اعلی سعودیہ'' کا حوالہ موجود نہیں اور نہ ہی کسی میں ذی الحجہ کے ۳۱ دن ہونے کا بیان ہے !!! حالانکہ پریس ایجنسیوں پر سعودیہ کی مجلس قضاء اعلی سپرم کورٹ کی طرف سے جاری کئے جانے والے بیانات کے لئے ''اس کے نام کا حوالہ'' دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات صاف ہوگئی کہ یہ حرکت عودہ کے خود کے ہاتھ کا پتلی تماشہ تھی جس سے ناظرین کو گمراہ کیا گیا! لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ کسی بھی انصاف پسند نے اسلام و نبی امی ﷺ کی اس طرح کی اہانت کرنے پر اسے نہ ٹوکا!

بات صرف اتنی تھی کہ سعودیہ میں ''رسمی تاریخ'' کوئی بھی ہو! اخبارات ، میڈیا اور دفاتر وغیرہ میں پبلک زبان پر دفتری ''ام القریٰ کیلنڈر'' کی تاریخ ، انگلیش تاریخ کی طرح لکھی اور بولی جاتی ہے البتہ رمضان وعیدن اور حج کے موقعہ پر بعض اخبارات و میڈیا والے ام القریٰ کی تاریخ کے بجائے رسمی تاریخ بھی لکھ دیتے ہیں اسی مناسبت سے ''سعودی پریس ایجنسی'' نے اپنے ایک حوالہ کی اشاعت میں ''رسمی تاریخ کے حساب سے ذی الحجہ کی جو تاریخ لکھی، دوسرے روز بھی وہی تاریخ ''دفتري ام اقریٰ کیلنڈر'' کے مطابق لکھ دی جبکہ اس دن رسمی تاریخ تو ۲۲ ویں ذی الحجہ تھی ،اس کے علاوہ اسی ایجنسی نے اسلامی نئے سال ۱۴۲۹ھ کی مبارکباد ''اپنی طرف'' سے جاری کی تو اس میں بھی اس نے ''رسمی بصری تاریخ'' کے مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو، بدھوار ۹ جنوری ۲۰۰۸ء کے مطابق

بتلانے کے بجائے ''دفتری ام القریٰ'' کیلنڈر کی تاریخ کے مطابق ''جمعرات ۱۰ جنوری ۲۰۰۸ء'' کو بتلائی اور لکھا کہ ''**وكالة الانباء** السعودیه تحییکم وتبدء ارسالها معكم ليوم الخميس 1محرم ۱۴۲۹ ھ الموافق 10 يناير 2008م '' !اس بیان میں صاف طور پر سعودی پریس ایجنسی نے ہجری نئے سال کی ''مبارکباد'' اور اس کی تاریخ کی اشاعت کو اپنی یعنی **وکالة الانباء السعودیه** کی طرف منسوب کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کویت، بحرین ،شام واردن کی پریس ایجنسیوں نے بھی ''ام القریٰ کیلنڈر'' سے اپنی نسبت کے اظہار کے طور پر خود کے ہاں بھی دفتری سالِ نو اور اس کی مبارکباد'' یکم محرم مطابق ۱۰ جنوری ۲۰۰۸ء'' کے اعتبار سے بتلائی !جب عودہ کا ''ذی الحجہ کے ۳۱ دن بنانے کا یہ عقدہ'' کھل چکا تو کیا یہ واضح نہیں ہوگیا کہ ICOP کے اِنچارج کی نیت بچگانہ طریقہ اختیار کر کے سوائے فتنہ پھیلانے کے اور کچھ نہ تھی جسمیں اسی کی نقل کرتے ہوئے اردو اخبارات اور اِنٹرنیٹ پر بعضوں نے جھوٹ پھیلا کر نہ صرف عوام بلکہ مخصوص لوگوں میں بھی نبوی طریقہ کے خلاف نفرت پھیلائی! جھوٹ ہمیشہ خود ہی اپنا پردہ فاش کردیتا ہے۔کیا حرمین وسعودیہ والے سب جاہل ہیں جو یہ نہ جانتے ہوں کہ اسلامی مہینہ کے ۳۰ دن سے زائد اور ۲۹ دن سے کم نہیں ہوتے ؟! کیا یہی نیک نام ہے جس کی تعریف میں قادری صاحب جیسا عالمِ دین وماہر قانون بھی شامل ہوگیا! کیا کوئی بھی یہ بات قبول کرسکتا ہے کہ ICOP چلانے والا اس سے بے خبر تھا؟ ہرگز نہیں۔

آخری بات !سعودیہ کے اعلیٰ سپریم جج مجلسِ قضاء اعلیٰ کے سربراہ ،جید عالمِ دین شیخ صالح اللحید ان حفظہ اللہ نے عاشورۂ محرم کی فضیلت کا جو لمبا بیان دیا ہے(جس کی نقل اس پمفلیٹ کے آخر میں ہے) اس میں آپ نے سنت وفرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق نویں اور دسویں محرم کو روزے رکھنے کی تلقین فرماتے ہوئے ''رسمی تاریخ'' کے مطابق یکم محرم ۱۴۲۹ھ کی پہلی تاریخ، ۹ جنوری ۲۰۰۸ء

بدھوار کو ہونے اور جمعرات ۱۷ جنوری کو نویں محرم اور ۱۸ جنوری جمعہ کو دسویں محرم ہونے کا واضح اعلان کر دیا ہے جسے سعودی پریس ایجنسی نے شیخ ہی کے حوالہ سے شائع کر کے لکھا'' انه یوم عاشوراء الذی صادف هٰذا العام یوم الجمعة حیث ان دخول شهر محرم هٰذا العام حصل فی یوم الاربعاء الموافق تسعة من شهر ینایر عام 2008م وذٰلک بالبیّنة الشرعیةالعادلة فیکون یوم الخمیس التاسع من شهر محرم ویوم الجمعة الموافق 18 ینایر هوالعاشر من شهر محرم'' ۔(محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کا شیخ کا یہ اعلان عرب نیوز'' نے بھی نقل کیا ہے ،دیکھوص ؟؟؟؟؟ پر انگلیش کاپی)۔

پھر اس سے بڑھ کر عجیب بات کیا ہوگی! کہ خود عودہ نے بھی سعودی پریس ایجنسی ہی کے حوالہ سے شیخ کا یہ بیان بالآخر اپنے قارئین ومسلمانوں سے اپنی شرارت ومذاق پر خود کی ''توبہ واستغفار'' کے طور پر ICOP میں بھی پیش کر دیا!

رہی بات سعودی شہزادہ ممدوح بن عبدالعزیز سے ''عودہ کی ملاقات'' کی !تو یہ بھی حیرت وتعجب سے کم بات نہیں کہ عودہ میں اس ملاقات سے یہ تبدیلی رونما ہوئی کہ وہ اپنے اصل موضوع سے ہٹ کر سعودی پرنس ،شاہ عبداللہ کے بھائی کو''غریبوں کی مدد کرنے والا ،دین کا سخت پابند بتلا کر ان کی تعریف کے پُل باندھتا دکھائی دیتا ہے اور ساتھ ہی اقرار کر رہا ہے کہ جدہ ومدینہ کے اجلاسوں میں ''باوجود کوشش ودلائل دینے کے کسی کو قائل نہ کر سکا''!!! بہر حال جھوٹ وافواہیں پھیلا کر جس پر آپ ﷺ نے سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، جذبات کو حدِ اعتدال سے بڑھا کر جھوٹ وبہتان کا سہارا لینا یہ ''تبلیغِ دین نہیں بلکہ دین ومرکزِ اسلام حرمین شریفین کے خلاف سازش'' برپا کر کے اس کے تقدّس کو تباہ کرنے کا دشمنانِ

اسلام جیسا کام ہے جس سے ایمان کے لالے پڑنے اور آخرت کی تباہی کے سواء کچھ فائدہ نہیں۔ والسلام اللھم اھد

سعودی عربیه کی پریس ایجنسی کاعربی تراشه!

قارئین ! ذیل کا اخباری تراشہ ملاحظہ فرمائیں جس کے ''دوسطری احاطہ'' میں سپرِم کورٹ کے سربراہ جج شیخ صالح کا عاشورۂ محرم کی فضیلت اور'' یکم محرم الحرام سن 1429ھ'' کی رسمی تاریخ کا اعلان ہے

وكالة الأنباء السعودية (واس)
SAUDI PRESS AGENCY (SPA)

> عام / يوم عاشوراء وفضل الصيام / الشيخ اللحيدان / كلمة

الرياض 4 محرم 1429 هـ الموافق 13 يناير 2008م واس
وجه فضيلة رئيس مجلس القضاء الأعلى الشيخ صالح بن محمد اللحيدان كلمة عن يوم عاشوراء وفضل الصيام في شهر الله المحرم فيما يلي نصها:
(كلمة بين يدي يوم عاشوراء لعام تسعة وعشرين وأربعمائة بعد الألف من هجرة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم) الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحابته والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد..
فإن المسلمين في هذه الأيام بين يدي موسم كريم من مواسم الخير المتكررة موسم يتكرر ولله الحمد كل عام فيفوز فيه قوم بالمتاجرة مع الله الكريم المنان لتربح تجارتهم وتعلوا أسهمهم وتتضاعف مرات ومرات كثيرة ، إن ذلك موسم شهر الله المحرم فيه يوم أعلى الله قدر موسى عليه السلام وقومه وأغرق الجبار العاتي فرعون وجنده إنه يوم عاشوراء الذي صادف هذا العام يوم الجمعة حيث إن دخول شهر محرم هذا العام حصل في يوم الأربعاء الموافق تسعة من شهر يناير عام 2008م وذلك بالبينة الشرعية العادلة فيكون يوم الخميس التاسع من شهر محرم ويوم الجمعة الموافق 18 يناير هو العاشر من شهر محرم وبهذه المناسبة الكريمة أقدم هذه النصيحة التي أرجو نفعها لي ولإخواني المسلمين وهي عن يوم عاشوراء الذي حصل فيه انتصار

الحق على الباطل فبادر لصيامه والإكثار من التضرع إلى الله واللهج بالدعاء رجاء أن ينصرنا ربنا ويتفضل علينا بتفريج كرباتنا وإننا لمتطلعون من الله كشف كل غمة ودحر كل عدو .
إن نعم الله على عباده لا تحصى في أمور دينهم ودنياهم وقد يسر الله سبحانه أسباب المغفرة والرحمة وأمر عباده بالأخذ بها وتفضل عليهم بالوعد بقبول التوبة ودعاهم لما يحييهم . دعاهم إلى المتاجرة معه في مواسم الخيرات ليتدارك من زلت قدمه أو أخذته غفلة عن السعي والجد في مسابقة المشمرين لنيل كريم المطالب وأعالي المراتب .
إخوة الإسلام إن هذا الموسم الذي أظلنا موسم عظيم أرشد إلى فضله نبينا المبعوث رحمة للعالمين الذي ما من خير إلا دل الأمة عليه وحثها على الأخذ منه بأوفر نصيب ولا شر إلا حذرها منه وبين مغبته وتتبع ارتكابه فلقد أمر صلى الله عليه وسلم بصيام عاشوراء وذكر ثواب ذلك وعظيم أثره على النفس والأسرة والصيام سبب عظيم من أسباب مغفرة الذنوب وتفريج الكرب .
يوم عاشوراء جعله الله يوما مباركا من أيام الله المعدودة ومن مواسم النصر المشهودة هو يوم كان له شأن عظيم في السابق ويرجى من الله أن يعيد ذلك على الأمة الإسلامية في هذه الأيام التي تعيش فيها أنواعا من الآلام والأسقام وصنوفا من العدوان والظلم .
وله فضائل عديدة ومن فضائله ما قاله النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال: // أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وأفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل // رواه مسلم وغيره من حديث أبي هريرة رضي الله عنه. كما قد ثبت عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صيام يوم عاشوراء فقال: // يكفر السنة الماضية // رواه مسلم وغيره.

مذکورہ عربی تراشہ میں ''دوسطری احاطہ'' میں مجلس قضاء اعلی کے سربراہ شیخ صالح اللحیدان نے عاشورئہ محرم کی فضیلت بیان کرکے ''یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ'' کو رسمی تاریخ کے مطابق ۹ جنوری ۲۰۰۸ھ بروز بدھ بتلاکر ۱۷ جنوری جمعرات کو ۹ اور جمعہ کو ۱۰ محرم (مطابق ۱۸ جنوری) کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ھے

عربی کٹنگز کی طرح ''عرب نیوز'' کاانگلیش کٹنگز بھی ملاحظہ فرمائیں:

سعودیہ میں انگلش کے بجائے عامۃً دفاتر و میڈیا میں ام القریٰ کیلنڈر کی تاریخ لکھنے اور پبلک زبان میں بول چال کا جو عام رواج ہے اسکی مثال نمونہ کے لئے ذیل میں شیخ صالح کے بیان کے لئے بھی ''سعودی پریس ایجنسی کی تاریخ کا خط کشیدہ شروع کا حوالہ'' موجود ہے جسمیں ''رسمی بصری تاریخ'' کے بجائے ''ام القریٰ'' والی تاریخ ہے جبکہ شیخ اسی تراشہ میں محرم کی پہلی ''رسمی تاریخ'' کے حوالہ سے بدھ ۹ جنوری ۲۰۰۸ء کو بتلارہے ہیں! معلوم ہوا بازیگروں کیلئے مشکل نہیں کہ وہ نہ صرف اب بلکہ برسوں پہلے بھی عوام کو دھوکہ دے سکتے تھے اور آئندہ بھی اسطرح سے کہ ''فلاں مہینہ کے ۳۱ دن'' ہونے کا ہوّا کھڑا کر سکتے ہیں!

Arab News

Mail Article | Print Article | Comment on Article

Ashura Falls on Friday, Jan. 18
Arab News

JEDDAH, 15 January 2008 — The historic day of Ashura or 10th of Muharram this year falls on Friday (Jan. 18), according to Sheikh Saleh Al-Laheedan, chairman of the Supreme Judiciary Council. He said the Hijri month of Muharram began on Wednesday (Jan. 9). Fasting on Muharram 9 and 10 has been encouraged by Prophet Muhammad (peace be upon him). In Islamic history Muslims have achieved several victories on the day of Ashura.

બિસ્મિહી તઆલા

"શું જિલ્હજ્જ માસ ૩૧ દિવસનો" ?!

મોહતરમ, મુસ્લિમ ભાઈઓ અને બહેનો, અસ્સલામુ અલયકુમ વ. વ.

" જિલ્હજ્જ ૧૪૨૮ ના ૩૧ દિવસ"ના હેડીંગથી લંડનના ઉર્દૂ પેપર "જંગ"માં કરવામાં આવી રહેલા જુટ્ઠા પ્રોપેગંડાનો રદિયો અને એના ખુલાસારૂપે મરકજીરૂયતેહિલાલ(ચાંદ)કમિટી બ્રિટનના તરફથી "જંગ"ને ૨૩ જાન્યુઆરી ૨૦૦૮ બુધવારે મોકલવામાં આવેલ લખાણ નો ખુલાસો વાંચો. જ્યારથી મુહર્રમુલ હરામ ૧૪૨૯ની શરૂઆત થઈ છે ત્યારથી ઈન્ટરનેટ, તથા લંડનની ગુજરાતી સાઈટ ઉપર બે ખોટા પોસ્ટરો મુકીઅને ઉર્દૂ સમાચારપત્રોમાં કેટલાક લોકો તરફથી બ્રિટન અને આખી દુનિયાના મુસલમાનોમાં ઈસ્લામી ફરમાનો અને હરમૈન–શરીફૈનના ઈમામો તથા ચોટીના ઉલ્માએ કિરામ અને જવાબદાર વ્યકિતઓના વિરૂદ્ધમાં એક વિશેષ પદ્ધતિથી સંગઠિત રીતે અફરા–તફરી ફેલાવવામાં આવી રહી છે.

૨૨ જાન્યુઆરી ૨૦૦૮ના "જંગ લંડન"માં સરદાર અહમદ કાદરી સાહેબનો લેખ પ્રસિદ્ધ થયો છે જે ડહાપણ અને વિવેકબુદ્ધિની મર્યાદાથી હટીને ગેરસમજ પર આધારિત છે.એવણે પોતાના લેખ માં કજિયાખોર મોલ્વીઓનો હવાલો આપેલ છે. જેનાથી અમુક વર્ષો પહેલાં માન્ચેસ્ટરમાં સાત બરેલ્વી ભાઈઓ દ્વારા રમજાન મુબારકનો ચાંદ જોવાની અને એમની સાક્ષી પર બ્રિટનના બરેલ્વી ભાઈઓને બ્રિટનના બીજા મુસલમાનો તેમ ખુદ સાઉદીની સાથે રમજાન શરૂ કરવાનો મોકો મળ્યો હતો તેની યાદ તાજી થઈ ગઈ. પરંતુ બરેલ્વી ઉલ્માઓના તરફથી સાક્ષીઓ પર ફેંસલો અને અમલ થઈ ગયો હોવા છતાં અન્ય બરેલ્વીઓ જ તરફથી આખી રમજાન પોતાના જ ગવાહોના ઉપર ઉર્દૂ સમાચારપત્રોમાં ખૂબ ટીકા–ટીપ્પણી થઈ હતી, જેનાથી કાદરી સાહેબ પોતે પણ લાગણીવશ થઈને લખવા પર મજબુર થઈ ગયા હતા.

કાદરી સાહેબે પોતાના હાલના આ લેખમાં કજિયાખોર લોકો તરફ ઈશારો કરી ICOPને ધાર્મિક વિવાદ અને કજિયાઓથી પાકસાફ

બતાવી એના ઈન્ચાર્જ શોકત અવદાહની **"જીલ્હજ કે ૩૧ અય્યામ"** હોવાનો તર્ક અને વકીલાત કરીને આ વર્ષના હજ્જને ખોટી રીતે થઈ હોવા પર જોર આપ્યું છે.આ આક્ષેપકાદરી સાહેબે સાઉદી પ્રેસ એજન્સીના તરફથી ૨૧ જીલ્હજ ની તારીખને સતત બે દિવસ સુધી રાખી હોવાનુ ંબતાવીને કર્યો છે કે એમને ખોટી તારીખે હજ્જ થઈ હોવાની જાણ થઈ ગઈ હતી. આ જ કારણે એમણે બે દિવસ સુધી એક જ તારીખ લખી. કાદરી સાહેબે પોતાના લખાણમાં આ વાકય પછી જે લખ્યું છે, "એટલે કે એક ખાસ દિવસે પણ ૨૧ જિલ્હજ હતી એના આગલા દિવસે પણ ૨૧ જિલ્હજ હતી." હવે, જરા આ વાકયના એક "ખાસ દિવસે" ઉપર જ જો એવણે વિચાર કરી લીધો હોત તો અવદાહની પહેલેથી પૂર્વનિયોજિત શરારતનું ખુલ્લુ પોલ એમને નજરે પડત કે, "આખરે આ દિવસ ખાસ કેમ હતો ? અને એના પછીનો દિવસ કેમ ખાસ ન હતો?"

વાસ્તવમાં અમુક ઈસ્લામી દેશોની જેમ જ સાઉદીયાએ પોતાના ત્યાં બીજા ઈસ્લામી દેશો કરતાં ઓફિસો અને સરકારી સંસ્થાઓમાં ઈંગ્લીશગ્રેગોરિયન ક્રિશ્ચિયન રોમન કેલેન્ડરના બદલે "કાયદેસરની ઈસ્લામી ઓફિસીયલ તારીખ"નોજ ઉપયોગ થાય તેથી ઈંગ્લીશ તારીખના જેમ પહેલેથી જ નક્કી કરેલ "ઈસ્લામી તારીખની જરૂરત" માટે"વર્ષોનું ઈસ્લામી ઓફિસ કેલેન્ડર" "ઉમ્મુલ કુરા"ના નામથી બનાવ્યું છે,જેનાથી ઈસ્લામી જાહોજલાલીનો પણ દેખાવ થઈ શકે" !

જ્યારે કે, બીજા મુસ્લિમ અને ગેરમુસ્લિમ દેશોમાં ઓફિસીયલ કામકાજ માટેની તારીખ ઈંગ્લીશ એટલે કે ગ્રેગોરિયન કેલેન્ડરનેજ જરૂરી સમજવામાં આવ્યું છે. આ જ કારણ છે કે, સાઉદીયામાં ઈબાદતના દિવસો દા.ત. શાબાનના મહિનાથી લઈને જિલ્હજના મહિનાઓ માટે ત્યાંની સુપ્રિમ કોર્ટ (મજલિસે કઝાએ આ'લા)ના તરફથી ૨૯મીના સાંજે ચાંદ જોઈ લેવાનો અથવા ૩૦ દિવસ પૂરા કરવાનો કુર્આની અને નબવી માન્યતા પર આધારિત નજરે નિહાળવાની પાબંદી અને એના પર નક્કી થનારી ચાંદની પહેલી તારીખ હોવાનું "કાયદેસર"નુંએલાન કરવામાં આવે

છે. જેને ત્યાં "રસ્મી તારીખ (એટલે કે ચાંદ જોવા પર આધારિત તારીખ)" કહેવામાં આવે છે. એટલા માટે સાઉદીયામાં બે તારીખો (૧)‘‘ઓફિસીયલ ઉમ્મુલ કુરા’’વાળી તારીખ (૨) અને બીજી નબવી માન્યતા પર ચાંદને નજરે નિહાળ્યા પર આધારિત"રસ્મીતારીખ"નો રિવાજ છે. એટલા માટે ઉપરોકત બંનેવ તારીખો હંમેશા સાથે–સાથે ચાલવાના બદલે અલગ–અલગ દિવસે પણ હોય છે.

દા.ત. આ વર્ષના હજ્જના પહેલાનો મહિનો જીલ્હકઅદ૧૪૨૮ને જ જુઓ કે "ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડર"ના હિસાબે એ૩૦ દિવસનો હતો.આ જ મહિનો ચાંદ નજરેનિહાળ્યાની‘‘ રસ્મી તારીખ’’ના પ્રમાણે ૨૯ દિવસોનો થયો હતો. એ જ કારણે સોમવાર ૧૦ ડિસેમ્બર ૨૦૦૭ને પહેલી જીલ્હજ હોવાનું સુપ્રિમ કોર્ટે એલાન કર્યું હતું. (અને એ જ તારીખના પ્રમાણે ૧૮ ડિસેમ્બર ૨૦૦૭ મંગળવારના હજ્જ થઈ હતી.) જો કે સરકારી ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડરમાં તો ૧૦ ડિસેમ્બરે જીલ્કઅદાનો ૩૦ મો દિવસ હતો. મતલબ કે, કાદરી સાહેબે જે "ખાસ દિવસ"નું વર્ણન કર્યું છે તે પહેલા દિવસની"રસ્મી તારીખ "ની ૨૧ તારીખ હતી. જ્યારે કે બીજા દિવસવાળી ૨૧ મી તારીખ "ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડરની ઓફિસીયલ તારીખ" પ્રમાણેની હતી. જ્યારે આ વાત છે તો પછી એમાં કેવી રીતે તારીખ આગળ–પાછળ કરીને સાઉદીયાએ જીલ્હજ ના ૩૧ દિવસ કરી દીધા ?!

અવદાહ આટલેથી જ અટકયો નથી બલ્કે,લોકોને બેવકુફ બનાવવાના માટે પોતાના ભેજાની ઉપજ પર સચ્ચાઈનો સિક્કો મારવા કહેવાતી આ જવાબદાર વ્યકિતએ ‘‘૨૧ જીલ્હજના ૨ દિવસો’’અને જીલ્હજના૩૧દિવસ"ને પોતાના તરફથી વિષય બનાવીને સાઉદીયાની પ્રેસ એજન્સીનો જાણીબુઝીને જયાં ગલત આધાર લીધો ત્યાં બીજા દેશોની એજન્સીઓને પણ એમાં ખોટી રીતે સંડોવી દીધી ! હાલાં કે, સાઉદી પ્રેસ એજન્સી સહિત કોઈપણ એજન્સીના વર્ણનમાં કયાંય પણ સાઉદી અરબના સુપ્રિમ કોર્ટનો હવાલો સામેલ નથી. અને ન જ કોઈ લખાણમાં જીલ્હજ્જાના૩૧ દિવસ હોવાનું અને નજ દિવસ આગળ પાછળ કર્યાનું

સામેલ છે !!! આથી આ વાત સાબિત થઈ ગઈ કે, આ ષડયંત્ર અવદાહના હાથનો કતપૂતળી તમાશો હતો. જેમાં એણે પોતાના વાંચકોને ગેરમાર્ગે દોરીને પોતાની નામનાનું નાટક ભજવીને પોતાનું દિલજ ખુશ કર્યુ.

વાત ફકત એટલી જ હતી કે, સાઉદીયામાં "રસ્મી તારીખ" કોઈપણ હોય પરંતુ સમાચારપત્રો અને મિડીયા ઓફિસો કે લોકજીભે હંમેશા "દફતરી ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડર"ની તારીખને ઈંગ્લીશ તારીખની જેમ લખવા અને બોલવામાં આવે છે. જો કે રમજાન તથા ઈદ અને હજ્જના મોકા પર અમુક સમાચારપત્રો અને મિડીયાવાળાઓ ઉમ્મુલ કુરાવાળી તારીખના બદલે રસ્મી તારીખ પણ લખી આપે છે. આજ સમાનતાના કારણે "સાઉદી પ્રેસ એજન્સી"એ પોતાના એક પ્રકાશનમાં જીલ્હજની જે ‘‘રસ્મી તારીખ’’ લખી એના બીજા દિવસે પણ તે જ તારીખ‘‘ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડર’’પ્રમાણેની લખી. જ્યારે કે ‘‘એ દિવસે રસ્મી તારીખ તો ૨૨ હતી’’. આ ઉપરાંત એ જ એજન્સીએ ઈસ્લામી નવા વર્ષ ૧૪૨૯ ની મુબારકબાદ પોતાના તરફથી પ્રકાશિત કરી તેમાં પણ એણે ‘‘રસ્મી તારીખ’’ પ્રમાણે ૧લી મુહર્રમ ૧૪૨૯ હિજરીને, બુધવાર ૯જાન્યુઆરી ૨૦૦૮ પ્રમાણે બતાવવાના બદલે‘‘ ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડરપ્રમાણે’’ જુમેરાત ૧૦ જાન્યુઆરી ૨૦૦૮ બતાવી લખ્યુ કે, ‘‘وكالة الانباء السعوديه

تــحييــكــم وتبــدء ارســـالـهـــا مــعــكــم ليــوم

الخميس ١ محرم ١٤٢٩ ه الموافق ١٠ اينانير ٢٠٠٨م’’

આ જાહેરાતમાં સાઉદી પ્રેસ એજન્સીએ હિજરી નવા વર્ષની મુબારકબાદ અને એ તારીખના પ્રકાશનને ‘‘વકાલતુલ અમ્બાઅ’’ (પ્રેસએજન્સી)ની તરફ નિર્દેશિત કર્યુ છે. આ જ કારણ છે કે કુવૈત, બેહરીન, સિરીયા અને જોર્ડનની પ્રેસ એજન્સીઓએ પણ ઉમ્મુલ કુરા કેલેન્ડરથી પોતાનો સંબંધ જાહેર કરીને પોતાના ત્યાં અધિકારિક નવું વર્ષ અને એની મુબારકબાદ ૧લી મુહર્રમ મુતાબિક ૧૦ જાન્યુઆરી ૨૦૦૮ના પ્રમાણે જ બતાવી.

હવે, છેલ્લી વાત પણ જોઈ લો ! સાઉદીયાના સુપ્રિમ જજ અને મજલિસે કઝા આ'લાના મુખ્ય વ્યકિત તથા ચોટીના દીની આલિમ શેખ

સાલેહ અલ–લહિદાનએ ‘‘આશૂરા’’ની ફઝીલતનું વર્ણન કરતા સુન્નતે નબવી સલ.ના પ્રમાણે ૯મી અને ૧૦મી ''રસ્મી તારીખ''ના રોઝા રાખવાની તાકીદ કરતું જેબયાન આપ્યું છે એમાં પણ ''રસ્મી તારીખ''ના પ્રમાણે૧લી મુહર્રમને,૯ જાન્યુઆરી બુધવાર હોવાનું વર્ણન કરીને ફરમાવ્યું કે, ૧૭ જાન્યુઆરી જુમેરાતના ૯મી તથા૧૮જાન્યુઆરી જુમઅહ ના ૧૦મી મુહર્રમછે.(જુઓ શરૂ પાનથી પહલો઼)

حزب العلماء یوکے طرف سے بریلوی مکتب مفتیانِ کرام کوبھیجاجانے والا سوال اور اس کے جوابات:

محترم المقام حضرت مولانا مفتی -------صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد تسلیمات، درج ذیل استفتاء کے بارے میں جواب مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔امید ہے مزاجگرامی بعافیت ہوگا، دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں فقط والسلام استفتاء نمبر (ا) الف۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق رمضان کی ابتداء وانتہاء، نیز عیدالضحی کرنی جائز ہے یانہیں؟

ب۔ کیا چاند کی گواہیوں کو رصدگاہ کی پیشگوئیوں کے ساتھ مشروط کرنا جائز ہے؟ یعنی کہ رصدگاہ والے امکانِ رویئت جس دن بتلاتے ہوں تب چاند کی گواہیاں معتبر ہوں گی ورنہ نہیں۔

ج۔ یا ۲۹ ویں کی شام کو چاند کی رویت کی شہادت پر اور شہادت نہ آنے کی صورت میں ۳۰ دن پورے کر کے رمضان کی ابتداء وعیدین منائی جائیں گی چاہے رصد گاہ والے امکانِ رویت بتلائیں یا نہ بتلائیں۔

استفتاء نمبر (۲) الف: کیا اوقات صلوٰۃ کے تعین میں رصد گاہوں کے حسابات کو اولیت ہوگی یا ان نمازوں کے اوقات کی علامات کے مشاہدات کو؟

(ب) رصد گاہوں کے حسابات اور علامات کے مشاہدات کے اوقات میں اختلاف ہونے کی صورت میں کس پر عمل کیا جائے گا؟ بینوا، وتوجروا۔

(دستخط) یعقوب احمد مفتاحی، ناظم حزب العماء یوکے (حزب العلماء یوکے کی مہر)۔

جوابات:

فتوی (6) مفتی شہادت حسین صاحب، رضوی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**) رمضان کی ابتداء وانتہاء کسی چیز کی محض پیش گوئی پر کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **صوموا لرویته وافطروا لرویته فام غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین**۔ آپ نے بیان فرمایا کہ روزہ اور افطار کی بنا رویت پر ہے کہ پیش گوئی اس میں مفید نہیں، فقط الاعتبار ہے (**ب**) رویت کی شرعی شہادت کی موجودگی میں رویت ہلال کا حکم دیا جائے گا۔ یہ حکم مزید کسی چیز پر موقوف نہ ہوگا۔ اخبار اور جنتری کی پیش گوئیاں

مطابق ہوں یا مخالف (**ج**) ہاں یہ حکم حدیث کے مطابق ہے (کہ ۲۹ ویں کی شام کو چاند کی رویت کی شہادت آئے ا، اگر شہادت نہ آئے تو اس صورت میں ۳۰ دن پورے کر کے رمضان کی ابتداء وعیدین منائی جائیں گی چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویت بتلائیں یا نہ بتلائیں)۔(۔**جواب نمبر** 2 نمازوں کے اوقات۔ (**الف**) : (نمازوں کے اوقات کی علامات وشواہد کو (رصدگاہی حسابات پر) اولیت وفوقیت حاصل ہے۔

(**ب**) حساب اور علامات میں اختلاف کی صورت میں ترجیح علامات کو ہے۔درمختار میں ہے **لاعبرۃ بقول الموقتین ولوعدولا علی المذہب**۔واللہ اعلم

فتوی (7)[1] مفتی زین العابد ین صاحب جامعہ اشرفیہ۔ضلع فیض آباد

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔(**الف**) جولوگ آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں فلاں دن رویتِ ہلال ہوگی، فلاں انتیس کا مہینہ ہے اور فلاں تیس کا، پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑ جاتا ہے۔ان کے یہاں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجہ آفتاب سے دور نہیں ہوتا ہرگز نظر نہیں آتا اور جب بارہ درجے جدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے۔پھر وہ انتیس تاریخ کے وقت مغرب کی تقویم یعنی اس وقت فلک

بروج سے چاند سورج کے مقامات نکالکر فصل دیکھتے ہیں اگر آٹھ درجہ سے کم پایا حکم لگادیا کہ آج رویت ہرگز نہ ہوگی اور بارہ یااس سے زیادہ پایا تو جزم کرلیا کہ رویت ضرور ہوگی اور آٹھ اور بارہ کے درمیان مشکوک رکھتے ہیں اس لئے" **اس کا کچھ اعتبار شرعاً نہیں ہے اور ان کی پیشنگوئی کے مطابق کرنا جائز نہیں**"۔

(**ب**) : مشروط نہیں ہے مثلا وہ کہیں ۲۹ شعبان کو ضرور رویت ہوگی کل یکم رمضان ہے شام کو ابر ہو گیا رویت کی خبر نہ آئی ہرگز رمضان نہ قرار دیا جائے گا بلکہ یوم الشک ٹھہرے گا یا **وہ کہیں آج رویت نہیں ہوسکتی ہے کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے پھر آج رویت پر معتبر گواہی گذری فورًا قبول کی جائے گی اور خیال نہ کریں گے کہ بربنائے پیش گوئی آج رویت ناممکن تھی**۔

(**ج**): حضور پورنور ﷺ نے صوم وفطر کا حکم رویت پر معلق فرمایا بخاری، مسلم وغیرہما میں بہت اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صوموا لرویته واچروا الرویته فان اغمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین ۔ترجمہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو پس ہمیں اسی پر عمل فرض ہے، باقی رہا حساب! تو

اسے خود حضور ﷺ نے ایک لخت ساقط کردیا صاف ارشاد فرماتے ہیں انا امة امیة لانکتب ولانحسب الشهر هٰکذا وهٰکذا والشهر هٰکذا وهٰکذا، ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہے۔ ہم اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب وکتاب سے کیا کام، جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں۔

جواب نمبر2 نمازوں کے اوقات۔(**الف**) ۔۔۔رصدگاہوں کے حسابات اگر ان کے (مشاہدات کے)مطابق ہیں تو قابلِ عمل ہوں گے ورنہ نہیں(**ب**)**اختلاف کی صورت میں رصدگاھوں کے حسابات قابلِ عمل نھیں**۔

فتویٰ(8) مفتی محمد شریف الحق صاحب دار الافتاء دارالعلوم اشرفیه مبارکپور، اعظم گڑھ

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔(**الف**) رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق روزہ رکھنا یا چھوڑنا یا عید کی نماز پڑھنی جائز نہیں، درمختار میں ہے ولا عبرة بقول الموقتين ولو عدولا واللہ تعالیٰ اعلم

ب:۔۲۔**شھادت شرعیه کے قبول کو رصدگاھوں**

کی پیش گوئیوں کے ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں کہ وہ کالعدم ہیں اورشہادت شرعیہ تنہاء حجت ور ثبوتِ ہلال کیلئے موجِب تنویر الابصارمیں ہے فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذاثبت عندهم رویة اولٰئک بطریق موجب،اس کے تحت شامی میں''طریق موجب'' کی تفسیر میں ہے''کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی اویستفیض الخبر ۔واللہ تعالیٰ اعلم ۔**ج ۔۳:یقینا اگر ۲۹رمضان کو چاند ہوجانے کا ثبوت شرعی ہوجائے تودوسرے دن روزہ چھوڑدینا اور عید کرنا واجب ہے** اوراگر۲۹ کونہ چاندنظرآئے اورنہ شرعی ثبوت ملے تو۳۰ کی گنتی پوری کرکےاس کے دوسرے دن ۔خواہ''**رصدگاہ والے کچھ بھی کھیں ان کی طرف قطعاالتفات نہیں کیاجائے گا**''۔واللہ تعالیٰ اعلم

جواب نمبر 2 نمازوں کےاوقات۔(**الف**) مشاہدےکوترجیح حاصل ہوگی بشرطیکہ مشاہدہ کرنے والا مشاہدہ کا ماہر ہو نیز موسم صاف ہو گردوغبار ،کہر،دھوویں افق پرنہ ہوں۔

ایک شبہ یہ پیداہوتاہے کہ جب اوقات صلاۃ میں اہل توقیت کاقول

معتبر ہے تو رویتِ ہلال میں کیوں معتبر نہیں؟ اس کا جواب امام احمد رضا صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ چاند کے سلسلہ میں شریعت نے مدار رویت پر رکھا ہے یا تکمیل عدت پر ارشاد ہے صوموالرویۃ وافطروالرویۃ اورارشاد فرمایا **فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین یوما** ۔ نے بات کو بالکل واضح کر دیا۔ غُم کے اصل معنی یہ ہیں کہ چاند ''بدلی میں چھپ گیا'' اس کا حاصل یہ نکلا کہ اگر چاند افق میں اتنی اوپر آچکا ہے کہ اگر کوئی حائل نہ ہوتا تو نظر آجاتا مگر کسی حائل کی وجہ سے نظر نہیں آیا تو بھی تیس دن کی گنتی پوری کرنی واجب۔ یہ اس پر قطعی دلیل ہے کہ مدار صرف رویت پر ہے علاوہ ازیں ''**نحن امۃ** امیۃ لانکتب و لانحسب'' فرما کر ہلال کے سلسلہ میں حساب و کتاب کو کالعدم قرار دیدیا، ''بخلاف نماز کے، کہ اس کے اوقات طلوع غروب زوال وغیرہ پر رکھا ان کی رویت پر نہیں رکھا'' اس لئے اگر رویت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے طلوع، غروب وغیرہ کا علم ہوجائے تو وہ معتبر ہوگا۔۔

فتویٰ (9) مفتی دارالعلوم معین الاسلام تھام، ضلع بھروچ گجرات ھند

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**) جی نہیں (رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق عمل جائز نہیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (**ب**) **محض بے اصل اور شریعت پر زیادتی** (کرنا ہے کہ رویئت کی گواہیوں کو

رصدگاہ کی پیش گوئیوں سے مشروط کیا جائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (**ج) جی ھاں یھی حکم شرعی ھے** (کہ رویئت ہو جائے تو، بصورتِ دیگر ۳۰ دن پورے کریں چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویئت کا کہیں یا منع کریں) اِسی (گواہی) پر عمل فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اہل ہیئت وہ لوگ ہیں جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہلال ہوگی فلاں مہینہ ۲۹ کا ہوگا فلاں ۳۰ کا۔ پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے مگر **صحیح مذھب میں اس کا کچھ اعتبار نھیں اگرچہ ثقہ عادل ھوں اگرچہ ان کی جماعتِ کثیر یک زبان ایک ھی بات پر اتفاق کرے!**

درمختار میں ہے لاعبرة بقول الموقتين ولو عدولا على المذهب، ردالمحتار میں ہے بل في المعراج لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه. شارع علیہ السلام نے صوم، فطر و اضحیہ کا حکم رویت پر معلق فرمایا، بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہما میں ہے صوموا لرويته افطروا لرويته فان اغمى عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين، پس ہمیں اسی پر عمل کرنا فرض ہے۔

ثبوت رویت ھلال کے شرع میں سات طریقے

ھیں: (۱) چاند دیکھنے والے کی گواہی (۲) گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا (۳) شہادت علی القضاء: دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے حضور رویتِ ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دو شاہدان عادل اس گواہی و حکم کے وقت موجود تھے انہوں نے یہاں قاضی شرع سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شہر کے قاضی شرع کے حضور رویت ہلال کی شہادت گذری اور انہوں نے رویت ہلال کا حکم دیا (۴) کتاب القاضی الی القاضی: قاضی شرع کے سامنے شرعی گواہی گزری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنی اور مکتوب الیہ کا نام و پتہ پورا لکھا اور دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط فلاں شہر کے قاضی کے نام ہے وہ دونوں عادل باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے (۵) استفاضہ (٦) اکمال عدت: جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہوجائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائے گا (۷) توپیں سننے کی آواز: اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے ۲۹ کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالت ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں ۔ بہت مختصر ساتوں طریقے بیان ہوئے تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ ج ۴ کا مطالعہ کیا جائے۔

حساب کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یک لخت

ساقط کردیا! صاف ارشاد فرماتے ہیں: انا نحن امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا والشهر هٰكذ وهٰكذ ا ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں ۔۔۔ بخاری ومسلم ۔ بحمدہ تعالی اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں **ہمیں کسی حساب کتاب سے کیاکام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کاحساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں** واللہ تعالی اعلم ۔۔

فتوی (10) مفتی محمد شبیر احمد صاحب دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال ۔ (**الف**) صورتِ مسئولہ میں ثبوتِ ہلال کیلئے رویت یا شہادتِ شرعی شرط ہے ۔۔ جنتری اور علم ہیئت وغیرہ سے چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، حدیث پاک میں ہے صوموا لرويته وافطروا الرويته .هوا علم (۲) ہرگز نہیں اس کی پیش گوئی کا شرعا کوئی اعتبار نہیں ۔ هوا علم (۳) ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ ملنے کی صورت میں ۳۰ پورا کرنے کا حکم ہے بحوالہ کتب حدیث ہوا علم ۔

جواب نمبر 2۔ نمازوں کے اوقات (**الف**) **احادیث مبارکہ**

میں جو علامتیں بتلائی گئی ھیں اس کو اولیت حاصل ھے (رصدگاہوں کے حسابات کونہیں اس لئے مشاہدہ کو رصدگاہی حسابات پر فوقیت ہوگی) ہواعلم ۔**ب** (مشاہدہ والے) شرعی طریقہ پرعمل کیاجائے گا (جب مشاہدات اور رصدگاہی حسابات میں فرق ہوتو!) ھواعلم .

فتوی (11) مفتی محمد یعقوب صاحب دار الافتاء جامعه گلزار حبیب سولجر بازار کراچی 2

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال (**الف**) ''رصدگاہوں کی اطلاعات وحساب شرعاً معتبرنہیں'' کیونکہ اسلام میں اوقاتِ عبادات کا رویت اور علامات افقی سے اعتبار کیاہے اور اس بارے میں بطور احتیاط شہادتِ شرعی کولازمی قرار دیاہے **۔رصدگاہ یہ سائنسی ایجاد کے کرشمے وتجربے ھیں جن کے بارے میں خود اس کے موجِد برملااظھار کرچکے ھیں که یه حرف آخر نھیں ھوتے بلکه ھرتجربه دوسرے نئے حالات وتغیرات کاپیش خیمه ھوتا ھے اور ھر نیا تجربه پھلے اور سابق تجربه کو باطل**

کردیتاھے تو شرعا اس کا اعتبار نہیں ۔بخلاف شرعی قوانین کے کہ وہ مستحکم ہوتے ہیں اور دنیا میں تغیرات کے سامنے روبزوال نہیں ہوتے ۔اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ایسے ظابطے بیان فرماتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان کے شاہد ہیں مثلا آپ ﷺ نے رویت ہلال رمضان کے متعلق ارشاد فرمایا صوموا لرویتہ ۱۲ جو سب مفروضہ حساب کو منہدم کردیتا ہے ۱۲

فتوی (12) مفتی وقار الدین صاحب، دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال (**الف**) نبی کریم ﷺ نے چاند دیکھنے پر احکام مقرر کئے ہیں اور فرمایا صوموا لرویتہ وافطروا لرؤیتہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو تیس دن کا مہینہ پورا کرلو۔معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا رویت کے معاملہ میں منشا یہ ہے کہ عوام کو ان کی رویت پر احکام دئے جائیں تا کہ وہ عبادتیں اطمینان سے کرسکیں، چند حساب دانوں کے علم پر روزہ وافطار کو معلق نہ کردیا جائے کہ وہ غلطی کردیں تو ساری عبادتیں برباد ہوجائیں اور عوام کو اطمینان حاصل نہ ہو'' **جب شریعت نے احکام کا دارومدار رویت پر رکھاھے تو رویت ہونے کی صورت میں رمضان اور عید کے احکام شروع ھوجائیں گے اگرچہ وہ ''حساب**

کرنیوالوں کے خلاف ہو"۔

جواب نمبر 2 اوقاتِ نماز (الف) مختلف ممالک میں دن رات کی مقدار ایک نہیں ہوتی ہے ،لہٰذا جن اوقات میں دن رات اور طلوع وغروب روزانہ ہوتا ہواور رات چھوٹی یا بڑی ہوتی ہوان ممالک میں نمازیں، اوقات کے مطابق پڑھی جائیں گی اور مغرب وعشاء کے اوقات میں وہی اعتبار کیا جائے گا جس کو حدیث میں مقرر کردیا گیا۔۔۔لندن وغیرہ جن ممالک کا تذکرہ آپ نے کیا ہے ان میں بھی شفق غائب ہونے سے مغرب کا وقت ختم ہوگا ،بعض ائمہ نے سرخی کو شفق مانا ہے ان کے نزدیک سرخی پر احکام ہوں گے،اب آپ کا **یہ عذر کہ رات چھوٹی ہوتی ہے اس لئے عشاء کی نماز غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد پڑھ لی جائے "شرعاناقابل قبول "ہے۔**

جب آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت بھی ہوتا ہے مگر صبح کو کام پر جلدی جانے کی وجہ سے جلدی عشاء پڑھ کر سو جائے اور پھر صبح کام پر چلے جائیں اس کا **مقصد یہ ہواکہ ہرڈیوٹی والا ڈیوٹی کے اعتبار سے نماز پڑھ لیا کرے! مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ نماز جیسی اہم عبادت کو صرف دنیاکی خاطر بے وقت پڑھاجائے!** حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو اوقات مقررہ کے ساتھ مشروط کیا تھا،

اور(عسر پر دال) **جو احادیث آپنے نقل کی ہیں وہ سند کے اعتبار سے ایسی ہیں کہ محدثینِ مشہورین نے اور ائمہ میں سے کسی نے انھیں قابل عمل نہ بتایا اور ان کے خلاف جومستند احادیث تھیں ان پر عمل کیا**، ''**یہ حیلہ بازی ہے کہ اپنی سہولت کیلئے ایسی روایتیں تلاش کی جائیں جن سے اپنا مقصد حاصل ہوجائے**''!

دین میں آسانی حاصل کرنے کا اگر وہی مطلب لے لیا جائے جو آپ بیان کرر ہے ہیں **تو**(**کیا پھر**) **احکامِ شرعیہ کو بدل دیا جائے**(؟) اس لئے کہ جس پر یہ احکام شرعیہ لازم ہوتے ہیں یعنی عاقل بالغ (اس) کو''مکلف'' کہتے ہیں اور''یسر''اس کے مخالف ہے، لہٰذا (اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ احکام شرعیہ کو پس پشت ڈالکر اور) آجکل کی مشغول زندگی کی بنا پر جسوقت آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو، (ایسے ہی) گرمی میں اگر روزہ نہیں رکھ سکتے ہو تو''عیسائیوں'' کی طرح جاڑوں میں روزہ رکھ لیا جائے.

دیگر بریلوی فتاویٰ :

فتویٰ(13) مولانا محمد امجد علی رضوی صاحب از ماھنامہ طیبہ (گجراتی ،فروری ۱۹۹۴ء) احمد آباد۔ ھند

آپ فرماتے ہیں(۱) **فلکیاتی حساب کتاب جاننے والا**(**یا رصدگاہ والے**)**کھدیے کہ آج چاند ہے**

یا، نہیں ہے تو اس کا (نفیاً واثباتاً) کوئی اعتبار نہیں چاہے وہ شخص عادل ہو یا اِس طرح کے بھت سارے لوگ ایسا کہیں! ، کیونکہ شریعت میں چاند کا دیکھنا یا چاند دیکھنے کی گواہی کا ثبوت ملنا یہی معتبر ہے ۔ (۲) (رویتِ ہلال میں اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں اس لئے) ایک جگہ چاند دیکھا جائے تو وہ فقط اس جگہ کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ہے بشرطیکہ شرعاً معتبر خبر دوسری جگہ پہونچے (درمختار)۔

ذیل میں علماء کے اپنے خود کے بیانات ملاحظہ فرمائیں :

فتویٰ (14) مفتی محمد شفیع الھاشمیصاحب

اتحاد العلماء برطانیہ

آپ فرماتے ہیں: **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ امت کا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اگر حضور چاھتے تو اپنی امت کو روزہ ، عیدین اور حج ودیگر تمام مذھبی تھواروں کا قیامت تک کا کیلنڈر عنایت فرمادیتے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی بھتری میں ایسا نہیں کیا تاکہ مسلمان رویت کی شرعی برکتیں حاصل کرکے سنت کے مطابق عبادات کا تعین کرتے رھیں۔**

جولوگ مصر، اردن اور عرب امارات کی ’’شرعی شہادت‘‘ کو کیلنڈر قرار دیکر مسترد کردیتے تھے اب وہی لوگ خود کیلنڈر تقسیم کر چکے ہیں جس میں سال بھر کی عبادات اور مذہبی تہواروں کا وقت (رمضان وعیدین وغیرہ مہینوں کے چاند دیکھے بغیر ہی) پہلے سے متعین کر دیا گیا ہے جو شرعاً قابل قبول نہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ آبزرویٹری کی تقلید کرنے والے گروپ بھی جدا جدا عید کا اعلان کر چکے ہیں

جس سے برطانیہ کے مسلمانوں میں ایک نیا فساد پیدا کردیا گیا ہے (جنگ لندن ۱۶فروری ۱۹۹۵ء)

فتویٰ (15) مولانامفتی محمد سعید صاحب مرکزی سنی جماعت برطانیہ

علامہ مفتی محمد احمد سعید صاحب نے پاکستان کے خلائی تحقیقی ادارے ''اِسپارکو'' کے ڈائیریکٹر اسحاق مرزا کا دعوی کہ ۸جنوری پیر کی شام کو چاند دکھائی دینا چاہیئے اوراس کے مقابلہ میں ماہر فلکیات صمد رضوی کا یہ دعوی کہ پاکستان میں پیر کو چاند دکھائی دینا ناممکن ہے، **دونوں کے متضاد دعووں سے یہ بات مزید ثابت ہوجاتی ہے کہ ''رویتِ ہلال کے سلسلہ میں آبزرویٹری کے اعلانات غیر یقینی ہیں لہٰذا جو لوگ آئے دن اس پر زور دیتے رہتے ہیں کہ صرف آبزرویٹری کا ''امکانِ رویت فارمولہ ''تعینِ رمضان وعیدین کیلئے کافی ہے وہ لوگ شریعتِ اسلامیہ کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کے فیصلوں کی بنیاد ''یقینیات'' پر ہوتی ہے جیساکہ عینی گواہ جب چاند دیکھتے ہیں توانھیں یقین ہوتاھے کہ وہ چاند ھے** مگراس کے مقابلہ میں آبزرویٹری کے ماہرین، رویت کے سلسلہ میں متضاد بیانات کا شکار ہوتے رہتے ہیں جوکسی صورت ''مفیدِ یقین'' نہیں ہوتے !

جب ماہر فلکیات صمد رضوی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ پیر کو چاند دکھائی دینا

ناممکن ہے اس سے مزید معلوم ہوا کہ عدم امکان رویت کے باوجود چاند دیکھا جائے جیسا کہ پاکستان میں دیکھا گیا ہے۔**تو ثابت بھی ہوگیا کہ آبزرویٹری کی بنیاد پر امکان رویت ہو یا عدمِ امکانِ رویت ہو دونوں صورتوں میں کھلی آنکھ سے چاند کی تلاش ضروری ہے اور وجودِ قمر و نیومونِ والے فارمولے تو مزید گئے گذرے ہیں** (دی نیشن، جنوری ۱۹۹۵ء)۔

فتویٰ (16) عالمِ دین، پیرزادہ سردار احمد قادری صاحب

مشہور عالمِ دین اور قانونی ماہر سردار احمد قادری صاحب نے فرمایا کہ "میں ذاتی طور پر (شارع علیہ السلام کے وحیانہ فامولہ کو چھوڑ کر) کسی اور فارمولہ پر نہ تو یقین رکھتا ہوں اور نہ ہی "پیشگی اعلانوں کی پالیسی کو درست سمجھتا ہوں کیونکہ پہلے سے طے شدہ فارمولوں کی وجہ سے سب اختلافات پیدا ہوئے ہیں، اسکول کی چھٹی کے نام پر ہفتوں پہلے کئے گئے اعلانات سے جو فضاء مکدّر ہو جاتی ہے وہ سب کے سامنے ہے خواہ عید (یا رمضان) کسی بھی دن ہو جائے لیکن اس کا فیصلہ چاند کے متوقع طور پر نظر آنے کی شام کیا جائے تو اس سے نہ صرف حضور ﷺ کے عہد مبارک کے ایک اہم عمل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ عینی شاہدوں کی شہادت ملنے کی صورت میں کسی حتمی فیصلہ پر بھی پہونچا جا سکتا ہے۔۔۔اسکول و کام سے چھٹی کے لئے آسانی کے نام پر پہلے سے عید کی تعین کر لینے کے تصور اور اتحاد امت کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ: جب تک برطانیہ میں پیشگی فیصلے نہیں ہوتے تھے تو عیدین کے مواقع پر اتفاق و اتحاد کے عملی مظاہرے نظر آتے تھے۔۔۔سوال صرف یہ ہے کہ کیا ہم ایک دن کی (پیشگی)

چھٹی کے لئے اتحادِ امت کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں؟، اتحاد امت کو جو اولیت حاصل ہے علمائے کرام اسکی اہمیت سے آگاہ ہیں اور یہ حقیقت اُنسے پوشیدہ نہیں۔

ایک معاصر روزنامہ میں چھپنے والی خبر کے مطابق بلیکبرن سے ایک عالمِ دین کے فیکس کے مطابق ڈیوزبری کے چھ مسلمان (بشمول چار عوتوں) نے چودہ معززین کے سامنے جن میں تین علمائے کرام کے علاوہ علاقے کے کونسلر بھی شامل تھے حلفیہ طور پر (قسم اٹھا کر) بیان دیا کہ انہوں نے (شوال ۱۴۱۹ھ کا چاند مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء چہارشنبہ کی شام کو چار بجکر ۳۵ سے ۴۰ منٹ کے درمیان اپنے گھر کے باہر سے (عین مفروضہ **نیومون کے وقت**) چاند دیکھا ہے۔ اس تازہ ترین صورت حال پر میں نے **مرکزی امیر مفتی عبد الرسول منصور الازہری** سے فون پر دریافت کیا کہ آیا ان شہادتوں کی بنیاد پر سوموار کو عید الفطر پڑھنا جائز تھا؟ تو محترم مفتی صاحب نے اس کا جواب اثبات میں دیا اور فرمایا کہ ''**عینی شاہدوں کی صورت میں عید پڑھنا بالکل صحیح** تھا۔

حزب العلماء یوکے کی طرف سے دیوبندی مفتیانِ کرام ودارالعلوم دیوبند کو بھیجا جانے والا سوال اور اس کے جوابات:

حضرت مفتی۔۔۔۔۔صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں برطانیہ کا موسم ابر آلود ہونے کی بنا پر اکثر پہلا چاند نظر نہیں آتا اس لئے رمضان، عیدیں کے بارے میں کافی پریشانیاں رہتی ہیں۔ جس کے حل کے لئے کئی سال پہلے مفتی حضرات سے فتاویٰ طلب کئے گئے تھے اور جوابات آنے پر مشورہ کے مطابق برطانیہ کے قریب ترین مسلم ملک مراکش کے اعلانات پر عمل شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ تقریباً ۱۷ سال تک مراکش کی رویت پر عمل پیرا رہے مگر مراکش سے چاند کی خبر جلد نہ آنے (یعنی رات کو دس گیارہ بجے کبھی دو تین بجے اور کبھی دوسرے دن صبح کو خبر آنے) کی بناء پر عوام وخواص انتشار کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ ہمارے مسلک کے علماء حضرات کے دو فریق بن گئے اور یہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ بے چینی کا شکار ہیں لہٰذا آپ حضرات سے دوبارہ مشورہ طلب ہے برائے مہربانی فرصت نکال کر ہماری دینی رہنمائی فرمائیں کہ کیا سعودی عربیہ کی رویت پر ہم عمل پیراں ہوں تو کیا اسکی گنجائش ہے؟ چونکہ سعودی عربیہ اسلام کا مرکز ہے اور حرمین شریفین وہاں ہونے سے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے دلوں میں اسکا احترام ہے اور وہاں چاند کا فیصلہ شریعت کے مطابق ہوتا ہے اور محکمہ ''موسمیات کے حسابات کا اعتبار'' نہیں ہوتا۔ بینوا وتوجروا! فقط والسلام

احقر مولوی اسماعیل آدم کنتھاروی.

(اس پہلے سوال کے بعد دوبارہ ذیل کا سوال بھی بھیجا گیا)

سوال نمبر (۲)۔۔۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرعِ متین مندرجہ ذیل

مسئلہ میں:

کہسعودی عربیہ میں قرانِ شمش وقمر سے پہلے اور قرانِ شمش وقمر کے وقت یا قرانِ شمش وقمر کے چند گھنٹوں ہی کے بعد رویتِ ہلال کا فیصلہ کیا جاتا ہے آیا اسے معتبر مانا جائے گا یا نہیں؟ وہاں کے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہم آبزرویٹری کے حسابات کا کوئی اعتبار نہیں کرتے ہیں، ہم صرف رویتِ ہلال کا اعتبار کرتے ہیں تو اب شریعتِ اسلامیہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا چاند کی رویت کو بھی آبزرویٹری کی کسوٹی پر پرکھا جانا ضروری ہے؟ یا صرف مسلمانوں کی رویت کا اعتبار کرکے اسے قبول کیا جاسکتا ہے؟ جیسا کہ سعودیہ کے علماء کرام قبول فرماتے ہیں چاہے رویت قرانِ شمش وقمر سے قبل یا متصل یا چند گھنٹے بعد ہو۔ اس بارے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں یہاں ایک عالمِ دین نے یہ بات کہہ کر کہ سعودی عربیہ میں قران شمش وقمر سے قبل یا متصل یا چند ہی گھنٹوں بعد روئیتِ ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے وہ غلط ہے! اس لئے آنجناب کی طرف رجوع ہوکر دریافت کرتے ہیں

فقط والسلام احقر اسماعیل آدم مکور یا غفرلہ -------

نوٹ: مذکورسوال کے ساتھ ''دلائلِ یُسر'' بھی مفتیانِ کرام کو روانہ کئے گئے تھے تاکہ سوال میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ (مذکورہ استفتاء پر مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے فجزاھم اللہ خیرالجزاء واحسن الجزاء):

(محکمئہ موسمیات کے مفروضہ نیومون سے شھادتوں کومشروط نھیں کیاجاسکتاھے)

اہل سنت والجماعت کے دیوبندی مفتیان کرام کے فتاویٰ:

فتویٰ(۱۷) مفتی نظام الدین صاحب، مفتی حبیب الرحمن صاحب دارالعلوم

دیوبند، یوپی، ہند

ارشاد فرماتے ہیں کہ احقر کو بہت پہلے سے یہ معلوم تھا کہ **سعودی عربیہ میں قمری ماہ کی پہلی تاریخ کا تعین رمضان و عیدین وغیرہ کے لئے کسی جنتری یا حساب وغیرہ پر مبنی نہیں کیا جاتا۔ بلکہ شرعی شہادت، شرعی اصول اور طریقِ موجب کے مطابق کیا جاتا ہے** اور پھر اسکے مطابق ان عبادات پر عمل کیا جاتا ہے چنانچہ جب ۱۹۸۳ء میں ضیاء الدین **لاہوری کا مضمون اسکے خلاف شائع ہوا تھا اسوقت بھی احقر نے غلط اور اتہام بے بنیاد سمجھا تھا۔**

چنانچہ اسکے بعد جلد ہی معتمد علماء سعودی عرب کا تردیدی بیان شائع ہو کر حقیقت واضح ہو گئی تھی۔

خطۂ حجاز مقدس میں حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے اسے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے دلوں میں واجب الاحترام بھی کہدیں تو صحیح ہے۔ اسی طرح حکومت سعودی عربیہ چونکہ کتاب و سنت کے مطابق عمل کررہی ہے اسلئے اسکو بھی واجب الاحترام کہنا درست ہوگا اور وہاں سے رویت ہلال کا اعلان وغیرہ شرعی الفاظ میں اور شرعی ضابطہ کے مطابق اپنے یہاں کی قمری تاریخ کے حساب سے ۲۹ کی شام یا رات میں خبر آجائے اس کو ماننا اور عمل کرنا جائز رہے گا......واللہ اعلم۔

فتوی [1](۱۸) دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرات کا ایک اَور فتویٰ

برطانیہ کے کسی شخص نے ہمیں لکھا تھا کہ سعودیہ میں مدارِثبوتِ رویت محض جنتری پر ہوتا ہے۔اس پر احقر نے لکھا تھا کہ اگر واقعی اَیسی بات ہے تو سعودیہ کی رویت نا قابل اعتبار ہوگی اس کے بعد شیخ عبداللہ بن باز کا دارالافتاء ریاض کا اعلان شائع ہوا کہ ہم لوگ جنتری پر رویت کا حکم نہیں دیتے بلکہ احادیث کے مطابق شرعی ثبوت ملنے پر مدارِثبوتِ رویت رکھتے ہیں تو **احقر نے اپنی سابق تحریر سے رجوع نامہ بھی بھیج دیا تھا** پھر بھی احقر کی جانب اِن باتوں کا منسوب کرنا یہ اَور ظلم ہوگا بہرحال آپ حضرات (حزب العلماء یو کے اور جمعیۃ علماء برطانیہ) کا اتفاق واتحاد کرلینا بہت مبارک اِقدام ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیشہ حدودِشرع میں رہتے ہوئے پورے اتحادواتفاق سے عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین۔واللہ اعلم۔

(**نوٹ** : ایک فتینِ فطین نے علمائے برطانیہ کی جماعتوں میں اِس اتفاق کے کچھ عرصہ بعد حضرت کے پرانے فتوے کوفوٹو کاپی سے تازہ فتویٰ بنا کر برطانیہ میں تقسیم کرکے سخت فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی تھی جس پر ہماری طرف سے دارالافتاء یوبندکو پوچھا گیا جس پر حضرت مفتی صاحب نے اوپر والا جواب دیا!)

فتویٰ(۱۹)....فتویٰ دارالعلوم دیوبند !..........

اگرکسی جگہ بھی رویت ثابت ہوجائے اگر چہ وہ کتنی دورجگہ ہواگر چہ ہزاروں کوس پر ہوتو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کرنے کا اس کے موافق ہوجائے گا

(ازفتاویٰ دارالعلوم ج٦ص٣٨٠)۔

فتویٰ(20) مفتی یحییٰ صاحب مظاہر علوم سہارنپور

آپ حضرات سعودیہ عربیہ کے اعلان نیز چاند کے سلسلہ میں عمل کر سکتے ہیں , وہاں چاند دیکھنے کا اہتمام بہت زیادہ ہوتا ہے جیسے کہ مولانا عبداللہ عباس ندوی سے بھی معلوم ہوا **نیز وہاں کے اعلان کو معتبر ماننے کی صورت میں یہ خرابی بھی لازم نہیں آتی کہ آپکے یہاں ہر رمضان کا مہینہ 28 یا 31 دن کا ہوجائے اور یہ خرابی بھی نہیں کہ ہمیشہ 29 کا ہوا کرے جیسے کہ غیر معیّن ملک کے اعلان کو ماننے کی صورت میں مہینہ ہمیشہ 29 دن کا ہوتا ہے** نیز انگلینڈ کے عوام کے درمیان دوفریق ہونے کا خدشہ نہیں بلکہ امید قوی یہ ہے کہ وہاں کے تمام مسلمان سعودیہ عربیہ کے اعلان پر متفق رہیں گے، نیز سعودیہ عربیہ کا اعلان سہولت سے میسر ہوسکتا ہے اِسمیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی جیسے مراکش کے اعلان میں پیش آتی ہے۔اِن وجوہ کی بناپراحقر کو یہ خیال ہوا کہ وہاں کے اعلان پر اعتبار کرلیا جاوے۔

فتویٰ (21) مفتی اسماعیل بھڈکودروی صاحب دارالعلوم بھروچ ,کنتھاریہ گجرات

سعودی عربیہ میں رویتِ ہلال کا فیصلہ شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کے الفرقان میں شائع شدہ مضمون اورمولانا

منظور نعمانی صاحب کے پیش فرمودہ شواہد سے اور سعودیہ کے ادارہ البعوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد کے ذمہ دار کبار علماء کرام کی منظور کردہ تجاویز سے معلوم ہوتا ہے۔تو **محض اس بنیاد پر کہ فلکی ضوابط و حسابات کے اعتبار سے رویت غلط ثابت ہوتی ہے شرعاً اس کو غلط اور غیر معتبر کہنا درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد عالیہ انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الحدیث (بخاری، و مسلم)** صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وافطرو لرویته کے پیش نظر **رویت ہلال کی اس بات کے لئے علم ہیئت کی معلومات و حسابات پر اعتماد کرنا جائز اور درست نہیں ہے اور اسی طرح ان ہیئتی تحقیقات و حسابات پر اعتماد کرتے ہوئے شہادت معتبرہ سے ثابت شدہ رویت ہلال کی نفی کرنا اور اسے غلط قرار دینا بھی درست نہیں** ۔فلکی تحقیقات وحسابات اور کچھ حضرات کے عدم رویت کے بیان کی بنیاد پر شہادت رویت پر مبنی فیصلے کو غلط قرار دینا کہ جس سے دنیا بھر کے مسلمان اپنی چند اہم

عبادات (حج۔قربانی وغیرہ) میں تذبذب اور شک میں پڑ جائیں یہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔

برطانیہ والوں کے لئے سعودیہ کی رویت کی بنیاد پر فیصلہ کرنا درست اور جائز ھے کیونکہ طول البلد اور عرض البلد کے اختلاف کی نوعیت دیکھتے ہوئے یہ غالب گمان ہوتا ہے کہ اگر عوارضِ عدم رویت نہ ہوتو دونوں جگہوں پر ایک ہی رویت ہونی چاہئے اور برطانیہ کا مطلع ہمیشہ ابر آلود رہنے کی وجہ سے مقامی رویت مشکل ہے لہٰذا **سعودیہ کی رویت پر عمل کرنے سے مقامی رویت کے اعتبار سے مھینہ کے ۲۹ دن سے کم یا ۳۰دن سے زائد ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ھے**۔

فتویٰ (۲۶) مفتی برہان الدین صاحب سنبھلی

مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، لکھنو

محکمہ موسمیات یا رصدگاہ کی اطلاع کو شرعی اعتبار حاصل نہیں ہے اور **شرعی امور بالخصوص عبادات کے اثبات کے لئے وھی ذرائع مفید ہونگے جنھیں شریعت مطھّرہ نے معتبر ٹھہرایا ھے** ۔یہی وجہ ہے کہ دس سچے

کافروں کی گواہی پر فیصلہ نہیں ہوسکتا حالانکہ دو دین دار مسلمانوں کی شہادت حجت ہوجاتی ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ مہینوں کی آمدورفت کا مدار شریعت نے چاند کے دیکھے جانے پر رکھا ہے۔ چاند کے افق پر موجود ہونے پر نہیں ......۔ واللہ اعلم۔

فتویٰ (22) مفتی حبیب اللّٰہ قاسمی صاحب جونپور، یو پی، ھند

حدود شرعیہ کے اندر مراکش یا سعودی عربیہ کی رویت معتبر ہے لیکن سعودیہ کی رویت کا اعتبار قاطع نزع اور جامع المسلمین ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ اِس پر ہی اعتبار کیا جائے۔ آنجناب کے ارسال کردہ پمفلیٹ اور حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب کی تحریر اور مولانا عبداللہ عباس ندوی استاد جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرّمہ کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق **حکومت سعودی عربیہ شرعی ضابطہ کی پابندی کرتی ھے لھٰذا اگر شرعی ضابطہ کے تحت وھاں کی رویت موصول ھوسکتی ھے تو بالکل اعتبار کیا جائے۔ باقی بے سند افواھوں کی کمی نھیں ھے لیکن ان کا خیال نہ کیا جائے**۔ فقط واللہ اعلم۔

فتویٰ (23) مفتی عبدالقدوس رومی صاحب

دارالافتاء شاھی جامع مسجد آگرہ، یو پی

ایسی صورت میں کہ لندن میں رویتِ ہلال دشوار ہوتی ہے، اصولی طور پر تو بات یہی ہے کہ قریب ترین مسلم ملک کے فیصلہ پرعمل درآمد ہو لیکن آپ کی تحریر کے مطابق وہاں سے خبر کا حصول تاخیر سے ہوتا ہے اور وسائلِ خبر (ریڈیو اور ٹیلی ویژن) کی کثرت کے باعث خلفشار اور انتشار ہو جاتا ہے لہٰذا اس بات میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے **کہ لندن کے اہل علم اور دیندار ذمہ دار حضرات سعودی عرب کے اعلان پر اپنے فیصلہ کی بنیاد رکھ لیں، مگر اس میں یہ لحاظ ضروری ہوگا کہ ایسا کوئی فیصلہ نہ ہو جسکی وجہ سے مہینہ کے دنوں کی گنتی ۲۹ سے کم یا ۳۰ سے زائد نہ ہونے پائے، اسلئے بہتر صورت یہی ہوگی کہ آپ لوگ قمری تاریخوں کا تعیّن سعود ی عرب کے اعلان کے تابع رکھیں پورے سال بھر اگر اِسکا اہتمام رکھا جائے گا تو مہینہ کی گنتی ۲۹ سے کم یا ۳۰ سے زائد نہ ہونے پائیگی۔**

فتویٰ (24) مفتی عزیز الرحمن صاحب،

آپ نے محکمہ فلکیات اور تقویمات کے بارے میں دریافت کیا ہے چونکہ حدیث مبارکہ میں صوموا لرویته ......الخ میں امر کا صیغہ ہےاوروہ وجوب پر دلالت کرتا ہے اور یہ وجوب ثبوتِ رویت کے بعد ساقط ہوجاتا ہے۔

شریعت کو وجودِ هلال علی الافق سے بحث نهیں هے کیونکه وجود تو اسکا عالم کے کسی نه کسی افق پر ضرور هوتا هے۔ هاں رویت یا ثبوت رویت کا اعتبار کیا هے اسلئے یه وجوب کے معقول عذر کی بناء پر تو ساقط هوسکتا هے اس کے بعد هی کسی چیز کو رویت کا خلیفه قرار دیا جاسکتا هے اور رویت کا خلیفه نصابِ شهادت هے۔ وه نصابِ شهادت جو رویت پر مبنی هو نه که خبر پر اور نه حساب پر بلکه حساب کے بارے میں حدیث هے انا امة امیة ...... الخ ۔(اس لئے اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا ہے) اصل میں شہودِ شہر جیسا کہ آیت مبارک میں ہے فَمَنْ شَهِدمنکم الشَّهْرَ فلیصمه اورحدیث میں بھی ہے لاتصوموا حتیٰ تروهُ یہ نہی کا صیغہ ہے جو رویت پر دلالت کرتا ہے۔

صاحبِ هدایہ نے اَیسے آدمی کو فاسق قرار دیا ھے جو حساب کو مبنی قرار دیکر روزہ رکھتا ھے بلکہ بعض نے تو کافر تک کھدیا ھے وَاِنُ استحل افطارہ فرضًا من عدہ واجبًا صار کافرًا (مرقاۃ، جلد۴، ص ۲۴۲) اسکے بعد فرمایا ہے **ماھرینِ فلکیات کا قول غیر معبتر ھے اور اِس پر اجماع ھے۔ بعض نے کھا ھے کہ ان کا قول تردید کے لئے نقل کیا جاسکتا ھے دلیل کے لئے نھیں** ۔اس سے واضح ہوا کہ عدم رویت کی صورت میں **حساب خلیفہ نھیں ھوسکتا اور اگر خلیفہ قرار دیدیا جائے تو آیت مبارکہ اور حدیث پاک نعوذ باللّٰہ سب ساقط قرار پائیں گی**......حساب کی طرف توجہ نہ کریں کیونکہ شرعاً اسکو مردود قرار دیا ہے۔

فتویٰ(25) مفتی احمد خانپوری صاحب، دارالافتاء جامعہ ڈابھیل۔ سورت

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری روایت یہ ہے کہ **اختلافِ مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے** ۔اِسے عام فقہاء حنفیہ نے راجح

قرار دیا ہے یہاں تک کے مشرق ومغرب کے فاصلہ میں اختلافِ مطالع کو غیر معتبر قرار دیکر ایک جگہ کی رویت کو دوسری جگہ کے لئے حجّت مانا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رشیدیہ، فتاوی دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ، کفایت المفتی وغیرہ) **خلفشار اور فتنہ سے بچنے کے لئے کسی ایک مقام کی خبر کو عمل کے لئے سب مل کر متعیّن کرلیں تو کوئی حرج نہیں، سعودیہ کا فیصلہ ۲۹ تاریخ کو شہادت کی بنیاد پر ہے تو محلِ شہادت موجود ہے اسلئے قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔**

: دیگر دیوبندی فتاوی :

فتویٰ (26) حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ مفتی گجرات راندیر۔سورت

آپ فرماتے ہیں: **سعودی عربیہ کی خبر شرعی طریقہ پر ملے اور یہ خبر یہاں کے اعتبار سے انتیس ۲۹، تیس ۳۰ کے درمیان دائر ہو تو قابل قبول ہوسکتی ہے از روئے ظاہر روایت مطلع کا اختلاف مانع نہ ہوگا**۔ اٹھائیسواں یا اکتیسواں چاند لازم آتا ہوتو قابلِ قبول نہ ہوگا فتاوی عالمگیری میں ہے و لا عبرہ لاختلاف مطالع فی ظاهر الروایة کذا فی فتاویٰ قاضی خان و علیه فتویٰ الفقه ابی

الـلـيـث... الخ عالمگیری جلد۱۲صفحہ۲۱۱۔ علم الفقہ میں ہے کہ **ایک شهر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شهر والوں پر بھی حجّت ھے۔ اِن دونوں شهروں میں کِتنا ھی فاصلہ کیوں نہ ھو حتّٰی کہ اگر** ابتدائے مغرب **میں چاند دیکھا جائے اور اسکی خبر معتبر طریقه سے** انتہائے مشرق **کے رھنے والوں کو پھنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ھوگا** درالمختار۔ ردالمختار وغیرہ (علم الفقہ جلد۳صفحہ۱۷، بہشتی گوہر)۔

فتوىٰ (27) مولانا محمد حبیب الرحمان امیر الدین صاحب

آپ فرماتے ہیں: ’’شریعتِ اسلامیہ میں مہینوں کی ابتداء اور انتہاء میں نئے چاند کے دیکھے جانے کا اعتبار ہے، **جنتری ، کیلنڈر اور فلکی حسابات کا قطعًا اعتبار نہیں‘‘ اس لئے اگر سعودیہ سے پھلے خبر آئی ھے تو اس پر عمل کرنے میں کونسی بات مانع ھے** (جبکہ حرمین شریفین جو کہ) مسلمانوں کا قبلہ اور مرکزِ اسلام (بھی) ہے۔

فتوىٰ (28) شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ:

آپؒ نے حجتہ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا: کہ شریعت کے احکام کا مدار ظاہری امور (علامات) پر رکھا گیا ہے (ہیئت وفلکیات کی) فنی موشگافیوں اور حسابات پر نہیں رکھا گیا بلکہ **شریعت نے تو حسابات وغیرہ پر (شرعی احکام کا) دارو مدار رکھنے سے بھی روکا** ہے۔(حجتہ اللہ البالغہ، جلد۲، صفحہ۵۱)---(29) **ملا علی قاریؒ**: آپؒ فرماتے ہیں۔ان العمل علی ما یعتادہ المنجمون لیس من ھدینا و سنتنا بل علمھا یتعلق برویۃ الھلال فانا نراہ مرۃ تسعا و عشرین و مرۃ ثلثین ۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) یعنی **ستاروں کی رفتار کا علم رکھنے والوں کے قول پر اعتماد کرکے عمل کرنا ہم مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے** بلکہ اسکا مدار چاند دیکھنے پر ہے چنانچہ وہ کبھی ۲۹ کو نظر آتا ہے۔کبھی ۳۰ کو---

فتویٰ(30) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ :

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فتح الملہم میں تحریر فرمایا کہ **نبی پاک انے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جس طرح سے آبزرویٹی کا اعتبار نہیں کیا** ۔(فتح الملہم جلد۳، صفحہ۱۲۳)

فتویٰ (31) مفتی محمد شفیع صاحبؒ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رویئت ہلال'' میں تحریر فرمایا ہے کہ

بلاشبہ موجودہ دور میں فن ریاضی و فلکیات نے کافی ترقی کرلی ھے لیکن اسکے با وجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آج ایک محقِّق ماہر نے جو کچھ کِہ دیا وہ حرفِ آخر ھے آئندہ اِسکی تغلیظ کوئی نہیں کرسکتا ۔مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں کہ **۲۹ رمضان بروز جمعہ ۱۳۸۰ھ کے چاند کے بارے میں کراچی اور پنجاب کی آبزرویٹی کے آپس کے حساب میں فرق پڑگیا تھا** ۔پنجاب یونیورسٹی کے محکمۂ موسمیات نے بتایا تھا کہ جمعہ کی شام عید کا چاند نظر آنے کا امکان کم ہے جبکہ اِسی چاند کے بارے میں کراچی کی موسمیات والوں نے بتایا کہ چاند نظر آنے کا امکان ہے(رویئت ہلال از مفتی محمد شفیع صاحب ،ص۳۲ تا ۳۴)

فتوی ٰ(32) حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ

:آپؒ مشکوٰۃ شریف کی شرح اوراپنی تصنیف ''التعلیق الصبیح ''میں حدیثِ اُمیّ کے ماتحت ''فلکیاتی مفروضات'' پرعمل کرنے والےکو ہدایت سے باہر بتلاتے ہیں(جیسے کہ بعض نے اسے کافر تک بھی کہنے کا فتویٰ پیچھے گذرا) :

وقوله لانکتب ولانحسب :ان العمل بالحساب علی مایتعارفه المنجمون ویتعاطونه لیس مماتعهد نا به ولاامرنا اذلیس ذٰلک من هدینا وسمتنا فی شیء واللہاعلم (ج ۲ ص ۳۷۷)

مختلف حضرات کے سوالا ت پر مختلف

مفتی حضرات کے جوابات :

گلاسگو سے جناب غلام علی صاحب نے سعودی عربیہ کی مجلس قضاء اعلیٰ کی جانب سے ثبوتِ ہلال کے اعلانات پر فلکیاتی قواعد کی رو سے مختلف اشکالات لکھ کر ان کی صحت وعدم صحت کے متعلق دارالعلوم کراچی کو سوال بھیجا جسکے جواب میں درج ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

فتویٰ (33) الجواب **از: مفتی محمد عثمان صاحب ۔مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ۔مفتی محمد عبدالمنان صاحب۔مفتی محمود اشرف صاحب**

حامداً ومصلیاً۔۔۔۔۔ آپ نے اپنے سوال میں جن باتوں اور اشکالات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فلکی حسابات کی رو سے سعودی حکومت کے رؤیتِ ہلال کے اعلانات بعض مرتبہ قابلِ اِشکال ہوتے ہیں، اور **بسااوقات ان کی طرف سے اَیسے وقت میں بھی رؤیتِ ہلال کا اعلان ہوتا ہے جب" فلکی حسابات" کے اعتبار سے وہاں رؤیت ممکن نہیں ہوتی** جسکی مثالیں اور ثبوت بھی آپ نے ارسال فرمائے ہیں۔ یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں،۔۔۔**لیکن بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح فلکی حسابات سے مخالف گواہی شرعاً قابلِ قبول ہے یا نہیں ؟۔۔۔ (تو) علمائے کرام کی ایک "بڑی جماعت "کا قول یہ ہے کہ فلکی حسابات کا اعتبار نہیں اور اَیسی صورت میں رؤیت کی گواہی معتبر مانی جائے گی**۔ چنانچہ اس موضوع پر حضرت اقدس

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دستخط سے ایک تفصیلی فتوی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے جاری ہو چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذاہبِ اربعہ کے جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ **شہادت اور فلکی حسابات میں تضاد کی صورت میں شہادت یعنی گواهی کا اعتبار ہوگا اور فلکی حسابات کو معتبر نہیں سمجھا جائیگا** ۔(رجسٹر نقل فتاوی:۶۱/۴۶/۷،۶۱/۴۸۵).

جرمنی سے سعودیہ کے اعلان سے متعلق سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

فتوی (34) الجواب: '' سعودی حکومت کا کہنا یہی ہے کہ ان کے ہاں رؤیت ہلال کا فیصلہ خالص شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے، اور رؤیت کے مطابق ہوتا ہے، فلکی حسابات کی بنیاد پر نہیں، اگرچہ **سعودی حکومت کے اس اعلان کی صداقت پر بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں لی**۶۱

بہت سے حضرات کو سعودی عرب کے اعلان پر اس وجہ سے اطمینان نہیں ہوتا کہ بسا اوقات سعودی حکومت کا اعلان فلکی حسابات کے خلاف ہوا ہے، یعنی رؤیت کا فیصلہ ایسے وقت کر دیا گیا ہے جب سعودی عرب میں فلکی حساب کی رو سے رؤیت ممکن ہی نہیں تھی لیکن **شریعت میں چونکہ رؤیت کا مدار شرعی ضابطئہ شہادت پر ہے اور فلکی حساب**

پر مدار نہیں ۔اس لئے اہل جرمنی اگر سعودی عرب کے فیصلے پر عمل کرلیں تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔(رجسٹر نقل فتاویٰ ۵۶/۴۶۱)

فتویٰ(35) شیخ عبدالعزیزابن باز کافتویٰ مولانا صہیب حسن حفظہ اللہ کے نام

آپ مولانا صہیب حسن صاحب حفظہ اللہ امیر جمعیۃ اہلِ حدیث کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: **من عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز الی حضرۃ الاخ المکرم الشیخ صہیب حسن عبد الغفار وفقہ اللہ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد وصلنی کتابکم المتضمن بیان الخلاف الذی وقع بین المسلمین فی بریطانیہ عند بدء شہر رمضان ....حول العمل الجاری فی المملکۃ فی موضوع رویۃ الھلال وطلبکم الافادۃ عن حقیقۃ مزاغمہ کل ذٰلک کان معلوما .وافیدکم ...اما دعوٰی صاحب الفتوی ان السعودیۃ تقدم جوائز لمن یشھد بالرؤیۃ المطابقۃ للتقویم الرسمی العد .فھٰذا شیء باطل لا اساس لہ من الصحۃ بل ھو من کذب الکذّابین الذین فی قلوبھم غل علی الحکومۃ السعودیۃ .اومن جھل ۃ بعید قول کل ناطق .والاعتماد فی اثبات دخول الشھر فی المملکۃ ھوعلی ثبوت الرئویۃ لامطابقۃ التقویم العد الذی اشار الیہ صاحب الفتوی فان التقویم المذکور معتمد علی حسابات فلکیۃ لضبط امورالرسمیۃ المتعلّقۃ بالدولۃ وعند حصول......مخالفتہ للرؤیۃ فان الاعتبار بالرؤیۃ لابہ والامثلۃ علی ذٰلک کثیرۃ مشھورۃ لاتخفی ..الخ**

(عبد العزیز عبد اللہ بن باز)

الرئیس العام لادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد

ترجمہ: جو کہتا ہے کہ ''سعودی عربیہ میں ''رسمی تقویم'' (ام القری) کے مطابق جو شخص چاند کی رویت کی گواہی دینے کے لئے پہلے آتا ہے اسے انعامات سے نوازا جاتا ہے تو یہ غلط اور ان کذّابوں کے کذب میں سے یہ ایک جھوٹ ہے جن کے دلوں میں مملکتِ سعودیہ کیلئے کینہ بھرا ہے !۔جبکہ مملکت میں مہینہ شروع کرنے کے لئے ''رویت ہلال کے ثبوت'' پر اعتماد کیا جاتا ہے نہ کہ رسمی تقویم (ام القری) پر!، کیونکہ یہ تقویم تو فلکی حساب پر مبنی ہے جو مملکت کی دفتری تاریخوں کی ضرورت کے لئے ہے ،اور جب یہ رویت سے خلاف ہو تو رویت ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ ام القریٰ کی تاریخ کا۔اس طرح مملکت میں عمل کی بہت ساری مشہور مثالیں ہیں جو کسی سے مخفی نہیں الخ.

فتویٰ (36) دارالافتاء ریاض کا فتویٰ حزب العلماء یوکے کے نام

اسی طرح حزب العلماء یو کے نے بھی شیخ بن بازؒ کو ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۸۷ء بروز بدھ ایک سوال سعودی عربیہ میں رمضان و عیدین اور دیگر مہینوں کی تاریخ کے تعیّن کے طریقہ کو معلوم کرنے کے لئے لکھا کہ: کیا یہ تاریخیں رویتِ ہلال پر مبنی ہوتی ہیں یا ام القری تقویم پر؟ جس پر مورخہ ۲۱ جمادی الاولی ۱۴۰۸ھ کے جواب میں کبارِ علماء کے اجلاس کے تفصیلی فیصلوں وفتاویٰ کی تحریرات موصول ہوئیں۔اِن فتاویٰ میں آپ ﷺ کی حدیثِ مبارکہ انــــا امة

انیة۔۔کے ماتحت عین سنتِ نبویہ ﷺ اور نیومون تھیوری کے حوالہ سے تمام اشکالات وسوالات کے تفصیلی جوابات دئے گئے ہیں، ملاحظہ ہو:

مخصوص اقتباسات:

من عبد العزیز بن عبد اللہبن بازالی حضرة الاخ المکرم فضیلة الامین العام لحزب العلماء فی بریطانیایعقوب بن احمد مفتاحی سلمہ اللہ .

فاشیر الی استفتائک المقیدبادارة البحوث العلمیةوالافتاء برقم (۲۲۰۳) ..تسئل فیہ عن کیفیة معرفةبدء شهر رمضان ونهایتها بالمملکة العربیة السعودیةواسئلة اخری تتعلق بالصیام والصلاة..وافیدک انه سبق ان صدر من هیئة کبار العلماء ومن لجنة الدائمة للبحوث العلمیةوالافتاء عما سئلت عنه فنرفق لک نسخامنها..

(عبد العزیزعبد اللہبن باز) الرئیس العام لادارة البحوث الاسلامیة)

.... نظرا لمایترتب علی معرفة اول یوم من شهر رمضان من اهمیة بالنسبتة لشهر رمضان المبارک فان وزارة العدل تقوم فی شهر رجب من کل عام بالتعمیم علی المحاکم بان عل القضاة ان یئوکدواعلی الناس تحری رئویة الهلال ۔۔الخ (نوٹ:اس جگہ وہی ساری تفصیل ہے جوآئندہ ذکر کئے گئے شیخ الحرمین کے خط میں ہے جسے قارئین

آگے ملاحظہ فرمائیں گے اس لئے انہیں اوراس کے ترجمہ کونقل نہیں کیا جاتا)۔

پھرایک جگہ ''حساب ونیومون تھیوری اورامت کی امیت کے حوالہ سے یہ'' سوال'' کہ اہل فن کی کثرت نے اس امیت کوختم کردیاہے،اسے نقل فرماکرجواب دیتے ہوئے فرمایا:

و قالوا ان تعليق الحكم بثبوت الشهر على الاهلة معلل بوصف الامة بانها امية وقدزال عنها هٰذاالوصف فقدكثرعلماء النجوم وبذٰلک يزول تعليق الحكم بالرئية اوبخصوص الرئوية ويعتبر الحساب وحده اصلا اويعتبر اصلا اخرالى جانب الرئوية:والجواب :ان يقال :ان وصف الامة بانها امية لايزال قائما بالنسبة لعلم سيرالشمش والقمر وسائر الكواكب ..ولوفرض زوال وصف الامية عن الامة فى علم الحساب لم يجز الاعتماد عليه فى اثباتِ الاهلة لان رسول اللهﷺعلق الحكم بالرئويةاواكمال العدة ولم يامربالرجوع الى الحساب.. تواس کے جواب میں فرمایا گیاکہ ''چاندسورج اورکواکب کی گردش کے علم سے امت سے امیت کا وصف علم حساب(فلکی) میں زائل نہیں ہوگا''اور ہلال کے ثابت کرنے میں(رویت کو نیومون مفروضہ کے قواعد سے مشروط کرتے ہوئے) اس (کے حساب) پراعتمادنہیں کرسکتے کیونکہ آپﷺ نے حکم کو(فلکی حساب پرمبنی کرنے کے بجائے محض ''شرعی ۳۰ تاریخ'' کی رات میں اس کی غیرمشروط)رویت پر موقوف کیایا(تیسویں رات کوچاند نہ دکھائی دینے کی صورت میں)۳۰دن کی تکمیل کا ہی حکم دیا۔

پھر یہ سوال کہ نمازوں کے اوقات کے مانند ہلال کی تعیین میں توقیت کیوں نہیں؟جس کے متعلق فرمایا گیا:وقالوا ان توقيت بدء الشهر القمرى ونهويته لايختلف من توقيت الصلوات الخمس ..فليعتبروه فى بدء الشهر ونهايته:اجيب بان الشرع اناط الحكم فى الاوقات بوجودها قال تعالى اقم الصلوٰة لدلوک الشمش الى غسق الليل

وقرآن الفجر... فصلت السنة ذٰلک ،واناط وجوب صوم رمضان برئوية الهلال ولم تعلق الحکم فی شئی من ذٰلک علی حساب المنازل وانماالعبرة بدليل الحکم... عن طريق رئوية الهلال بدليل حديث لاتصوموا حتی تروه ولاتفطرواحتی تروه الخ، توجواباً فرمایا کہ نمازوں کے اوقات اللہ نے خود مقرر فرمادئے ہیں جیسے فرمایا ''سورج کے زوال سے (ظہر،عصراور) رات کو (مغرب وعشاء) اور فجر کی نمازیں قائم کرو'' اور روزہ کی فرضیت میں بعینہ ''چاند دیکھنے'' کو کہا گیا، چاند کی ''منازل کے حساب'' وغیرہ کسی (فلکی) حساب سے ''روزہ کے حکم'' کو معلّق نہیں کیا گیااور اعتبار ''حکم'' کا ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمادیا کہ ''چاند دیکھے بغیر روزہ مت رکھواور نہ ہی رمضان ختم کرو''۔

حرمین شریفین کے امام ،خطیب و وزیرشیخ سبیّلحفظہ اللہ!

(اصل عربی عبارت صفحہ 134 پرملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: محترم یعقوب احمد مفتاحی اوراس مسئلہ سے وابستہ حضرات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد، مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سعودی عربیہ میں رمضان وعیدین کی تعیین کے متعلق جو باتیں پھیلائی جارہی ہیں وہ سب غلط ہیں۔قرآن میں اللہ کے فرامین يسئلونک عن الهله نیز الحج اشهر معلومات، نیز فمن شهد منكم الشهر فليصمه اورحدیث میں صوموا لروئيته وافطروالروئيته کے صریح نصوص کے مطابق ان ایام کی تعیین

کامدار ہلال شرعیہ کے آنکھوں دیکھے ثبوت پر ہی موقوف ہے، اسکے لئے فلکیات وآبزرویٹری کی پیش گوئیوں اوراس کے (مفروضہ نیومون) حساب کا کوئی عمل دخل واعتبار نہیں کیا جاسکتا اسی لئے سعودیہ میں نبوی طریقہ پر ہی عمل ہوتا ہے ۔

سعودیہ میں کس طرح ان ایام کی تعیین کا التزام ہوتا ہے وہ میں اپنے بھائیوں پر واضح کرتا ہوں:۔سعودیہ میں ہر سال رجب کے مہینہ میں مجلس قضاء اعلی کا اجلاس منعقد ہوتا ہے اور شعبان کی تعیین کیلئے قاضیوں کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو شعبان کے چاند کو دیکھنے کی کوشش کرنے کا کہیں (جیسے کہ آپ ﷺ بھی رجب کے اختتام پر صحابہؓ کو رمضان کیلئے شعبان کا چاند دیکھنے کی تاکید فرماتے تھے)۔ پھر آخرِ شعبان میں مجلس قضاء اعلی کا دوبارہ اجلاس ہوتا ہے جس میں قاضیوں کے پاس شہادتوں سے ہلال کے ثبوت کے مطابق یکم شعبان کی جو تعیین ہوئی تھی اس کے مطابق عوام الناس سے ۲۹ شعبان کی شام کو رمضان کا چاند دیکھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔

پھر ۲۹ شعبان کی شام تیسویں رات کو مملکت میں ہر بلد میں قاضی موجود رہتے ہیں تاکہ چاند دیکھا جائے تو آنیوالی شہادتوں اور گواہوں کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے کہ اسے کیسے دیکھا، کہاں دیکھا اور سورج کے غروب ہونے کی کتنی دیر بعد دیکھا وغیرہ مختلف ایسے سوالات کہ جن کے جوابات سے چاند دیکھے جانے کے امکان کی صحت کا یقین ہوجائے، کئے جاتے ہیں اور اسکے صحیح ہونے

کے یقین کے بعد قاضی اس کی صحت عدمِ صحت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پھر یہ فیصلے مجلس قضاء اعلیٰ (سپریم کورٹ) کے ذمہ داروں تک پہونچائے جاتے ہیں جو اس رات کو مخصوص جگہ پر موجود ہوتے ہیں اور یکم رمضان کے فیصلہ کا اعلان کرتے ہیں اور اسی طرح عیدین وذی الحجہ کی تعیین ہوتی ہے پھر چاند کے ثبوت کے فیصلہ کو میڈیا کے ذریعہ عام کر دیا جاتا ہے۔

رہا ام القری تقویم جو کہ فلکی حساب پر مبنی ہے، اس پر رمضان وعید اور حج کے ثبوت کیلئے اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ وہ تو مملکت کی دفتری ضرورتوں میں استعمال ہوتی ہے اور شرعی احکام میں تو اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے جو شریعت کا طریقہ ہے جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت بیان کیا گیا ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دستخط۔ (محمد بن عبداللہ السبیل)

الرئيس العام لشئون المسجد الحرام

والمسجد النبوی و امام

وخطيب المسجد الحرام

شیخ الحرمین وامام وخطیب حرم مکہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ کا خط مسلمانوں کے نام

المملكة العربية السعودية
الرئاسة العامة لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي
مكتب الرئيس

الرقم: ــــــــــ
التاريخ: ٢٥/ ٢/ ١٤٢٠
المشفوعات: ــــــــ

فضيلة الشيخ/ يعقوب احمد مفتاحي ومن يهمه الأمر من اخوتنا المسلمين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .. وبعد :

تجيباً على استفساركم عن طريقة ثبوت رؤية هلال شهر رمضان وشهر ذي الحجة ولإزالة ما يثيره بعض الناس من الشائعات غير صحيحة في بعض البلدان حول رؤية هلال شهر رمضان وشهر ذي الحجة في المملكة العربية السعودية أكتب هذه الأسطر اليكم

﴿ أقول وبالله التوفيق ﴾

من المعلوم ان هناك احكام شرعية مقيدة بأوقاتها وتتكرر كل عام مثل صوم رمضان والحج وان الشرع حينما وقتها بين لنا كذلك طريقة دخول وقتها من خروجها .

قال الله تعالى :

﴿ يسئلونك عن الأهلة قل هي مواقيت للناس والحج ﴾ .

وقال تعالى: الحج أشهر معلومات .

وقال تعالى : فمن شهد منكم الشهر فليصمه .

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته .

فهذه النصوص صريحة بأن ثبوت أوقات الأحكام المذكورة انما يكون بثبوت رؤية هلال الشرعي وليس فيه اي اعتماد على الحساب الفلكي المعمول به في المملكة وغيرها .

كما نريد ان أوضح على اخوتي المسلمين بأن في المملكة العربية السعودية نتبع هذه الطريقة الشرعية لثبوت شهر رمضان وشوال وذي الحجة .

والنظام المتبع عندنا هو كمايلي :-

إن مجلس القضاء الأعلى يقوم في شهر رجب من كل عام بالتعميم على المحاكم بأن على القضاة أن يؤكدوا على التحري من تحري رؤية هلال شهر شعبان . وفي أواخر شعبان يجتمع مجلس القضاء الأعلى في المملكة للإطلاع على ما يرد من القضاة من شهادات برؤية هلال شهر شعبان وبعد دراسة ذلك يصدر المجلس الأعلى قراراً بإثبات لما شرعاً من اول يوم من شهر شعبان . وبناءً على ذلك تبين الليلة التي يجري فيها تحري رؤية هلال رمضان من ايام الأسبوع وهي ليلة الثلاثين من شعبان ويكون القضاة في كل بلد مجتمعين وعلى أهبة الإستعداد لاستقبال من يتقدم اليهم بشهادة برؤية هلال رمضان وبعد ضبط شهادة والتثبت من عدالته ويناقشه في شهادته بأنه كيف رأى الهلال؟ وفي اي مكان رآه؟ وكم كان زمن بقائه وبين الشمس؟

إلى غير ذلك من الأسئلة التي يقصد منها التحقق من صحة إمكان رؤيته وبعد ذلك يتصل قضاة البلد بشهادة الرؤية إلى رئاسة مجلس القضاء الأعلى وفي نفس الليلة يكون مجلس القضاء مجتمعاً في مقره للإطلاع على ما قد يرد من القضاة حول رؤية الهلال وعندما يثبت لدى المجلس دخول الشهر يعد قراراً بثبوت شهر رمضان المبارك .

ومثل ذلك يتبع لثبوت شهر شوال وشهر ذي الحجة وهكذا بعد اعتماد القرار من المقام السامي يتم التعميم على القضاة لإبلاغه للمواطنين والمقيمين بواسطة الإذاعة والصحافة والتلفاز .

وهناك امر آخر هام تجدر الإشارة إليه وهو ان تقويم أم القرى للطبع على الحساب الفلكي لا يعتمد عليه لإثبات صوم رمضان والعيد والحج بل يعتمد عليه لإدارة امور الدولة الأخرى أما الإعتماد في الأحكام الشرعية كالمذكورة فيكون على طريق الذي اتبعه الشرع وعلى الطريقة التي وردت في كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم .

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته ......

الرئيس العام
لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي
إمام وخطيب المسجد الحرام

محمد بن عبد الله السبيل

(١٧/١/ ٠ للعمادي)

فتویٰ (37) مفتی ابوظفر صاحب دیوبندی حفظہ اللہ (حال مقیم برطانیہ و امام وخطیب برمنگھم اسٹیشن روڈ مسجد)

آپ نے رویت وثبوت ہلال کے متعلق معترضین کے اعتراضات کی تفصیل کے حوالہ سے جواباً ایک مفصل تحریر روانہ فرمائی، چونکہ وہ ایک مستقل رسالہ کی شکل ہے جس کو یہاں شامل کرنے کی یہ کتاب متحمل نہیں، اس لئے مفتی صاحب کے چندہ دلائل کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ۔(یاد رہے کہ مفتی صاحب نے معترضین کے اشتہاری پرچوں کی دھجیاں بکھیر کر انہیں اچھی نصیحتوں سے صراط مستقیم کی طرف واپس آنے کی دعوت بھی دی)۔

آپ فرماتے ہیں: **روح المعانی میں علامہ آلوسی بغدادیؒ نے والقمر قدرناہ منازلکی تفسیر میں ''منازل کو مشرکین اور ہنود کے حوالہ سے کافروں کی بات قرار دی ہے''** لہذا ایسے تردیدی حوالہ جات کے فلکی حسابات کو شرعاً ثبوت ہلال کے لئے دلیل میں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے، **جس بات کی سند اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو وہ شریعت ہے نہ کہ وہ جو**

کافروں اور مشرکوں پر ختم ھو! امام ابوحنیفہؒ سے لیکر شامی تک تمام حنفی ،شافعی،مالکی اور حنبلی علماء وفقہاءؒ لاعبرۃ بقول الموقتین ولوعدولا پر متفق ھیں (در مختار ج 2ص100)، یہ جبال العلوم تو اللہ ورسول علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کھتے ھیں کہ اُنھیں چھوڑو مجھ پر ایمان لائو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟!

ایک علامہ سبکی ھیں مگر ان پر بھی کون ایمان لایاھے ؟ دیکھیں یہ حوالے:ولا عبربقول الموقتین ولوعدولا علی مذھب الصحیح.(ایضاج ۲ص ۱۰۰) ،ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لایعتبر قولھم” بالاجماع“ولایجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ وفی النھر فلایلزم بقول الموقتین انہ ای الھلال یکون فی السماء لیلۃ کذا وان کانواعدولا فی الصحیح کمافی الایضاح ،للامام السبکی الشافعی تالیف مال فیہ الی اعتماد قولھم لان الحساب قطعی اہ ومثلہ فی شرح الوھبانیۃ قلت ماقالہ السبکی ردّہ متئاخر واھل

مذهبه منهم ابن الحجر والرملی فی شرح المنهاج ..(رد المحتار ج۲ص ۱۰۰)

(۲) رویتِ ہلال کے ثبوت کے لئے جوشرائط ہیں ان میں ایمان وعدالت کی شرط سے کافروں اورمشرکوں کے فلکیاتی حساب کی تردید ہوجائے گی (۳) رصد گاہ والوں کاقول بدلتارہتاہے اور بدلتارہے گا اور بالآخر فناہوجائے گا (۴)**احادیثِ شریفہ میں ایسا ''کوئی لفظ'' نہیں ہے جس سے** رویت کو ''**رویتِ محقّقہ**'' کاعنوان دیاجائے اورمخالفِ حساب ''یعنی رویت کو غیر محقّقہ'' کہاجائے (۵)درمختار کی عبارت لاعبرۃ بقول المئوقتین ولو عدولا ای فی وجوبالصوم علی الناس بل فی المعراج لایعتبر قولهم بالاجماع ولایجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه وفی الشهر فلایلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة وان کانوا عدولا فی الصحیح کما فی الایضاح، اس عبارت سے رصدگاہ والوں کی شرائط کارد ہوجاتاہے(درمختارج۲ ص۱۰۰)(۶) یہ جوکہا گیا کہ رصدگاہ والوں کی بات ہرگز معتبرنہیں یہ لوگوں پر روزوں کے وجوب کے سلسلہ میں ہے ''بطور انکار حقیقت نہیں ہے (''یعنی رصدگاہی مفروضات کی حقیقت کیسی ہی کیوں ہواس سے شرعی احکام نہ تو ثابت ہوں گےاور نہ ہی رد ہوں گےاورشرعی احکام کے ثبوت وعدم ثبوت کا مدارصرف اورصرف ''شرعی شرائط'' کے تحت ہی ہوگا چاہے فلکی حساب کوقطعی ہی کیوں نہ مان لیاجائے۔ی م)

(مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں:)

علامہ سبکی جوکہ حساب کے قائل ہیں **علامہ شامیؒ نے یہ**

کھکر اُن کی اس طرح تردید فرمائی کہ ’’جوکچھ سبکی نے کہا اس کو ان کے ہم مذہب اور بعد والوں نے مردود قرار دیاھے جن میں حافظ ابن حجرؒ اور رملی بھی ھیں (رد المحتار ج۲ص۱۰۰) ملاحظہ ہو یہ حوالہ جات۔۔۔۔ وللامام السبکی الشافعی تالیف مال فیہ الی اعتماد قولھم لان الحساب قطعی اہ ومثلہ فی شرح الوھبانیۃ قلت ماقالہ السبکی ردّہ متاخر واھل مذھبہ منھم ابن الحجر والرملی فی شرح المنھاج(رد المحتار ج۲ ص ۱۰۰)

(۷) دنیا میں جہاں بھی چاند ہو جائے گا ہر جگہ والوں پر عمل واجب ہوگا،علامہ شامی فرماتے ہیں:اعلم انما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انہ یجب علی کل قوم اعتبار مطلعھم ولایلزم احد العمل بمطلع غیرہ ام لا بل یجب العمل بالاسبق رویۃ حتی لورئیٰ فی المشرق لیلۃ الجمعۃ وفی امغرب لیلُ السبت وجب علی اھل المغرب بمارئاہ اھل المشرق ؟فقیل بالاول واعتمدہ الزیلعی وصاحب الفیض وھو الصحیح عند الشافعیہ وظاھر الروایۃ،الثانی وھو المعتمد عندنا وعند المالکیہ والحنابلہ (رد المحتار ج۲ص۱۰۵)

(۸) امام ابن تیمیہؒ کا قول کہ ’’مشرق میں رویت ہو تو مغرب میں بھی ہوگی اس کے برعکس نہیں ہوگا‘‘ یہ قول چاروں ائمہ میں سے کسی نے بھی نہیں کہا نیز ایک اجتماعی فیصلہ کے خلاف یا مسلک جمہور کے برخلاف یہ بات قابل التفات نہیں (فلکیاتی رائے میں ابن تیمیہؒ کے اس ایک قول کے علاوہ ثبوت ہلال میں فلکیاتی حساب کے

خلاف اور امت کے اس سے امی ہونے کے دلائل پر آپؒ نے ایک پوری جامع کتاب ترتیب دی ہے جو آپؒ کے فتاوی ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' کا ''پچیسواں حصہ'' ہے جس کے کچھ اقتباسات وتحریر اس کتاب میں بھی شامل ہیں، آپؒ ثبوت ہلال کیلئے فلکیاتی حسابات پر دارومدار کو اسلامی احکام میں دخل اور بدعت شمار کرتے ہیں (ی م)

(۹) مفتی حضرات اپنے فتوؤں میں ثبوت ہلال کیلئے ۲۹ ویں تاریخ کی جو قید لگاتے ہیں اس سے وہ **۲۹ ویں تاریخ مراد ھے جو پچھلے مھینوں کی رویت ھلال سے ثابت ھوتی ھے نہ کہ آبزرویٹریوں کے مفروضہ حسابات پر منطبق ۲۹ ویں تاریخ ! اب رویت والی ۲۹ کے حساب سے مھینہ کبھی بھی ۲۸ یا ۳۱ کا ھونا لازم نھیں آسکتاھے** ۔(۱۰) صاحب بحر الرائق نے حالت صحو (صاف موسم) میں بھی دو گواہوں کی گواہی قبول کرنے کا کہا ہے.

(۱۱) ۲۹ قمری کی شام ایک یا چند حضرات کی گواہی کے مقابلہ میں دوسرے یا تیسرے روز ہزاروں کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں کہ (۲۹ ویں کی شام والی) ایک یا چند گواہوں کی گواہی اس سے رد ہو جائے اور نہ تو دوسرے روز چاند دیکھنا ضروری ہے اور نہ ہی لوگ دوسرے روز چاند دیکھنے نکلیں گے کہ رویت عامہ نہیں ہوئی ہے

لہذا جب تک رویت عامہ نہیں ہوتی دوسرا ماہ شروع ہی نہ ہوگا؟ جو کہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ایک اعرابی کی گواہی پر رمضان اور دو اعرابیوں کی گواہیوں پر روزہ توڑنے اور دوسرے روز عید منانے کا حکم دیا جبکہ پورے مدینہ والوں کو اس روز چاند نظر نہ آیا تھا پھر بھی آپ ﷺ نے ان کی گواہیاں قبول فرمائی، اس لئے **سعودی عربیہ کی رویت کو رویتِ عامہ نہ ہونے کا کہہ کر ہرگز رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔**

(۱۲) شریعت نے ۲۹ قمری کی رویت سے ثابت اگلے ماہ کی پہلی کی صحت جانچنے کیلئے صرف وہی شرائط مقرر فرمائیں جو کتابوں میں موجود ہیں ان کے علاوہ فلکیاتی حسابات کے مطابق ساتویں کا چاند کا آدھا ہو یا چودھویں یا پندرھویں کا چاند مکمل ہو تو ہی وہ پہلی تاریخ صحیح ورنہ نہیں! **یہ کوئی دینی شرائط نہیں ہیں بلکہ یہ شریعت میں زیادتی ہے بلکہ قیامت کی نشانی ہے** ۔(۱۲)

اگر اختلاف زمانہ وضرورت کے پیش نظر مسئلہ وفتویٰ بدل سکتے ہیں تو پچھلے زمانوں میں ایسا کیوں نہ ہوا مثلاً علامہ شامیؒ کے دو واقعات اور آپؒ کا رسالہ '' تنبیہ الغافلین

والوسنان علی احکام هلال رمضان‘‘ کے وقت انهوں نے مصیبتیں کیوں جھِلیں!کیوں حساب پر نہ گئے ؟

اگر اختلاف زمانہ وضرورت کے پیش نظر فتاویٰ اور فیصلہ بدل سکتے هیں (جیسے کهاجاتاهے که آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانه کے حالات اور اب فرق هے اس لئے ثبوتِ هلال کیلئے سائنس یعنی فلکیاتی حسابات سے فائده اٹھاکر فیصلے کئے جائیں تو) کیا اُس زمانه میں یه ضرورت نهیں پیش آتی تھی جو اِس زمانه میں همیں درپیش هے، تو عرض ہے کہ اُس زمانہ میں اب سے زیادہ خطرناک ضرورت پیش آئی تھی ایک دو نہیں سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں بطور مثال دیکھئے ’’ منحة الخالق علی البحر الرائق ‘‘ میں خاتمة المحققین علامہ شامیؒ کیا فرماتے ہیں: وقد وقع فی زماننا سنة خمس وعشرین بعد المئا تین والالف انهم ثبتوا رمضان بشهادة واحد علی قول الصحاوی الی آخر قوله۔ یعنی ہمارے زمانہ میں ۱۲۲۵ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ’’ **ایک آدمی کی گواهی** ‘‘ پر ذمہ دار حضرات نے رمضان ہونے کا اعلان کیا بر بنائے قول صحاوی ۲۔

اب اُس بیچارے گواهی دینے والے کا حال برا هوگیا که عام لوگوں کی طرف سے اس کو بهت ایذائیں اور تکالیف پهونچی، اس بیچارے کی نجات ان سے اس وقت ہوئی جبکہ چاروں طرف سے خبر مستفیض آئی کہ لوگوں نے ہماری طرح روزہ رکھا ہے اور وہاں قاضی شہر کے پاس ایک جماعت نے شہادت دی ۲۔اس بات کی شہادت یہاں کے قاضی کو ملی جب جا کر لوگوں کی زبانیں اُس بیچارے شاہد پر سے رکی اور مجھے یہ بات پہونچی کہ اس بیچارے نے اس بات پر قسم کھائی کہ ''**آئنده کبھی شهادت نه دوں گا**''۔

علامه شامی صاحب'' بحر الرائق ''کی حمایت فرماتے هوئے که اب شهادت واحد قبول کرنا چاهیئے ثبوت رمضان کے سلسله میں بحسب ضرورت حال ''روایت غیر ظاهره پر اجماعی فیصله کااعلان'' نه هونے کی وجه سے یه واقعات پیش آتے هیں)اوربالخصوص همارے شهر میں یعنی دمشق میں کیونکه یهاں چاند بهت هی کم نظر آتاهے اور خود میرے زمانه میں بسااوقات یه اتفاق هواکه ایک

روزہ ہم نے قضاء کیا جو پھلی تاریخ کو ہم سے چُھٹ جایا کرتا ھے۔۱۲

اس واقعہ میں پھر علامہ کے الفاظِ مابعد میں غور فرمائیں کتنا بڑا خطرناک حادثہ تھا کہ **ایک موئمن کی آبروریزی، پھر اُس کی اِتنی آبروریزی ہوئی اور اِتنی تکلیف اذیتیں پھونچی جس کی بناپر آئندہ کیلئے قسم کھارھے ہیں !پھر علامہ کا صریح بیان که دمشق میں بروقت چاند بھت ھی کم نظر آتا ھے جس کی وجه سے بارھا خود ان کو بھی شروع کا ایک روزہ قضاء کرنا پڑتا ھے۔ اب بقولے اگر علمِ ھیئت وفلک کے بنیادی اصولوں کے تحت عمل در آمد کی گنجائش شریعت مطھرہ میں ھوتی توان پریشانیوں سے نجات بھت آسانی سے ان کو مل سکتی تھی لیکن آخر کیا بات ھے که ساری پریشانی سر پر مگر ھیئت وفلک کے اصول پر ذرا بھی منه نه لگایا۔**

(افسوس ہمارے زمانہ میں بھی ''ایک برطانوی فتینِ فطین (نے وہی کردار اداء کیا جس کا ذکر خاتمۃ الاحناف علامہ شامیؒ نے ذکر کیا) دین کے بدخواہ نے شاہدین کو جھوٹا ثابت کرنیکے لئے دربدر بھٹک کر کہیں تو اُنہیں مسجد میں، روڈ پر، خانگی جگھوں پر حتیٰ کہ ان کے گھروں تک کوٹٹولا گویا شاہدین نے چاند دیکھ کر کوئی بہت بڑا گناہ کردیا تھا! افسوس کہ دینِ محمدی کا یہ بدخواہ، ''شرعی گواہوں'' کو سامنے آنے سے روکنے کے لئے اپنی سی حتی المقدور بھرپور کوشش کرتا رہا اور گواہی میں جس سادگی کا نمونہ صاحبِ شریعت ﷺ نے نمونہ کے طور پر امت کو قیامت تک کے لئے عطاء کیا ہے اس کے برخلاف سادہ اور دین کے بارے میں مخلص لوگ و گواہوں کو اپنے اینچ پینچ سوالات اور اپنے ہی الفاظ ان کے منہ میں ڈال کر انہیں جھٹلانے کی ناکام کوششیں کرتا رہا اور آج بھی یہ لکھاری اپنی تحریرات میں ''شاہدوں کی **رگڑ** کا بدترین اور غیر شرعی لفظ و غیر شرعی شرائط'' کا استعمال کرکے دینِ اسلام اور خود خاتمۃ النبوت ﷺ اور آپ کے طریقہ کا بھی مذاق اوڑا کر سطحی سوچ والوں سے داد وصول کررہا ہے !ی م)

(مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:) پھر اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے بعد علامہ شامیؒ نے وہ معرکۃ الآراء رسالہ ''تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام رمضان'' لکھا جس میں کالشّمس فی نصف النہار الگ الگ عنوان قائم کرکے یہ باتیں قیامت تک کیلئے ثابت کردئے: (۱) ہلال رمضان کا شرعی ثبوت کیا ہے (۲) دن

میں رویت ہلال بالا جماع معتبر نہیں ہے (۳) اس سلسلہ میں علمائے نجوم وحساب کا قول بالا جماع غیر معتبر ہے (۴) باستثناء شوافع علماء کا اجماع ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، تفصیل کیلئے مذکور رسالہ کا مطالعہ کیا جائے۔

جس واقعہ کی بناء پر آپ نے یہ رسالہ لکھا وہ یہ تھا کہ دمشق کے قاضی القضاۃ کے پاس یوم الشک میں ایک جماعت آئی اور یہ شہادت دی کہ انہوں نے اونچی جگہ سے رمضان کا چاند دیکھا، اُس دن آسمان ابر آلود تھا تو قاضی صاحب نے شرعی طور پر شہادت لیکر ثبوت رمضان کا فیصلہ صادر فرمایا تو لوگوں نے روزہ رکھا لیکن دو ایک دن گزرنے کے بعد بعض نے اس فیصلہ کو غلط ثابت کرنے کیلئے" ایک بات تو یوں کہی کہ: (۱) جس دن کی شہادت پر یہ فیصلہ ہوا اس کی صبح کو ایک جماعت نے چاند دیکھا، چونکہ آبزرویٹری والوں کے اصول کے مطابق اس دن رویت ممکن نہیں لہذا یہ شہادت غلط! (۲) دوسری بات یوں کہی کہ جس قاضی نے فیصلہ دیا وہ پہلے ہی اپنے منصبِ قضاء سے برخواست ہو چکا تھا اس لئے اس کا فیصلہ موجبِ صوم نہیں کیونکہ وہ دخولِ رمضان تک کیلئے قاضی بنا ہوا تھا! غرض اس طرح لوگوں میں اس واقعہ نے خوب آگ بھڑکائی **بقول علامہ شامیؒ یہ حادثہ اتنی خطرناک صورت اختیار کرگیاکہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ مرتد ہوگئے والعیاذ باللہ** تو بنظر عبرت اس رسالہ اور اکابرین کی تحقیقات کو دیکھئے ان

کی دینی بصیرت اور اپنے مبلغ علم کے بارے میں سوچئے اور بولئے کہ اس زمانہ میں آبزرویٹری والوں کی بات پر عمل کرنے سے مسئلہ کا کتنا اچھال نکل سکتا تھا حساب کے اصول پر عمل ہوتا تو نہ یہ حادثہ پیش آتا نہ کوئی کسی کو برا بھلا کہتا، کتنے لوگوں نے ایک دوسرے کے اکابرین کو گالیاں دی ہوں گی ؟ !کتنوں کی آبروریزی ہوئی ہوگی؟!

یہ کوئی معمولی بات ہے کہ بہت سے لوگ مرتد ہوگئے تھے العیاذ باللہ! اب آپ بتائیے اِن محققین ومجتہدین نے جو پوری امتِ مسلمہ کی بھلائی ہی چاہنے والے تھے اور ہر ہر مسئلہ میں امت کی آسانی پیش نظر رکھتے تھے اِن حضرات نے آبزرویٹری والوں کی تحقیق سے کیوں مخالفت کی؟اور اس المیہ کے حل کیلئے آبزرویٹری والوں کی باتوں واصولوں کا اعتبار کیوں نہ کیا؟، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ''اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال وافعال کے خاطر دل ودماغ اور سر سے پیر تک ہر چیز کو قربان کرنا پڑتا ہے' فقط آبزرویٹری والوں کی عقلیں بلکہ پوری کائنات' کی عقل کو بھی اگر قربان کردینا پڑے تو بلاچوں وچرا کردینا چاہیئے جب جاکر کوئی مسلمان ہوسکتا ہے''۔قربانی کے وقت پس وپیش کرنے والا ایمان کی حدود سے باہر رہتا ہے تو اب ''سمجھ لو کہ یہاں (فلکی مفروضات وحسابات کو حقیقت سمجھنے والی) عقل کی بھی قربانی دینے والا صحیح معنی میں عقلمند ہے''۔

(۱۳)ابن رشد کی بات تو رویت کی طرفداری میں ہے نہ کہ حساب کی! فرمایا

''رویتی فیصلہ پر اجماع قائم ہو چکا ہے اور حسابی فیصلہ مردود ہے، اور رویت سے مراد رؤیت نہاراً نہیں بلکہ رویت لیلاً ہے غروبِ آفتاب کے بعد کی رؤیت (جسے سب ہی مانتے ہیں)

(۱۴) شرعی شرطیں ایمان وعدالت ہے اور رصدگاہ والے کافر ہیں جن پر صوم کی عمارت قائم نہیں کی جاسکتی ہے ۔۔(اگر یہ کہا جائے کہ مسلم اہل فن بھی تو ہیں ؟ تو کیا ہوا! اگر شرعاً دین ونصوص کے خلاف فلکیاتی حسابات کی باتیں قابل قبول ہوتیں تو پھر آپ ﷺ نے خود کو مدینہ کے یہود سے اُسے جاننے، سیکھنے کی طرف رجحان کیوں نہ دکھایا؟ اور نہ ہی صحابہؓ کو ان سے سیکھنے کی طرف مائل کیوں نہ کیا؟ اس کے برعکس آپ ﷺ نے حدیث انا امۃ امیۃ سے اُسے یکلخت رد کر دیا اب اگر مسلمان ہی اس میں یہود ونصاریٰ کے طرزِ عمل پر اپنا وقت لگاتے ہیں تو ان کی باتوں سے بھی دین کے نصوص وقواعد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی!)۔(۱۵) اٹل چیز قال اللہ وقال الرسول ہے (احکام میں اللہ ورسول ﷺ کے جو احکامات ہیں اُسی کا اعتبار ہے) (۱۶) قرانِ شمس وقمر کی حالت میں شہادتِ رویت کے متعلق علامہ رملی کبیرؒ سے سوال ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ یہ شہادت ''عقلاً'' (فلسفۂ یونانیہ کے مطابق) تو غلط ہے مگر ''نقلاً'' (قرآن وفرمان رسول ﷺ کے مطابق) صحیح ہے۔۔ردالمحتار)

(۱۷) اگر ۲۹ کو کسی مفتی کے پاس شہادت آئے

تو وہ اگر اُسے مانے تو فقہائے اربعہ (امام ابوحنیفہ ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمھم اللّٰہ) اور (اب تک) ان کے ماننے والے ، دینی بصیرت والے سب کے سب آپ (یعنی معترِض) کے ساتھ نہیں اور اگر آبزرویٹری والوں کی مانے توفاسقین اور کافرین ومشرکین کی ایک بہت بڑی جماعت آپ (معترِض) کے ساتھ ہوگی

(۱۸) ہندو یا عرب مشرک بدوؤں کے حساب میں کوئی چیز ظاہر البطلان ہوتو اس سے یہ ضروری نہیں کہ وہ چیز اہل ایمان کی نظر میں بھی باطل ہو۔ **بہت سی چیزیں اُن کی نظر میں باطل ہیں لیکن اہل ایمان کا ایمان اُنھی چیزوں کے عین الیقین اور حق الوجود ہونے پر ہے۔" ایمانی غیرت بھی کوئی چیز ہے ! ۔**

مزید ایک اہم فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

فتویٰ (38) حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب حفظہ اللّٰہ دارالعلوم دیوبند

آپ ایک سوال کہ ''رویت ہلال کے سلسلہ میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟'' کے جواب فرماتے ہیں: **اختلاف مطالع کے وجود اور وقوع میں تو کوئی شبہ نہیں ہے**، اس کا وجود اور وقوع سب یقینی اور بدیہی ہے، البتہ ''**یہ رویت ہلال کے ثبوت میں دخیل ومؤثِر نہیں ہے**، **رویت ہلال کا ثبوت محض کتاب وسنت اور اس کے نصوص کے دائرہے**''۔ ''امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اس سلسلہ میں ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا''، اسی کو ''عام فقہاء نے راجح'' قرار دیا ہے یہاں تک کہ **مشرق ومغرب کے فاصلہ میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیکر ایک جگہ کی رویت کو دوسری جگہ کیلئے حجت قرار دیا گیاھے** اور یہی مسلک حنابلہ ومالکیہ کا بھی ہے۔

(اس کے بعد آپ نے اس کی دلیل میں درمختارِ وشامی سے یہ عبارت نقل فرمائی)واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ (بحر عن الخلاصه). وانماالخلاف من اعتبار اختلاف المطالع بمعنىٰ انه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولايلزم احدا العمل بمطلع غيره ام لايعتبر واختلافهابل

یجب العمل بالاسبق روية فظاهر الرواية الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالكية وعند الحنابلة لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الروية فی حديث صوموا لرويته الخ (درمختار مع الشامی ج۲ص۹۶)، ترجمہ:۔

اختلاف مطالع کا ظاہر مذہب کے مطابق اعتبار نہیں، اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ بھی ہے (بحر عن الخلاصہ) علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ نفسِ اختلافِ مطالع میں کوئی نزاع نہیں، البتہ اختلافِ مطالع کے معتبر ماننے میں اختلاف ہے **(الف)** اس معنیٰ میں کہ کیا ہر ایک قوم پر ان ہی کے مطلع کا اعتبار ہے اور اپنے غیر کے مطلع پر عمل کرنا کسی پر واجب نہیں **(ب)** یا **مطالع کے اختلاف کا اعتبار (ہی) نہیں، بلکہ جس مطلع میں بھی پہلے رویت ہوجائے اسی پر عمل کرنا سب کو لازم ہے یہی دوسری (ب والی) صورت ظاہر روایت ہے اور یہی معتمد ہے ہمارے اور مالکیہ وحنابلہ کے بھی نزدیک** ۔اسلئے کہ حدیث صوموا لرؤیتہ میں مطلق رویت پر خطاب عام ہے۔

فتویٰ (39) حضرت مفتی صاحب مذکور کے سامنے دوسرا ایک سوال یہ بھی آیا

سوال: (الف) کیا رویت کیل لئے فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی

ہے؟ تاکہ یہ معلوم ہوکہ آج افق پر چاند کی بصری رویت کا امکان ہے یانہیں؟

(ب) بعض کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگرکسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رویت کا امکان نہ ہواوراس کے باوجوداس خطہ سے رویت ہلال کی ''شرعی شہادت'' ملتی ہے تو کیا اسے قبول کیا جائے گا یا یہ کہ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے (جان کر) شہادت ردکردی جائے گی؟

(ج) چاند کی رویت کیلئے کیا محکمۂ موسمیات سے مدد لی جاسکتی ہے؟ یعنی اس علم کیلئے کہ آج مطلع صاف ہے یا گردآلود کثافت زدہ ہے تو چاند کی رویت ممکن ہے یانہیں؟

الجواب : نبی کریم ﷺ نے ہلال رمضان وفطر کے ثبوت کا مدار رویت وعدم رویت پر رکھا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے صوموالرویۃً وافطروالرویۃً فان غم علیکم الشہر فاکملوا العدۃ ثلاثین (فتح الباری ج۴ص۱۰۹)۔ **حضور ﷺ کے زمانہ میں اگرچہ ناخواندہ عوام کی اکثریت تھی لیکن ''یہ کہنا کہ وہ زمانہ محاسبین سے بالکل خالی تھا، یہ کور چشمی اور تاریخ سے نابلد ہونے کا بیّن ثبوت ہوگا''۔** بعض **واقعات وشواھد سے آپ ﷺ کے زمانہ میں حساب داں حضرات کے وجود کا پتہ**

چلتاهے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد گرامی میں فرمایا: نحن امة امية لانکتب ولانحسب الشهر هکذا وهکذا (فتح الباری ج٤ص١٠٩) صوموالرويته وافطروالرويته فان غم عليكم الشهر فاكملواالعدة ثلٰثين (فتح الباری ج٤ص١٠٩) ترجمہ: ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب لگاتے ہیں۔ مہینہ یوں ہے یایوں (یعنی ۲۹ یا ۳۰ دن) فتح الباری ج۴ص ۱۰۹) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کرافطار کرو، اگر مہینہ تم پر پوشیدہ ہوتو ۳۰ کی گنتی پوری کرلو (فتح الباری ج۴ص ۱۰۹)،

(مذکورہ احادیث) سے ثبوت ہلال میں رویت کو شرط قرار دینا اور فلکی حسابات کونظرانداز کرنا (یہ) ثبوت ہلال کے باب میں حسابات کے ''قطعی غیر معتبر'' ہونے کی واضح دلیل ہے، **شارع علیہ السلام کا ''ثبوت ہلال'' کامدار رویت پر رکھنا یقینا اپنے اندر بہت سی حکمتوں کولئے ہوئے ھے** ۔ایک چھوٹی سی حکمت یہ بھی ہے کہ عامۃ المسلمین کے معاملات اورعبادات کسی ایک یا معدود چند لوگوں کی رائے اور فیصلہ پر موقوف ہونے کے بجائے عام مسلمانوں کے مشاہدہ سے متعلق رہیں تاکہ '' **اندھی تقلید** '' کے بجائے علیٰ وجہ البصیرت

عبادات ادا کریں۔

قوله **لانکتب ولا نحسب** .قيل للعرب اميون لان الكتابة كانت فيهم عزيزة قال اللّٰہتعالى هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم ولايرد على ذٰلک انه كان فيهم من يكتب ويحسب لان الكتابة كانت فيهم قليلة نادرة و **المراد بالحساب هنا حساب النجوم** ....فعلق الحكم بالصوم وغيره بالروية لرفع الحرج عنهم ...وظاهر السياق يشعر بنفى تعليق الحكم بالحساب اصلاً ويوضحه قوله فى الحديث الماضى فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلاثين ولم يقل فاسئلوا اهل الحساب والحكمة فيه كون العدد عند الاغماء يستوى فيه المكلفون فيرتفع الاختلاف والنزاع عنهم (فتح الباری ج۴ص۱۰۹۔عمدۃ القاری ج۵ص۱۹۹)

آنحضورﷺ کا ارشاد کہ ہم نہ لکھتے ہیں نہ حساب لگاتے ہیں: اہل عرب کو اس لئے امی کہا جاتا تھا کہ صنعت وکتابت ان میں کمیاب تھی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی ذات ہے جس نے امیوں میں انہی میں کا رسول بھیجا۔اس پر یہ اعتراض نہیں پڑے گا کہ ان میں کچھ لوگ لکھنا جانتے تھے اس لئے لکھائی ان میں بہت کم اور نادر الوقوع تھی اور نہ یہ اعتراض پڑے گا کہ ان میں کچھ لوگ حساب جانتے تھے اس

لئے حساب سے مراد ستاروں کا حساب ہے۔۔۔

پس آنحضور ﷺ نے روزے وغیرہ کے حکم کو رویت پر معلق کر دیا تا کہ ان سے تنگی ہٹ جائے اور فرمایا کہ سیاق کا ظاہر اس بات کی خبر دیتا ہے کہ حکم کی تعلیق حساب پر قطعاً منفی ہے **اس کی وضاحت گذشتہ حدیث میں اس جملہ سے ہوتی ہے کہ اگر تم پر پوشیدہ ہوجائے تو تیس کی گنتی پوری کرلو اور یہ نہ فرمایا کہ حساب والوں سے پوچھ لو** ! کیوں کہ پوشیدگی کے وقت گنتی کر لینے میں تمام مخاطین یکساں ہیں جس سے ان کے آپس کا نزاع واختلاف دور ہوجائے گا۔(فتح الباری ج۴ص۱۰۹۔عمدۃ القاری ج۵ص۱۹۹)،

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کو یہ تعلیم دی کہ صوم وافطار کورویت پررکھو چاھیے ''فلکی حسابات بصری رویت کے امکان کے حق میں ھوں یا معدوم قرادیتے ھوں'' ۔اگر بطریق ''شرعی رویت'' کاتحقق ہوجائے تو روزہ رکھواور افطار کرلو۔اگر کسی سبب سے رویت کا ثبوت نہ ہوسکے تو بغیر کسی حسابات کے جھگڑے میں پڑے سیدھا مہینہ ۳۰ دن کا شمار کرلو۔

چنانچہ **جمہور فقہائے کرام نے بھی ثبوت ہلال کے باب میں فلکی حسابات اور منجمین ،مہندسین ومحکمئہ موسمیات کے قول کو مطلقا بالکلیہ غیر معتبر قرار دیا ہے ان لوگوں کے قول کو مردود قرار دیاہے جو رویت کے سلسلہ میں علم نجوم کے حسابات پر اعتماد کرتے ہوئے شہادت کورد کرنے کے قائل ہیں جن میں سر فہرست** علامہ سبکی **ہیں**: ولاعبرة بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب (درمختار)لایعتبر قولہم بالاجماع ولایجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ وفی النہر فلایلزم بقول الموقتین انہ ای الہلال یکون فی السماء لیلة کذا وان کان عدولا فی الصحیح (شامی ج۲ص۹۲)اورتقویم والوں کی بات معتبرنہیں اور نہ منجم کو یہ جائز ہے کہ اپنے ذاتی حساب پر عمل کرے اورنہرالفائق میں ہے کہ تقویم والوں کی بات کہ چاند آسمان میں فلاں رات کا ہے اس سے روزہ لازم نہیں آئے گا۔صحیح مذہب میں اگر چہ وہ معتبر ہوں (شامی ج۲ص۹۲)

(مفتی صاحب مذکورہ دلائل ووضاحت کے بعد اپنا فیصلہ سناتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:)''لہٰذا ثبوت ہلال کا مدار رویت پر ہوگا اور عدم رویت کی صورت

میں شارعؑ کے ارشاد گرامی کے مطابق مہینہ کے تیس دن شمار کر لینے کے بعد اکتیسویں دن کو رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ قرار دیجائے گی۔''رویت ہلال کے باب میں محکمۂ موسمیات کے اقوال اور فلکی حسابات مطلقا غیر معتبر ہوں گے'' اگر کسی خطہ میں **قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو فلکی حسابات بصری رویت کے امکان کی نفی کرتے ہوں اور اس کے باوجود اس خطے سے رویت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو شہادت کو قبول کیا جائے گا اور ثبوت ہلال کا فیصلہ کیا جائے گا''۔**

وفی فتاوی الشهاب الرملی الکبیر الشافعی سئل عن قول السبکی لوشهدت البینة برویة الهلال لیلة الثلاثین من الشهر وقال الحساب بعدم امکان الرئویة تلک اللیلة عمل بقول اهل الحساب لان الحساب قطعی والشهادة ظنیة الخ فاجاب بان المعمول فی المسائل الثلٰث ماشهدت به البینة لان الشهادة نزلها الشارعؑ منزلة الیقین وماقاله السبکی مردود ووجه ماقلناه ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاه بالکلیة بقول نحن امة امیة لانکتب ولانحسب الشهر هٰکذا وهٰکذا ،(شامی ج۲ص۹۲)

ترجمہ: الشھاب الرملی الشافعی کے فتاوی امیں ہے کہ ان سے سبکی کی اس بات کو پوچھا گیا جو سبکی نے کہا ہے کہ اگر مہینہ کی تیسویں تاریخ کو چاند دیکھنے کی شرعی گواہی

مل گئی اور اہل حساب کہیں کہ آج کی رات چاند کی رویت ممکن نہیں ہے تو اہل حساب کے قول پر عمل کیا جائے گا کیونکہ حساب تو قطعی ہے اور شہادت ظنی ہے تو **شہاب رملی نے یہ جواب دیا کہ تینوں مسئلوں میں قابل عمل وہی ہوتاھے جس کے شرعی گواہ گواہی دیں اس لئے کہ شریعت نے شہادت کو یقین کے درجہ میں رکھاھے اور سبکی کی بات قابل رد ھے اس وجہ سے کہ صاحب شرع نے حساب پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اس کوبالکل لغوقراردیاھے** ۔چنانچہ فرمایا:نحن امة امية الخ ہم بے پڑھے لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب لگاتے ہیں ،مہینہ اتنا اتنا ہوتا ہے (شامی ج۲ص۹۲) اھ (ماہنامہ مظاہر العلوم سہارنپور۔رجب ،شعبان ۱۴۱۹ھ)۔

(مشہور دنیوی تعلیم کے ادارہ سے منسلک کا مولوی کی سند کے حاملین کے لئے مثالی پیغام)

فتویٰ(40) مفتی مصباح الدین قاسمی شعبہ دینیا ت علی گڑھ مسلم یونیور سٹی انڈیا

(اختلاف مطالع اور فلکی حساب)

علة النص : ثبوت ہلال کے لئے صرف طریقہ رؤیت مقرر کرنے کی اصل وجہ شارع کے نزدیک ''یسر و فطریت'' ہے جیسا کہ حدیث الامیة سے واضح ہے یہ وجہ اس حکم کی من وجہٍ حکمت بھی ہے اور من وجہٍ

علت بھی ! یسر وفطریت کی علت پر قیاس یہ تقاضا کرتا ہے کہ حساب وفلکیات وغیرہ پر روزہ کے حکم کا مدار نہ رکھا جائے۔ کیونکہ میقات کے معاملہ میں عام لوگوں کے لئے یسر وفطریت صرف آسمان کے قدرتی کیلنڈر ہی میں ہے اور یہی آیۃ اھلہ میں ہلال کے میقات للناس ہونے کا بھی تقاضا ہے۔اسی طرح حدیث رؤیت کی دلالتوں ،عبارۃً ،اشارۃً ،اوتضاء،خطاب اور علۃ کی ترکیب سے ۔۔ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ روزہ کے لئے تمام اہل صیام پر ''رؤیت'' کرنا واجب ہے نہ کہ حساب کتاب۔

علماء کے اقوال (**فتویٰ**) (41) **حافظ ابن حجرؒ** کہتے ہیں کہ حدیث میں چاند نظر نہ آنے کی صورت میں جوتیس پورا کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ نہیں کہا گیا کہ حساب دانوں سے دریافت کرلو۔اس کی حکمت یہ ہے کہ بادل کی حالت میں تیس کی گنتی پوری کر کے مہینہ کی آمد جان لینا ہر ایک کے لئے بہت آسان ہے اسطرح کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

(42)**ابن بطال** کا کہنا ہے کہ **حدیث علم نجوم کے قواعد کے لئے ناسخ ھے** لہذا یقینی طور پر معرفتِ شہر کا مدار چاند دیکھ لینے پر ہی ہے۔(43) **ابن عابد ین(علّامہ شامیؒ) لکھتے ھیں کہ ''شارع ''نے حساب پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اسے ''بالکلیہ مسترد کر دیا ھے'' اس نے وجوب کو رؤیت پر معلق کہا ھے'' ولادتِ قمر پر نہیں''، لھذا حساب کا سوال**

ہی پیدا نہیں ہوتا چاہے وہ کتنا ہی صحیح اور قطعی ہو ۔یہ بات پہلے واضح ہوچکی ہے کہ رؤیت کو اختیار کرنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اُس وقت امت مسلمہ اُمیّ تھی جس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ جب امی نہ رہی تو حساب کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔حدیثِ امیت میں صرف اس واقعہ کا بیان ہے کہ **اے یہودیو ! جیسا کہ تم لوگ کہتے رہتے ہو) ہم واقعی ایک امی قوم ہیں حساب کتاب نہیں کر سکتے ہیں ہمارے لئے سادہ طریقہ یہی ہے کہ ہم رؤیت فطری پر عامل ہوں اس میں سائنس وٹیکنالوجی کے حصول کی حوصلہ شکنی کا کوئی پہلو نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ پہلو اس میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں** ۔حدیث امیت کا یہ مطلب تمام فقہاء امت نے سمجھا ہے اور قرآنی آیات اور کثیر صحیح روایات کے ہوتے ہوئے وہ ایسا ہی سمجھنے پر مجبور بھی تھے۔(44) **ملا علی قاری** فرماتے ہیں:-امی کی نسبت قوم عرب کی طرف کی گئی ہے اس زمانہ میں عرب کی طرف جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس کے بعد قرونِ نسبت اور حکم دونوں میں قرنِ اول کے تابع ہوئے۔آپؐ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ اہل نجوم کے حساب

پر عمل ہماری سنت اور ہمارا طریقہ نہیں ہے بلکہ عمل کا مدار ہلال پر ہے۔ چنانچہ ہم کبھی ۲۹ کو رؤیت کرتے ہیں اور کبھی ۳۰ کو (45) علامہ عینی کا قول ہے کہ امت کو حساب اور نجوم کی مشقتوں سے بچانا ہی شریعت کا مقصد ہے خواہ بعد کے زمانوں میں اس فن کے جاننے والے پیدا ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ نحن امة امية کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ حساب پر قطعاً مدار نہیں ہے۔ (46) شہاب الدین رملی کہتے ہیں کہ اس فرمان کے ذریعہ شارع نے حساب کا کلیتاً مسترد کر دیا ہے اور بالکلیہ لغو قرار دے دیا ہے۔ (47) **شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:- شرعی احکام کا دارومدار ظاہر امور پر ہوتا ہے فنی موشگافیوں اور حسابات پر نہیں بلکہ شریعت نے تو حسابات وغیرہ کی طرف متوجہ نہ ہونے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث انا امة امية سے پتا چلتا ہے۔**

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ رؤیت کے علاوہ جب کسی دوسرے طریقہ ثبوت ہلال کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد لازمی طور پر حساب فلکی ہی ہوتا ہے اس لئے کہ آسمان پر چاند کے تعین کا ذریعہ تو مشاہدہ ہے یا حساب ہے۔ **آپؐ نے بھی جب یہ فرمایا کہ ہم حساب کتاب نہیں کرتے بلکہ رؤیت کا طریقہ اپناتے**

ھیں تو رؤیت بالمقابل حساب کتاب استعمال فرمایا ۔غرض حساب کی ممانعت اور صرف رؤیت ہی کو اپنانے کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ امت حساب نہیں جانتی یا سیکھ نہیں سکتی یا سیکھنا نہیں چاہیئے بلکہ اس کی علت یسر فطری کا حصول ہے جو صرف رؤیت ہی میں ہے اور حساب بالکل ہی اس پہلو سے اس کی ضد ہے اس لئے شارع نے رؤیت ہی کو میقات شہر کے طور پر متعین اور مخصوص فرمایا۔ مقصود بلاشبہ طلوع ہلال کا تعین ہے لیکن یسر فطری کے ساتھ اسکے تعین کا واحد ذریعہ ومعیار رؤیت ہی ہے۔

(48)اس طرح یہ وسیلہ بھی اور مقصود بھی کیونکہ مقصود تک پہنچنے کا تنہا ذریعہ ہے۔

اس لئے **رؤیت نہ واقع ھو تو وہ نہ ھلال ھے اور نہ اس کا طلوع ۔ گویا جسطرح طلوع ھلال کے بغیر رؤیت ممکن نھیں۔اسی طرح رؤیت ھلال کے بغیر طلوع ھلال بھی ممکن نھیں کیونکہ ھلال کھتے ھی اُس چاند کوھیں جو پھلی کو نظر آئے۔**

درباب توقیت، حساب فلکی ممنوع الاصل ہے : حقیقت یہ ہے کہ توقیتِ شہر کے باب میں، حسابِ فلکی قطعی ممنوع الاصل ہے اور اَیسی چیزیں شریعت میں صرف بصورت اضطرار بحدِّ اضطرار ہی مباح ہوتی ہیں۔**اگر ذرا موٴسّعانہ نقطہ نظر سے کا م لیا جائے تو یوں کھنا ھوگا کہ جھاں رؤیت ممکن العمل ھے وھاں تو رؤیت ھی اصل ھے اور حساب قطعاً ممنوع ۔اور جھاں**

رؤیت ممکن العمل نهیں جیسے ابر وغیرہ میں مگر وهاں رؤیت کا کوئی فطری متبادل موجود هو تو تب بهی حساب فلکی ممنوع هی هوگا۔اور یه ممانعت سداً للذریعه هوگی ۔ کیونکه اگر مذکورہ بالا مواقع پر حساب فلکی کی اجازت دے دی جائے تو اگلے مرحلے میں اسے لازماًرؤیت کی جگه بهی استعمال کیاجانے لگے گا ۔اگر مزید توسیعی نقطہ نظر اپنا کر مذکورہ مواقع پر بطور اصل تو نہیں محض بطور ایک قرینہ کے، حساب کی مدد لینے کی اجازت ہو تو بھی یہ اجازت بالآخر اصل فطری یعنی رؤیت کو کالعدم کر کے چھوڑے گی ۔ اِسی لئے حسابِ فلکی اور اس طرح کی کوئی بھی فن وضاعت جیسی چیز قطعی طور پر کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔یہی وجہ ہے کہ راسخ العلم علماء امت کا صدر اول سے آج تک اس موقف پر شدت اور اصرار کے ساته عمل رها هے اور کسی دوسرے وسیله کو اپنانے سے پورے زور اور قوت سے انکار رهاهے اور" هر صاحب نظر عالم اس بات سے اتفاق کریگا که یهی موقف همیشه کے لئے صحیح هے اور شریعت کی طبیعت کے عین مطابق هے"،اوریه هماری غیرت کا بهی سوال هے۔

آپؐ نبی امی تھے۔( ) اُمیوں میں مبعوث ہوئے تھے۔( ) قرآن اس پر شاہد ہے اور تاریخ کی یہ حقیقت ہے مگر یہی حقیقت ہے اہلِ کتاب خصوصاً یہود مدینہ کے لئے ایک نفسیاتی الجھن اور ذہنی روگ بن گئی۔( ) "وہ یہ تسلیم کرنے کے

لئے تیار نہیں تھے کہ اہل کتاب ہوکر ایک نبی اُمی کو اپنا پیشوا کیسے مان لیں وہ نبوت کو اپنا خاندانی اور نسلی استحقاق سمجھتے تھے اور حقارت سے مسلمانوں کو اوران کے نبی کو امی کہتے تھے۔ مگر یہ لقب اب حقیقت ہونے کے ساتھ اعزاز بھی بن گیا تھا''۔ حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کے متبعین قرآن پانے کے بعد بھی اُمی تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم قوم اُمی ہیں۔ یہ فرمان اب ہمارے لئے ایک عزت بن چکا ہے۔ وہ جو کلمہ حقارت تھا اِس امتِ خیر وسط کے لئے کلمہء افتخار بن گیا یہ یہود کے لئے ایک ''چڑھ'' ہے۔ انکی نخوت پر ایک ضرب ہے اب ہم ''امتِ مسلمہ ہمیشہ کے لئے قومِ امی ہیں''، ہم مسلمانوں نے علوم وفنون کی دنیائیں بسائیں۔

معارف وحکم کے لئے عالم دریافت کئے قوموں اور امتوں نے ہماری شاگردی اختیار کی مگر یہ لقب جو ہمیں ہمارے نبیؐ سے ملا ہے اس مسئلہ پر یہ لقب ملا ہے! اس سے دست کش نہیں ہو سکتے۔ یہ امت کی غیرت کا سوال ہے : حدیث امیت دراصل اسی پس منظر کو واضح کرتی ہے۔( ) جس میں آپ ﷺ کو بتکرار رؤیت کی ہدایت دینی پڑیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم ایک ناخواندہ اور حرف ناشناس قوم ہیں۔ حساب کتاب نہ کر سکتے ہیں اور نہ حساب کتاب کی صورت میں بلاوجہ اور بلا ضرورت کوئی مشکل اپنے سر لینا چاہتے ہیں۔ ہمارے لئے رؤیت ہی کا سہل وسادہ اور فطری طریقہ موزوں ہے **اِس ارشاد کے پس منظر میں واضح طور پر یہود ہیں جو فلکیاتی حساب کے ذریعہ اپنا کیلنڈر مرتب کرتے تھے اور اس میں بھی مہینہ کا آغاز ہلال کی بجائے فلکی چاند**

(نیومون) سے کرتے تھے۔ اگرچہ یہ انکی مشکل مذہبی ذہنیت کا مظہر تھا مگر وہ اسے اپنی علم دانی کی علامت سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے پاس ایسا کوئی کیلنڈر نہ ہونے کی بناپر انھیں امی (ان پڑھ)ہونے کا طعنہ دینے سے بھی نہیں چوکتے تھے ۔اس طعنہ کا بہترین جواب دو بارہ ارشاد رسول ہی ہے یعنی یہ کہ خالفوا الیہود ۔یہودیوں کی مخالفت کرو۔

چند مشہورماہرینِ فلکیات

اوران کی تحقیق !

۱)**ابوریحان البیرونی** : چوتھی صدی ہجری کا مشہور مسلم فلاسفر اور ماہر نجوم وفلکیات ابوریحان جوشہاب الدین غوری کے زمانہ میں ایک مدت دراز تک ہندوستان میں بھی رہے ہیں اوران فنون کے بےنظیرامام مانے جاتے ہیں،**ان کی مشہور کتاب '' الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ '' میں آلات رصدیہ کے ان نتائج کے غیر یقینی ہونے کے مسئلہ کو تمام ماہرین فن کا اجماع اور اتفاقی نظریہ بتایا ہے** وہ لکھتے ہیں:ان علماء الھیئۃ مجموعون علیٰ ان

المقادير المفروضة فی او اخر اعمال روية الهلال هی ابعاد لم يوقف عليها الا بالتجربة .. الخ (الآ ثار الباقیہ عن القرون الخالیہ صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ: علماء ریاضی و ہیئت اس پر متفق ہیں کہ رویئت ہلال کے عمل میں آنے کے لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن کو صرف تجربہ ہی سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور مناظر کے احوال مختلف ہوتے ہیں جن کی وجہ سے آنکھوں سے نظر آنے والی چیز کے سائز میں چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہوسکتا ہے اور

فضائی و فلکی حالات ایسے ھیں کہ ان میں جو بھی ذرا غور کریگا تو روئیت ھلال کے ھونے یا نہ ھونے کا کوئی قطعی فیصلہ ھرگز نہ کرسکے گا ۔(۲) شمس الدین محمد بن علی خواجہ: کشف الظنون میں بحوالہ شمس الدین محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ لکھا ھے کہ فلکیاتی حساب سے رویت ھلال کے معاملہ میں کوئی صحیح اور یقینی پیشین گوئی نھیں کی جاسکتی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ (کشف الظنون، جلد ۲، صفحہ ۹۶۹)------------------

Bisimillahir Rahmanir Rahim

Dhul Hajj 1428 had 31days?!

(The Moetazeli Khawarij Fitnah of our days. Pumphlet)

As soon as the month of Muharram 1429H began Shukat Awdah oflCOP, along with some others who were quoting him and other 'web users' unleashed falsified

propaganda against the moonsighting in Saudi Arabia under the heading "Dhul Hijjah 1428H has 31 days!", in an attempt to sow disunity and discord amongst the UK Muslim Community. To support their allegations they quoted the Saudi News Agency stating that it says that the 21st of Dhul Hijjah is on Friday and Saturday!

The fact of the matter was and still is, is that in line with the practise in other countries where an annual fixed calendar is used, the Saudis have contrary to the international pattern set their own annual Islamic calendar with fixed dates called the "Umm al Qurra" calendar. And rather than use the present day internationally used English Gregorian calendar, which evolved from Roman and Christian times, the Saudis use this Umm al Qurra calendar as their annual calendar for administrative purposes for their governmental and public offices protecting the distinctness of the Islamic identity and its magnificence and oneness as an example for other Muslim countries.

Consequently one will find in the Saudi Press, Media, Newspapers, Offices and in the public domain the use of this fixed Umm al Qurra calendar for administrative purposes just as we use the fixed English Gregorian calendar here in the UK.

However in Saudi Arabia during the months of ceremony and worship from Shaban through to Dhul Hijjah, and for the remaining

Islamic months it is the Majlis ul Qada ul A'la (Supreme Court), the Saudi Supreme Court that declares a decision according to the Shariah and announces it at a governmental level in the official Media and Press, although not announcing it in the press in other months.

Turning to the lies that have been presented by the 'web users', those whose sole aim is to create fitnah and discord in the Muslim community, that 31 days of Dhul Hijjah were made in Saudi Arabia, these are baseless inherently! Consider this, can one really suppose that no one in the land where the two Holy Masjids are located (The Haramain-Sharafain), in Saudi Arabia, are aware that the Islamic month has a minimum of 29 days and a maximum of 30 days, such that they made 31 days of Dhul Hijjah??

In reality because the general public were unaware of this use of the dual system for dating in Saudi Arabia, the monthly Islamic moonsighting for the Islamic months officially announced by the Supreme Court and the administrative Umm al Qurra calendar prepared annually for offices etc., those who aspired to cause confusion and uproar in the Muslim Com
munity found the Devil showing them an open path.

There is no doubt as mentioned above that for daily use in offices and daily life, the pre-set Umm al Qurra calendar is widely used in Saudi Arabia and this is the normal practise. However for months of ritual worship like

Ramadhan, the Two Eids and Hajj instead of using the annual Umm al Qurra calendar, the Islamic Calendar is used.

On the 29th night of the Islamic month an attempt is made to sight the moon with the naked eye according to the prophetic method and if the moon is not sighted then 30 days are completed and then the new month is begun, and if sighted on the 29th then the new month is begun the next day and an official announcement is made.

It is for this reason that the media and some newspapers write this officially announced date instead of the administrative Umm al Qurra date, which was picked up by the troublemakers showing that Friday 28th December 2007 was stated as 19th Dhul Hijjah 1428H by the Saudi Press Agency and that Saturday 29th December 2007 was stated 19th Dhul Hijjah 1428H as well.

As we know the 19th of Dhul Hijjah 1428h on Friday was the official Islamic date, and the 19th of Dhul Hijjah 1428h on Saturday was the administrative date. Similarly the month of Dhul Qaidah 1428H had 30 days according to the administrative calendar and 29 days according to the Islamic calendar, whilst Dhul Hajj 1428H had 30 days in the administrative calendar and 30 days in the Islamic Calendar. The conspirators cunningly exploited this difference in the governmentally announced date and the administrative fix date calendar to announce 31 days of Dhul Hijjah 1428H causing friction and turmoil amongst the

Muslim community and doubts in the mind of those who returned from Hajj.

In conclusion it's important to remember that naturally the dating in the daily administrative calendar and the official Islamic Calendar does not and will not run parallel. We note that the Dhul Qaidah 1428H had 29 official days whereas in the administrative Umm al Qurra calendar Dhul Qaidah 1428H had 30 days. Those who fool around with the Deen have taken the opportunity to mix up the two calendars, alleging that Dhul Hijjah 1428H had 31 days, and have tried to mislead and create disunity in the Muslim community in the UK notwithstanding the mockery they have made of the prophetic Sunnah of Rasulullah (ﷺ), the Two holy Masjids and the good scholars of that region. Nu Utho billahi min Thalik. May Allah (SWT) guide. This is a great cause of concern and worry.

NOTE : This article was published in the "Monthly Moon Sighting News Letter" in the month of Saffar 1429H by Central Moon Sighting Comitee of Great Briton.

....

Bismillahir Rahmanir Rahim

Moon sighting date!

Unconditional Islamic way or Conditioned theoretical way? (Pumphlet)

Allah SWT guided us by Prophet ﷺ to count first date of month by sighting the moon on the evening of 29th day, without any condition of astronomic rules. The un-Islamic conditioned date to sight the first moon is fixed

by theoretical new moon conjunction & it`s sighting possibility with different criteria of calculated models .

The Theory "A speculative or conjectural view or idea, a set of hypotheses related by logical or mathematical arguments to explain and predict a wide variety of connected phenomena in general terms: the theory of relativity.) Pp. 1587 Collins Millennium Edition 1998.

It is with regret that some have now sought to do the same with moon sighting by elucidating the use of theories first established as far back as 430BC and later developed by Judaism and later in the West.

The use of scientific theories for establishing Islamic dates goes to the central theme of the present day struggle to remain faithful to the spirit and practice of Prophet ﷺ, which Hadith shows is the simple use of the naked human eye. This was clearly demonstrated by him when he refused to follow the moon sighting theories in use and extremely prevalent in the Jewish community of Madinah at that time.

It is particularly difficult, due to the poor weather conditions in Britain, which for the majority remains overcast, to observe the Islamic new moon. This unique problem resulted in authentic Islamic scholars issuing fatawas (religious decree) allowing Muslims to follow moon sighting news from other parts of the world to establish Islamic dates. (Fatawas by Hz. Maulana Ashraf Ali Thanwi RA Hz.

Maulana Rashid Ahmed Ludhyanwi RA / Hz. Mufti Mohammed Shafie RA & others).

It is however still possible to sight the moon even when theoretically it is not open to naked eye visibility. Islamic unconditioned first moon sightings like in Saudi Arabia generally comes a day before then theoretically conditioned evening of 29th day as announced by the Royal Greenwich Observatory. This theory determines when the actual (Islamic Imkane Ruyat-Possibility of Moonsighting-unconditioned) 29th day expires and when the moon can be seen with the naked eye generally if weather is clear.

Over the past 20 years, the prevalence of naked eye moon sighting reports in contraction to this and other scientific theories, has led to proved wrong by Muslimeen`s witnesses on unconditioned evening of 29th day and also by Muslim Nonmuslim scientist such as Prof. Sultan, Jim Stam, Dr.Martin and Dr. Joachim Schulte with his team of Observatory at Germany too.

Indeed the theoretical practice of only attempting to see the moon after the time allowed by the Prophetical Islamic (unconditioned Imkane Ruyat) 29th day has expired, is ill-advised and highly spurious. In practice by following this theory, the moon will be clearly seen by anyone in a clear day and will result in the distortion of the true Islamic date. Indeed during the time of Prophet ﷺ he had to order the abrupt breaking of the fast on the 30th day which he had been kept after the

Muslim community including prophet ﷺ in Madinah failed to sight the moon and which was later on claimed to have been sightedby only two unknown persons and once one unknowen person claimed for Ramdhan moon late night and prophet ﷺ excepted his testimony (Nasai, Ibn Maja, Darmi, Musnad-e-Ahmed and Abu Dawood).

Indeed the failure or difficulty of viewing the moon on the 29th day is a true phenomenon as shown above and can in no way point to anything other than fact. Allah SWT says; "They ask thee concerning new moons. Say: they are but signs to mark periods of time (in the affairs of men), and for Pilgrimage" (Al-Qura'an 2-189) The reason of revealed : Two companions of the Prophet (ﷺ), Hazrat Muaadh bin Jabal (RA) and Tha'alabah bin Ghanam (RA), asked him a question posed to them by the Jews of Medinah who schemed to test Rasulullah (ﷺ)'s knowledge as to why the moon changes shapes and gradually disappears and then re-appears.

The Jewish practise was to use theoretical calculations for the new moon as had been practised centuries before the Prophet ﷺ from 358CE. In reply Allah (SWT) revealed above Quraanic verses : Allah (SWT) did not respond to their original question in this Aayat, and replied alternatively and because of that, the aspect of the moon referred to by the Jews is irrelevant and this knowledge has no basis in Deen. Therefore Prophet (ﷺ), the

Sahabah (RA) the Khulafa-e-Rashidin (RA) never asked the Jews regarding their New-moon Theoretical knowledge regarding the Moon sighting. Prophet ﷺ had categorically declined to prove the Moon sighting with the criteria of Jew's Moon sighting calculation method and Prophet ﷺ never testified the witnesses of Moon sighting with the criteria of the Jews by asking them about Moon sighting proof.

The final Prophet ﷺ said; "You will indeed follow the ways of those before you, hand span by hand span, and an arms length after another. Even if they enter into a lizards hole, you will follow them..." The companions then questioned "Is it the Jews and the Christians?" He replied, "Who else!" (Bukari & Muslim) As Allah confirmed the statement of Prophet ﷺ in this verse of Qura'an.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ .وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (الْمَآئِدَة . ٥١)

"O you who believe, do not take certain Jews and Christians as allies; these are allies of one another. Those among you who ally themselves with these belong with them. ALLAH does not guide the transgressors." [Qura'an 5:51]

In another Hadith narrated by Ibn Umar, "He is not one of us who imitates other then us. Do not imitate the Jews or Christians. Whoever imitates them, he is one of them."

(Tirmidhi, Abu Dawood & Ahmed) We pray to Allah SWT that, he guide all of us and keep us on the Siraat-al-Mustaqeem ('the straight path'). Ameen

NOTE : This article was published in the "Monthly Moon sighting News letter"in the month of Jamadi uthani 1429Hby Central Moon SightingComitee of Great Briton.

رویتِ ہلال ونبوی سنت ﷺ

آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ رجب کے آخر میں صحابہؓ کو شعبان کا چاند دیکھنے کی تاکید فرماتے تھے تاکہ رمضان کا تعین قطعی ہو اِسی طرح شوال اور ذی الحجہ کے لئے خاص اہتمام فرماتے تھے البتہ سال کے دیگر مہینوں کے لئے ایسا مستقل اہتمام نہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے حکومتی سطح پر حرمین شریفین ،سعودی عربیہ میں اس سنت پر سختی سے عمل ہوتا ہے اور شعبان تا ذی الحجہ مجلسِ قضاء اعلیٰ والے ،لوگوں کو ان مہینوں کے پہلے چاند دیکھنے کی تاکید کرتے ہیں تاکہ گواہی آنے پر اس کے مطابق ان کا اعلان کیا جائے جیسے آپ ﷺ فرماتے تھے۔

البتہ جس طریقہ سے برِ صغیر یا دیگر مما لک اور خود برطانیہ میں بھی بعض مسلمان اپنے طور پر ہر ماہ کے چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے مطابق ہر مہینہ کو ۲۹/۳۰ کے حساب سے گنتے ہیں اسی طرح حرمین شریفین ،سعودی عربیہ میں بھی لوگ اپنے اپنے طور پر ہر ماہ چاند دیکھتے ہیں اور دکھائی دینے نہ دکھائی دینے پر وہ ۲۹/۳۰ کے مطابق اپنی گنتی کرتے ہیں ،لیکن چونکہ حکومتی سطح پر اس کا اہتمام نہیں ہوتا ہے اس لئے مجلسِ قضاء اعلیٰ اعلان نہیں کرتی ہے!

دین اور سائنس!!!

سائنس کا دین کے ثبوت وعدم ثبوت سے کوئی علاقہ نہیں! اس حقیقت کے باوجود قرآن کو سائنسی کتاب ثابت کرنے میں کھلے عام بخشیں ہورہی ہیں اور ''بدیہیات'' کے سہانے نام سے اسلامی معتقدات کی صحت وعدم صحت کا راستہ دشمنان اسلام کی طرف سے خود مسلمانوں میں اسلام اوراس کے نظریات اس کے پیغمبرﷺ میں تشکیک پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جارہاہے جبکہ ایک مسلمان جب اسلام کا اقرار کرتاہے تو وہ ''آنکھیں بندھ کئے، سائنسی نظریات کو مدنظر رکھے بغیر''آمنا وصدقنا'' کہتاہے اور اسلام کا مطلوب یہی ''ایمان'' ہے یہ الگ بات ہے کہ کوئی اپنی نظر سے اسلام کی صداقت کو سائنسی بنیاد پر حق جان کر ایمان لے آئے مگر ایمان کا حقیقت میں یہ تقاضا نہیں بلکہ جیسے ہم ڈاکٹر کی بات پر آنکھ بندھ کرکے عمل کرتے ہیں ویسے ہی یہاں بھی مقصود ہے کہ ہم پیغمبرﷺ اور آپ کے فرامین کو من وعن نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے بھی سچ جانکر ان پر''آ
نکھ بندھ کرکے'' چاہے کوئی اسے ''بے عقل'' ہی کیوں نہ کہے مگر اسی طرح ایمان لے آئیں، یہاں تک کہ اگر تجربات وعینی مشاہدہ سے ہی بظاہر وہ غلط ہی کیوں نہ ثابت ہو قرآن وپیغمبرﷺ کے تقاضوں وحکمت ہی کو صحیح تسلیم کرنا یہی ایمان ہے ،اسی سائنسی حوالہ سے مجدد، زمانہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

فتویٰ(49) مجدد زمانہ شاہ اشرف علی تھانویؒ

فرماتے ہیں :''لوگ آپﷺ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں،آپ فرمادیجئے کہ اس کا گھٹنا اور بڑھنا لوگوں کے کاروبار اور حج کے اوقات کے لئے ہے ''۔ایک مرتبہ صحابہ کرام نے حضورﷺ سے دریافت کیا تھا کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ،جس میں وجہ اور علت نہیں بیان کی گئی

بلکہ حکمت بتلادی گئی (کہ اس سے) لوگوں کو اپنے کاروبار کے لئے وقت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ تو دنیوی فائدہ ہے اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، یہ دینی نفع ہے ،''علت کو چھوڑ کر حکمت بتلانے میں اس پر تنبیہ کردی گئی ہے کہ علت کا دریافت کرنا فضول ہے'' حکمت کو معلوم کرنا چاہیئے ،حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا: حدیث مطرب و مے گو وراز دہر کمتر جو کہ کس نکشو دونکشاید بحکمت ایں معمارا یعنی عشق ومحبت الٰہی کی باتیں کرو، زمانے کے اسرار کی جستجو ترک کرو کہ کسی نے بھی اس معمہ کو حکمت سے حل نہیں کیا نہ آئندہ کر سکے گا۔(الباب لاولی الالباب ملحقہ مواعظ حدود وقیود ص ۲۵۱ از حضرت تھانویؒ)

مزید فرمایا: بڑے ظلم کی بات ہے کہ حکام ظاہری (بادشاہ وغیرہ) کے قانون میں تو مسائل سائنس کو تلاش نہ کیا جائے اور خدا تعالی کے قانون میں ان تمام باتوں کو تلاش کیا جائے ۔ ثابت ہوا کہ جغرافیہ وغیرہ مقصود نہیں ہیں، البتہ اگر ان کا ذکر ہوگا تو تبعاً ہوگا، کسی ضرورت کی وجہ سے اور بقاعدہ ''الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ '' ان کا ذکر بھی اسی قدر رہوگا، جس قدر سے کوئی ضرورت متعلق ہے ،چنانچہ سائنس وغیرہ کے متعلق جو گفتگو ہے وہ اس قدر کہ یہ سب مصنوعات ہیں اور ہر مصنوع کیلئے ایک صانع کی ضرورت ہے، سو اس استدلال کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ ان چیزوں کی حقیقت بھی دریافت ہو جائے بلکہ مجملاً ان کا علم ہونا کافی ہے، بلکہ ان مسائل کو موقوف علیہ کہنا مضر ہے، راز اس میں یہ ہے کہ ہر شخص

جانتا ہے کہ مقدمات بدلیل کے یا نظری ہوتے ہیں یا بدیہی اور نظری کا مرجع مقدمات بدیہیہ مسلمہ ہوں گے، جب یہ سمجھ میں آ گیا تو سمجھو کہ قرآن ''ھدیً للناس '' ہے اور ''ھدیً للمتقین '' ہے (ضرورۃ العلم بالدین ملحقہ مواعظ دین ودنیا ص ۲۴۸)۔

اب میں نو تعلیم یافتہ جماعت کی ایک غلطی پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ **شریعت میں جو علم کی فضیلت وارد ھے ،اس میں علمِ سائنس وعلمِ معاشیات وغیرہ داخل نہیں بلکہ'' علومِ احکام مراد ھیں جو قرآن وحدیث و فقہ'' میں منحصر ھے ،بعض احادیث ونصوص میں جو علم کا لفظ مطلق وارد ھوا ھے تو اس مطلق سے '' یہ مقید ''ھی مراد ھے** ،اس سے ایسا عموم سمجھنا جس میں سائنس وغیرہ سب داخل ہو جائیں ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ تعلیم حاصل کرو، اس کا مطلب بیان کیا جائے کہ بیت الخلاء صاف کرنا بھی سیکھو، ہر چند کہ یہ بھی تعلیم کا ایک شعبہ ہے مگر عرفاً تعلیم حاصل کرنے سے ہرگز ہرگز کوئی شخص یہ نہ سمجھے گا کہ بیت الخلاء صاف کرنے کی تعلیم مراد ہے ،

پس اسی طرح'' **قرآن اور حدیث میں جو علم کی فضیلت مذکور ھوئی ھے ،اس علم میں سائنس**

وغیرہ داخل نہیں''، بلکہ ''**یہ علم بمقابلہ علم احکام کے بحکمِ جہل**'' ہے، دیکھئے قرآن مجید میں حق تعالیٰ شانہ نے یہود کے علم کے متعلق ''لقد علموا'' فرمایا۔ اس سے اُن کا اہل علم ہونا ظاہر فرمایا ہے اور اس کے بعد ''لَو کَانُوا یَعلَمُونَ'' فرمایا، جس میں اُنہی سے علم کی نفی فرماتے ہیں، تو یہاں نفیِ علم سے مراد ''علم مع العمل'' کی نفی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ''**شریعت میں جہاں علم کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں علم سے وہ علم مراد ہے جس کو** ''**عمل میں بھی دخل**'' **ہو، بلکہ اس کے ساتھ عمل موجود بھی ہو، پس** ''**بتلایئے کہ سائنس کو عمل شرعی میں کیا دخل ہے ؟**'' **جو اس کو اطلاق شرع میں داخل کیا جائے** ؟ اِس دعویٰ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ''اِنَّ الاَنبِیَاءَ لَم یُورِثُوا دِینَارًا وَلَا دِرهَماً وَلٰکِن وَرِثُوا العِلمَ۔'' پس اِس سے روزِ روشن کی طرح ظاہر اور واضح ہو گیا کہ شریعت میں علم سے مراد علمِ دینار اور دِرہم نہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کو علومِ ذرائع کسب بھی عطاء فرمائے تھے مگر حضور ﷺ نے نہ ان کو علم سے تعبیر فرمایا اور نہ ان میں وراثت جاری ہوئی، جیسا داؤد علیہ السلام کو زِرہ بنانا سکھلایا اور اُن کے ہاتھوں میں لوہے کو موم بنا دیا گیا۔ (علوم العباد من علوم الرشاد ملحقہ مواعظ حقوق و فرائض ص ۱۴۳)

آگے ایک جگہ فرمایا: **آج کل بہت سے قرآن مجید کے دشمن ،دوست نُما پیدا ہوئے ہیں** جو قرآن مجید سے سائنس کے مسائل درجہ ’’دلالت‘‘ میں ثابت کرتے ہیں ا

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہ الی یوم الدین

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناظم حزب العلماء یو کے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ